امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حسنِ معاشرت کے بنیادی اسباب بیان کرتی حکمت و دانائی بھری ہدایات

حضرت سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لیے اٹھارہ باتیں مقرر کیں جو سب کی سب حکمت و دانائی کی باتیں تھیں، انہوں نے فرمایا:

۱) جو تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تم اسے اس جیسی کوئی سزا نہیں دے سکتے کہ تم اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ ۲) اپنے بھائی کی بات کو کسی اچھے رخ کی طرف لے جانے کی پوری کوشش کرو، ہاں اگر وہ بات ہی ایسی ہو کہ اسے اچھے رخ کی طرف لے جانے کی تم کوئی صورت نہ بنا سکو تو اور بات ہے۔ ۳) مسلمان کی زبان سے جو بول بھی نکلا ہے اور تم اس کا کوئی بھی خیر کا مطلب نکال سکتے ہو تو اس سے برے مطلب کا گمان نہ کرو۔ ۴) جو آدمی خود ایسے کام کرتا ہے جس سے دوسروں کو بدگمانی کا موقع ملے تو وہ اپنے سے بدگمانی کرنے والے کو ہرگز ملامت نہ کرے۔ ۵) جو اپنے راز چھپائے گا اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔ ۶) سچّے بھائیوں کے ساتھ رہنے کو لازم پکڑو، ان کے سایۂ خیر میں زندگی گزارو کیونکہ وسعت اور اچھے حالات میں وہ لوگ تمہارے لیے زینت کا ذریعہ اور مصیبت میں حفاظت کا سامان ہوں گے۔ ۷) ہمیشہ سچ بولو چاہے سچ بولنے سے جان ہی چلی جائے۔ ۸) بے فائدہ اور بے کار کاموں میں نہ لگو۔ ۹) جو بات ابھی پیش نہیں آئی اس کے بارے میں مت پوچھو کیونکہ جو پیش آ چکا ہے اس کے تقاضوں سے ہی کہاں فرصت مل سکتی ہے۔ ۱۰) اپنی حاجت اس کے پاس نہ لے جاؤ جو یہ نہیں چاہتا کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ۔ ۱۱) جھوٹی قسموں کو ہلکا نہ سمجھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ ۱۲) بدکاروں کے ساتھ نہ رہو ورنہ تم ان سے بدکاری سیکھ لو گے۔ ۱۳) اپنے دشمن سے الگ رہو۔ ۱۴) اپنے دوست سے بھی چوکنے رہو لیکن اگر وہ امانت دار ہے تو پھر اس کی ضرورت نہیں اور امانت دار صرف وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔ ۱۵) قبرستان میں جا کر خشوع اختیار کرو۔ ۱۶) جب اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کا کام کرو تو عاجزی اور تواضع اختیار کرو۔ ۱۷) جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو۔ ۱۸) اپنے تمام امور میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر: ۲۸) ”اللہ تعالیٰ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں“۔

(ابن عساکر و ابن النجار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۷، شمارہ نمبر ۴

جمادی الثانی/رجب ۱۴۳۵ھ اپریل/مئی 2014ء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ مجاہد کی تلوار، اس کے نیزے اور اسلحے پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے تو پھر اُسے کبھی عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا''۔ (ابن عساکر)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام نوائے افغان جہاد ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

تین دہائیوں تک عالمی تحریک جہاد کی قیادت کرنے والے محسن امت، مجدد جہاد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو اپنے رب کے حضور پیش ہوئے تین سال بیت گئے......آپ نے ''جہاں گیا واپس نہیں آیا'' کے زعم باطل میں مبتلا ملحدین کے سرغنہ سوویت یونین کے ''سرخ سویرے'' کو دائمی وابدی کالی رات کے اندھیروں میں گم کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا......پھر یک قطبی دنیا کے مدارالمہام بننے والے امریکہ کی رعونت وتکبر کو بھی خاک میں ملانے کی بنیاد آپ رحمہ اللہ ہی نے رکھی......اللہ تعالیٰ نے شیخ اسامہؒ کو اپنے فضل واحسان سے خوب خوب نوازا تھا......آپ کی علمی وجاہت، درازقد اور متناسب اعضا کو دیکھ کر رب تعالیٰ کا بیان کردہ فضل بَسۡطَةً فِي الۡعِلۡمِ وَالۡجِسۡمِ یاد آتا اور آپ کی دنیاوی حیثیت وتونگری دیکھ کر سَعَةً مِّنَ الۡمَالِ کے حریص اور دھن دولت پر رالیں ٹپکانے والے بھی انگلیاں دانتوں تلے داب لیتے تھے......شیخ اسامہؒ پر اللہ تعالیٰ اپنی کروڑوں رحمتیں کرے کہ اُنہوں نے اس دنیاوی مال ومتاع کی بے ثباتی کو اچھی طرح جان لیا، اسے عطا کرنے والے ہی کے راستے میں نچھاور کرکے مہاجر ومسافر جیسی زندگی پر قانع ہوئے اور آخرت کے اجرعظیم وجزیل کا سودا کھرا کر گئے......

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی وجسمانی صلاحیتوں اور وسعت مال کے ساتھ ساتھ ایمانی بصیرت اور عالی وزرخیر دماغ بھی عطا فرمایا، آپ کو عسکری صلاحیتوں اور جنگی مہارتوں پر بھی عبور عطا فرمایا......اس سے بڑھ کر کسی بندۂ مومن پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا جودوکرم کیا ہوسکتا ہے کہ وہ ذاتِ پاک اپنے بندے کو اپنے بدترین باغیوں اور سرکشوں کے سرتوڑنے کے لیے منتخب فرمالے......یہ اللہ تعالیٰ ہی کا انتخاب تھا کہ جس کی بدولت شیخ اسامہ رحمہ اللہ ہبلِ عصر امریکہ کو جس میدان میں چاہتے گھسیٹ لے آتے......''نیو ورلڈ آرڈر'' کی صورت میں ''انا ربکم الاعلیٰ'' کا باغیانہ اعلان کرنے والے امریکہ کو آپؒ کے عبقری ذہن نے تباہی ونامرادی کے راستے پر ڈالا......شیخ اسامہؒ کا منہج بالکل واضح اور بیّن ہے، آپ اپنی بصیرت ایمانی اور بیدار مغزی کی بنا پر جان چکے تھے کہ اللہ کی زمین پر اُس کی مطہر ومبارک شریعت کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ امریکہ کی ابلیسی ریاست ہے اور اس دجالی ریاست کی جان ''معیشت'' نامی ''طوطے'' میں ہے......آپؒ نے امریکہ کو معاشی طور پر دیوالیہ اور کنگال کرنے کا واحد طریقہ یہی بتایا کہ اُسے طویل اور ناختم ہونے والی ایسی جنگوں میں بُری طرح الجھا دیا جائے جن میں وہ اپنے تمام معاشی وسائل کو جھونک ڈالے......یوں اُس پر اقتصادی ضعف طاری ہونے لگے گا اور اُس کا وجود اپنے ہی بوجھ کو اٹھانے سے انکار کردے گا......نتیجتاً اُس کی عالم گیر طاقت کے قلعے ڈھے جائیں گے، وہ اس قابل ہی نہیں رہے گا کہ مسلم خطوں میں زور زبردستی کرسکے اور اُنہیں اپنی کالونیوں کے طور پر سمجھ کر وہاں عمل دخل کرسکے......اس کے بعد مسلم خطوں میں تنفیذ دین اور حاکمیت شریعت کا فریضہ ادا کرنا مشکل امر نہ رہے گا کیونکہ ''کلمہ گو'' افواج کی صورت میں اس راہ میں حائل بڑی قوتیں اپنی ''طاقت کے سرچشمے'' سے محروم ہوچکی ہوں گی......کہ ''طاقت کے سرچشمہ'' کے ''سوتے'' اپنی ہی زمینوں پر خشک ہوتے چلے جائیں گے تو ایسی صورت میں بھلا وہ ''مسلم'' افواج کے کاسۂ گدائی کو کہاں تک بھر سکے گا؟

یہ ہے شیخ اسامہؒ کا منہج! جس کا اظہار اُنہوں نے اپنی تقاریر میں بھی جابجا کیا اور ذمہ دارانِ جہاد کے نام اپنے خطوط ومکاتیب میں بھی اس پر پورا زور دیا! شیخ رحمہ اللہ کی اپنائی گئی جہادی پالیسی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج امریکہ زخم درزخم سہہ سہہ کر عاجز ومعذور ہوچکا ہے اور میدانوں سے بھاگنے کی تیاریوں میں مصروف ہے......سوویت روس کے ٹکروں پر کھڑے ہوکر جس کروفر کا اظہار امریکہ نے کیا تھا، اُس کا وہ رعب ودبدبہ اب قصۂ ماضی بن چکا ہے......گیارہ ستمبر کے مبارک عملیات میں اُس کے معاشی وعسکری قلعوں کو مجاہدین نے زمیں بوس کیا، جس کے بعد وہ زخمی اژدھے کی طرح پھنکاریں مارتا، ThisisCrusade کا نعرہ لگا کر افغانستان پر چڑھ دوڑا جہاں تیرہ سال تک مجاہدین نے اُسے بھگا بھگا کر مارا اور مار مار کر بھگایا! اب اُس کی معیشت دگرگوں ہے، قرضوں کے بوجھ اور سود کے بار نے اُس کی کمر دوہری کررکھی ہے، عراق اور افغانستان میں اللہ تعالیٰ کے بے سروسامان بندوں کے ہاتھوں سے پسپائی نے دنیا بھر میں اُس کی عسکری برتری کے دعووں کو بھی ہوا میں اُڑا کر رکھ دیا ہے......دنیا بھر میں اُس کے استبداد وجبر کو قائم رکھنے کے لیے موجود فوجی اڈوں پر متعین فوجی اخلاقی زوال اور پستی میں گر کر دنیا بھر میں تماشا بن چکے ہیں......سالوں تک اپنے گھروں سے دور رہنے والے یہ فوجی مختلف ذہنی امراض کے ساتھ ساتھ منشیات کے عادی بن کر باقاعدہ ''جہازوں'' میں تبدیل ہوچکے ہیں، اُن کے خراب دماغوں نے اُنہیں ذہنی امراض اور جنسی آوارگیوں کا رسیا بنا دیا ہے، خواتین فوجیوں سے فوجی مردوں کی بداخلاقیوں میں چند ہی ماہ میں ۵۰ فی صد اضافہ ریکارڈ ہوا، خوف زدہ اور مایوس فوجیوں میں خودکشیوں کا رجحان سنبھالے نہیں سنبھل رہا! یہ سب حالات کس سبب بنے؟ یقیناً یہ 'منہج اسامہؒ' میں اللہ تعالیٰ کی دی گئی برکات ہی تو ہیں!

محسن امت نے ایک جانب اس فکر کی آبیاری کی کہ مجاہدین اپنی تمام تر توانائیاں اور ہر طرح کی صلاحیتیں عالمی کفر کے سردار کے خلاف استعمال کریں اور اُس کے معاشی، سیاسی اور عسکری مفادات کو اپنا ہدف اول بنائیں......دوسری جانب آپؒ نے مجاہدین کو امت کے ساتھ جڑنے، اُس کا غم گسار بننے، اُس کے زخموں پر مرہم رکھنے، اُس کے دکھ درد بٹانے، اُس کے رنج وملال کا مداوا کرنے اور اُس کے غموں میں خود گھُلنے کی نصیحت کی اور بارہا کی۔ آپ نے امت میں انتشار وافتراق پیدا کرنے والے عوامل کی ہمیشہ نفی کی، متحدہ کفر کے مقابلے میں اتحادِ امت کی بنیاد کو مضبوط تر کرنے کی دعوت تسلسل اور تکرار سے دی......اہل ایمان کے ساتھ بہر صورت ہمدردی، اُنس، محبت، مودت اور الفت واخوت کا معاملہ روا رکھنے پر زور دیا......خونِ مسلم کی حرمت کی پاس داری کے حوالے سے انتہا درجے کی حساسیت کو طبیعتِ ثانیہ بنانے کا درس دیا، جہاد وقتال کے میدانوں میں نکلنے والوں پر لازم قرار دیا کہ وہ اپنی شمشیر جوہر دار کے تمام وار اہل کفر کے لیے سنبھال رکھیں اور عامۃ المسلمین پر اپنے ہتھیار استعمال کرنا تو کُجا 'اُن کی طرف کسی بھی صورت اپنی تلواروں سے اشارہ تک نہ ہونے پائے' کی نبوی تعلیم کو ازبر کروایا......مجاہدین کو باہمی اختلافات ومناقشات سے ہر حال میں دور رہنے کی ہدایت اور آپسی جنگ وجدل کی نوبت آنے کی صورت میں کشت وخون کی بجائے اپنی تلواریں کند کرلینے اور پتھروں سے ٹکرا کر توڑ دینے کا سبق دیا......یہ ہے منہجِ اسامہ اور یہ ہے فکرِ اسامہ! جس کی اساس وتعلیمات تمام کی تمام قرآنی احکام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مشتق ہیں! شیخ رحمہ اللہ اپنے مالک سے کیا گیا وعدہ نبھا گئے اور کامیاب وکامران ٹھہرے......اُن کے بعد اُن کی تشکیل کردہ صفوف اور اُن کا تیار کردہ قافلہ جہاد اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے اُن کے منہج اور اُن کی فکر کے مطابق اپنا وہی سفر جاری رکھے ہوئے ہے جس کی منزل اللہ تعالیٰ کی خوش نودی کا حصول اور شریعت اسلامیہ کی حاکمیت کا قیام ہے! تمام تر جاں گسل مراحل اور کٹھن وپرپیچ راستوں کے باوجود ''لشکر اسامہ'' اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس منزل پر پہنچ کر دنیا وآخرت کی سعادتوں کو سمیٹتا رہے گا!

باطن کے تین تباہ کن گناہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ العالی

ایک سبق آموز واقعہ:

مومن کے دل کے اندر نہ کسی کا بغض ہونا چاہیے، نہ کینہ اور نہ ہی حسد ہونا چاہیے۔اس پر ایک عجیب واقعہ یاد آیا جو احادیث طیبہ میں آتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بشارت دی کہ:

''ابھی ایک شخص آئے گا،تم اگر جنتی آدمی کو دیکھنا چاہو تو اسے دیکھ لینا''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سب لوگ متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔اتنے میں دیکھا کہ ایک انصاری صحابی جو زراعت پیشہ تھے،ان کے باغات وغیرہ تھے،وہاں کام کرتے تھے۔وہ آئے اور ان کے تازہ تازہ وضو کی وجہ سے داڑھی میں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔وہ اُلٹے ہاتھ میں چپل لیے ہوئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور پھر سلام کر کے چلے گئے۔

دوسرے دن پھر مجلس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اگر کسی کو جنتی شخص دیکھنا ہو تو وہ ابھی آنے والے شخص کو دیکھ لے، وہ جنتی ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا کہ آج کے دن کو صحابہ تشریف لائیں گے؟ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ جو صحابی کل آئے تھے وہی تشریف لا رہے ہیں،اسی طرح آرہے ہیں جس طرح کل آئے تھے اور پھر اسی طرح واپس چلے گئے۔تیسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ جس کسی کو جنتی شخص دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لے جو ابھی آئے گا۔دیکھا تو ہی پہلے دن والے صحابی تشریف لا رہے ہیں۔اسی طرح جیسے پہلے اور دوسرے دن آئے تھے۔

دو اہم سنتیں:

یہاں ان صحابی کے عمل سے دو اہم باتیں معلوم ہوئیں۔ایک تو یہ کہ جوتا بائیں ہاتھ میں لینا چاہیے، دائیں میں نہیں لینا چاہیے۔یہی سنت طریقہ ہے کہ دایاں ہاتھ اچھے اچھے کاموں کے لیے ہے جب کہ بایاں ہاتھ بُرے اور ادنیٰ کاموں کے لیے ہے۔ جیسے استنجا کرنا، ناپاکی کو دھونا، جوتا لینا اور گندگی میں ہاتھ ڈالنا وغیرہ۔اسی لیے وہ انصاری صحابی اس سنت پر عمل پیرا تھے۔

دوسرے وضو کرنے کے بعد پانی پونچھنا اور نہ پونچھنا دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو دونوں سنتوں پر عمل کر سکتے ہیں۔سردیوں میں پونچھ لیا کریں اور گرمیوں میں نہ پونچھا کریں۔تو وہ صحابی اسی سنت پر عمل پیرا تھے کہ وضو کرنے کے بعد انہوں نے اپنا چہرہ صاف نہیں کیا اس لیے داڑھی سے ہلکے ہلکے پانی کے قطرے گر رہے تھے جیسے تازہ تازہ وضو میں گرتے ہیں۔اس طرح سے وہ آئے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی جستجو:

حاضرین میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں عبادت گزار مشہور تھے، وہ ان انصاری صحابی کے پیچھے چل دیے اور راستے میں ان سے کہا کہ میرے والد صاحب نے میری کچھ کھٹ پٹ ہوگئی ہے اور میں نے تین دن گھر نہ جانے کی قسم کھالی ہے۔اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے ہاں تین دن گزار لوں، جب قسم پوری ہو جائے گی تو میں گھر چلا جاؤں گا۔انہوں نے کہا کہ ہاں کوئی بات نہیں آجاؤ!

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما تین دن تک ان کے گھر میں رہے اور ان کی ہر نقل وحرکت کا جائزہ لیتے رہے اور دیکھتے رہے کہ ان کا دن کس طرح گزرتا ہے اور رات کیسے گزرتی ہے۔تین دن بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ظاہری طور پر ان کا کوئی عمل نظر نہیں آرہا جس کی بنیاد پر تین دن تک انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت حاصل کی ہے۔صبح سے شام تک وہ اپنی زمین پر کام کرتے رہتے جب کہ نماز کے وقت سب کام چھوڑ کر اطمینان وسکون سے نماز پڑھتے اور پھر اپنے کام میں لگ جاتے۔سارا دن کوئی گناہ کی بات نہیں کرتے تھے۔اول تو بولتے ہی نہیں تھے اور بولتے تھے تو بھلائی ہی کی بات بولتے تھے۔

دو سنہری عمل:

ہمارے لیے اس واقعہ میں بہت بڑا سبق ہے کہ ہم اپنی زبان کو جو بے خوف و خطر اور بے لگام استعمال کرنے کے عادی ہیں، جس کے نتیجے میں بڑے بڑے گناہ ہماری زبان سے صادر ہوتے ہیں۔یہ طریقہ درست نہیں، یہ نبیٔ اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ نہیں ہے۔آپ صلی اللہ

16 فروری: صوبہ ننگرہار.............ضلع غنی خیل.............مجاہدین کا گھات لگا حملہ.............6 نیٹو فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یا تو اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ وہ صحابی اس پر عمل پیرا تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں تین دن تک ان کے ساتھ رہا وہ بولتے نہیں تھے، جب بھی بولتے تھے تو کوئی نہ کوئی اچھی بات بولتے تھے۔ بس ہر مومن کو یہی کرنا چاہیے، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ بس زبان پر تالا لگا دو، جب بولو تو سبحان اللہ کہو اور الحمدللہ کہو۔ میری گذارشات کا مقصد یہ ہے کہ گناہ کی باتیں اور بے کار باتیں زبان سے مت کرو۔ فضول باتیں، فضول بحثیں اور لایعنی گفتگو ہمارے معاشرے میں عام ہیں، اس سے بچیں۔ ہاں جائز اور مباح باتیں کرنے میں مضائقہ نہیں۔

بہرحال ایک عمل ان کا یہ دیکھا کہ وہ نماز کے وقت نماز پڑھتے تھے اور وہ خاموش رہتے تھے اور بولتے تھے تو کام کی بات کرتے تھے۔ ان کا دن اس طرح گزرتا تھا پھر رات کو وہ گھر آتے اور عشا کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر فوراً بستر پر چلے جاتے اور پھر ساری رات صبح صادق تک سوتے ہی رہتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے ان تین دن میں ان کو تہجد کے لیے بھی اٹھتا ہوا نہیں دیکھا، جب کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں تہجد نہ پڑھنا عجیب سمجھا جاتا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ صحابی ہو اور تہجد نہ پڑھے! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی گو تہجد فرض نہیں تھی لیکن وہ تہجد گزار تھے۔ لیکن ان صحابی کو تین دن تک انہوں نے دیکھا کہ ساری رات سوتے رہے البتہ کبھی رات کو آنکھ کھلی تو لیٹے لیٹے اللہ اللہ کرلی، اللہ اکبر، سبحان اللہ والحمدللہ کہہ لیا اور پھر نیند آ گئی پھر سو گئے، جیسے ہی فجر کی اذان ہوئی فوراً کھڑے ہو گئے۔

حقیقتِ حال کی وضاحت:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین دن کے بعد ان انصاری صحابی کو اصل بات بتلائی کہ تین دن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے الگ الگ تین مجلسوں میں تمہارے جنتی ہونے کی بشارت سنی۔ ایسی بشارت میں نے کسی اور صحابی کے لیے نہیں سنی۔ تو میں آپ پر رشک کرنے لگا کہ یہ صحابی کیسے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں تین دن تک الگ الگ مجلسوں میں جنتی ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں کہ جنتی ہے بلکہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ کسی کو دیکھنا ہو تو دیکھ لو! کہ جنتی ایسا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! تو میرے دل میں یہ آیا کہ آپ کے اعمال کا جائزہ لوں کہ وہ کون سے اعمال ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ میں بھی وہ عمل کرلوں۔ بس اس لیے میں آپ کے گھر آیا تھا تو تین دن کی تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ بظاہر آپ کو کوئی خاص اور بڑا عمل نہیں اور بشارت اتنی بڑی ہے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کو اتنی بڑی بشارت کس وجہ سے ملی ہے۔

جنت ملنے کی بشارت:

انصاری صحابی نے جواب میں کہا کہ اے عبداللہ! حقیقت یہ ہے کہ جتنا تم نے مجھے دیکھا ہے میں اتنا ہی عمل کرتا ہوں، میں اس سے زیادہ عمل نہیں کرتا۔ اور انہوں نے سلام کیا اور چل دیے، تھوڑی دور جانے کے بعد ان انصاری صحابی نے دوبارہ آواز دی یا عبداللہ! آؤ مجھے ایک بات اور یاد آ گئی اور وہ یہ ہے کہ میرا عمل تو اتنا ہی ہے جتنا تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے لیکن میرے دل میں دو باتیں ہیں، ایک تو میرے دل میں کسی مسلمان سے کوئی حسد نہیں ہے۔ میں دل سے ہر مسلمان کا خیرخواہ اور بہی خواہ ہوں، میں ہر مومن کی ہمدردی اپنے دل میں رکھتا ہوں، دوسرے کسی مسلمان سے میرے دل میں کینہ نہیں ہے، میرا دل کینے سے صاف اور پاک ہے۔ بس یہ بات مجھے یاد آ گئی جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت! یہی تو وہ چیز ہے جس نے آپ کو یہ اعلیٰ درجہ عطا فرمایا ہے اور یہی وہ عمل ہے جس نے آپ کو یہ بشارت سنوائی ہے۔

جائزہ لینے کی ضرورت:

یہی وہ عمل ہے جس سے اچھے اچھے لوگ خالی ہیں، بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل اس بلا سے پاک ہوتے ہیں۔ عابدوں میں بھی، زاہدوں میں بھی، تاجروں میں بھی، زراعت پیشہ لوگوں میں بھی، عورتوں میں بھی، مردوں میں بھی بغض اور حسد کی آگ بھڑکی ہوئی ہے، اللہ بچائے!

جنتی بننے کا طریقہ:

دیکھیے! ان صحابی میں ظاہری عمل تو اتنا نہ تھا لیکن ان کے دل کے اندر کسی سے بغض، کینہ اور حسد نہ تھا تو اس کے نتیجہ میں اللہ پاک نے ان کو کتنی بڑی بشارت عطا فرمائی۔ یاد رکھو! یہ بشارت ہمیں بھی مل سکتی ہے اگر ہم بھی اس پر عمل کریں اور اپنے دل کو پاک وصاف رکھیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے دل میں جھانکیں، اگر خدانخواستہ بغض و کینہ یا حسد کی بیماری کا گناہ موجود ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں۔

دعا کریں کہ اے اللہ! ہمارے قلب کو صاف فرما کہ کسی سے ہمارے دل میں بغض، کینہ یا حسد نہ ہو۔ اس طرح اپنے دل کو صاف رکھیں اور ہر مسلمان کی دل سے خیرخواہی چاہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں بھی اور اس کو بھی عافیت عطا فرما، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين

☆☆☆☆☆

18 فروری: صوبہ پکتیا .... ضلع زرمت .... بارودی سرنگ دھماکہ .... ایک نیٹو ٹینک تباہ .... 4 فوجی ہلاک

تحریکِ جہاد کا ہدفِ اول......امریکہ

محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

جماعۃ القاعدۃ الجہاد فی بلادِ خراسان کے امیر شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ کے نام شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے لکھے گئے ایک مکتوب سے چند اقتباسات

نیویارک اور واشنگٹن کے مبارک حملوں اور اس کے بعد افغانستان پر صلیبی یلغار کے بعد بننے والی صورت حال نے عامۃ المسلمین کی اپنے مجاہد بیٹوں سے محبت اور ان پر اعتماد کی ایک نئی فضا قائم کر دی ہے۔ امت پر واضح ہو گیا ہے کہ اس پر انواع واقسام کی ذلت اور اذیت مسلط کرنے والے صلیبی صہیونی اتحاد کے مقابلے میں مجاہدین ہی امتِ مسلمہ کا ہراول دستہ اور اس جنگ کے علم بردار ہیں۔ دشمن کی بھرپور کوشش کے باوجود، جہاد کی تیزی سے بڑھتی ہوئی دعوت اور بڑی تعداد میں انٹرنیٹ اور عملی میدان میں نوجوانوں کا جہاد کی طرف آنا اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل سے آج تحریکِ جہاد کئی ممالک میں منظّم ہو چکی ہے۔ اللہ کے اذن اور مجاہدین کی ثابت قدمی سے ان شاء اللہ یہ تحریک عنقریب عالمی کفر کے سرغنہ کو ہزیمت سے دوچار کرے گی جس سے ان شاء اللہ امتِ مسلمہ کو ذلت اور پستی کی دلدل سے نکالنے کے اسباب پیدا ہوں گے۔ اگر مجاہدین' امت کے بیٹوں کو بیدار کے لیے موثر اور دل پذیر دعوتی انداز کو اپنائیں تو بہت جلد امت لاعلمی اور جہالت کی تاریکیوں سے نکل آئے گی۔

امتِ مسلمہ آج جس مصیبت میں مبتلا ہے اس کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ ایک امریکہ کا تسلط اور دوسرے وہ حکمران جنہوں نے شریعت کو ترک کر رکھا ہے اور امت کی بجائے امریکہ کے مصالح کا خیال رکھتے ہیں۔ ہمارے سامنے دین کے قیام اور امتِ مسلمہ کو اس مصیبت سے نکالنے کے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ امریکہ کے تسلط کو ختم کیا جائے اور ہر ایسے نظام کو ہٹایا جائے جس میں اللہ کی شریعت کی حاکمیت نہ ہو۔ اس تسلط کے خاتمے کا عملی طریقہ یہی ہے کہ پہلے امریکہ پر لگا تار اتنی ضربیں لگائی جائیں کہ وہ ٹوٹ کر اس قدر کمزور ہو جائے کہ عالمِ اسلام کے معاملات میں دخل اندازی نہ کر سکے۔ پھر اس کے بعد وہ مرحلہ آئے گا جس میں شریعت کے تارک حکمرانوں کو ہٹایا جائے گا اور آخری مرحلہ جس میں دین کا قیام اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کی شریعت کی حاکمیت قائم ہو گی۔ اس وقت تحریکِ جہاد ایک نئے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے اور اسی مناسبت سے ہمیں اپنی عسکری اور دعوتی حکمتِ عملی پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔ اس مرحلے میں ایک انتہائی اہم امر جس پر خاص توجہ کی ضرورت ہے کہ ہم نتائج کی پرواہ کے بغیر ایسی کارروائیاں کر جائیں جس سے مجاہدین، اپنی امت کی تائید اور ہمدردی سے محروم ہو جائیں۔ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہماری کچھ کارروائیاں تو کامیاب ہو جائیں لیکن مجموعی جنگ میں ہم ضرور شکست کھا جائیں گے۔ ہمیں اپنی ساری طاقت اور توجہ عالمی کفر کے سرغنہ امریکہ پر مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ امریکہ کے اندر اور کھلے محاذوں پر امریکہ کو ہدف بنائیں اسی طرح غیر اسلامی ممالک میں امریکی اہداف کو نشانہ بنائیں اور ایسے اسلامی ممالک جہاں براہِ راست امریکہ نے حملہ کر رکھا ہے ان کے علاوہ اسلامی ممالک میں کارروائیوں سے گریز کریں۔ اسلامی ممالک میں کارروائیوں سے اجتناب کی دو بڑی وجوہات ہیں۔

اول یہ کے مسلمانوں کے مابین کارروائی سے ان کی بہت سی جانیں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اگر ساتھیوں کو پہلے مسئلہ تترس میں احتیاط کی تنبیہ بھی کر دی جائے تو کوئی حد واضح نہیں ہوتی اور عملاً یہ دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا بہت جانی نقصان ہو جاتا ہے جس پر ایک تو ہماری عند اللہ سبحانہ تعالیٰ سخت مسئولیت ہو سکتی ہے دوسرے جہاد کی دعوت کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

دوسرا بڑا نقصان جو ایسی کارروائیوں سے یقینی ہے کہ اس ملک کی حکومت لازماً وہاں موجود جہادی یا دعوتی عمل سے منسلک نوجوانوں کے درپے ہو جائے گی۔ جس کے نتیجے میں ہزاروں گرفتاریوں کا احتمال ہے جیسا کہ پہلے مصر اور بلادِ حرمین میں ہو چکا ہے۔ جب کہ اس وقت اہم امر یہ ہے کہ تحریکِ جہاد کو ان حکومتوں کے ہاتھوں اتنی بڑی تعداد میں دینی غیرت رکھنے والے لوگوں کی گرفتاریوں کے اضافی خسارے سے بچا کر کھلے محاذوں پر عالمی کفر کے سرغنے اور ان مرتد حکومتوں کی شہ رگ امریکہ کو بھرپور نقصان پہنچایا جائے اور جب عالمی کفر مکمل لاغر ہو جائے اس وقت ہم ان مرتد حکمرانوں کے خلاف کھلی جنگ شروع کریں، تب یہ حکمران' امریکہ کی پشت پناہی ہٹنے سے کمزور ہو چکے ہوں گے اور ہمارے ساتھیوں کی تیاری بھی مکمل ہو گی۔ ایسے اسلامی ممالک جہاں ابھی جہادی عمل کی کامیابی اور حکمران کے ہٹانے کے اسباب مہیا نہیں ہیں، وہاں امریکیوں پر کارروائی کرنے کا ایک نقصان یہ بھی ہو گا کہ نظام' مجاہدین کے خلاف شدید ردِ عمل دکھائے گا جس سے مجاہدین اس کے خلاف دفاعی اور انتقامی کارروائی پر مجبور ہو کر نظام کے ساتھ ایک ایسی جنگ میں الجھ جائیں گے جس کا انہوں نے آغاز نہیں کیا ہو گا اور نہ ہی وہ اس کے لیے تیار ہوں گے اور ایسی جنگ کا نتیجہ واضح ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

19 فروری: صوبہ ہلمند ......ضلع نادعلی......بارودی سرنگ دھماکہ......2 فوجی ٹینک تباہ......6 نیٹو فوجی ہلاک اور کئی زخمی

امام کے ساتھ گزرے ایام

شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری دامت برکاتہم

محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے ساتھ گزرے ایام کی بابرکت یادیں شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری دامت برکاتہم تازہ کرتے ہیں......شیخ حفظہ اللہ کی یہ بصری گفتگو ادارہ السحاب کی جانب سے عن قریب نشر کی جائے گی، ان شاء اللہ۔

بسم اللہ والحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وآلہ وصحبہ ومن والاہ

پوری دنیا میں میرے مسلمان بھائیوں کے نام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......امابعد:

امام کے ساتھ گزرے ایام نامی سلسلے کا یہ چوتھا حلقہ ہے جس میں مَیں شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنی یادوں کا کچھ تذکرہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس حلقے کے آغاز سے قبل میں ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ پچھلے حلقات اور خود اس حلقے میں بھی میری گفتگو کا مرکز ومحور اُن شہدا کا تذکرہ رہا ہے جن کے ساتھ مجھے اکٹھے وقت گزارنے اور مختلف حالات سے گزرنے کا موقع ملا، جب کہ زندہ لوگوں کے تذکرے سے میں نے اجتناب کیا ہے، جس کی وجہ خود ان کی حفاظت ہے، کیونکہ معرکہ ابھی پورے زور سے جاری ہے اور دشمن گھات لگائے بیٹھا ہے کہ کسی قسم کی معلومات بھی اس کے ہاتھ میں آئے تو وہ اس کے ذریعے کسی مسلمان یا مجاہد یا جہاد کی نصرت کرنے والے کو نقصان پہنچا سکے۔ لیکن مجھے ان حضرات کی نیکیوں اور احسانات کا پورا احساس ہے اور میں اور میرے بھائی ان کی قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے جو انہوں نے اس سخت اور مشکل ترین مرحلے میں پیش کیں جب کہ اہلِ ایمان کو تاریخ انسانی کی سب سے بڑی مادی عسکری قوت کا سامنا ہے اور جسے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے ہزیمت سے دوچار کر رکھا ہے۔ میں ان تمام زندہ لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے ہمارے ساتھ اور عمومی طور پر جہاد اور مجاہدین کے ساتھ تعاون کیا۔ لہٰذا میں اُنہیں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا ذکر نہ کرنے کا سبب آپ کی حفاظت اور آپ کو کسی قسم کے نقصان سے بچانا ہے۔ اور ان شاء اللہ ایک دن آئے گا جب ہم بے خوف وخطر آپ کے احسانات اور نیکیوں کا ذکر کر سکیں گے۔

یہاں میں اس بات کا ذکر بھی کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ افغانستان اور پاکستان کے عام لوگوں کی اکثریت اس سخت وقت میں پوری طرح ہمارے ساتھ کھڑے رہے اور جن میں سے غیور پشتون اور بلوچ قبائل خصوصیّت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر اس شخص کو جو جہاد اور مجاہدین کی پشت پناہی کے لیے کھڑا رہا بہترین اجر سے نوازے۔

اسی طرح دوسری اہم بات یہ ہے کہ حقیقت میں مَیں امام مجدد شیخ اسامہ بن لادن کے تذکرے اور ان کے فضائل کے بیان میں عمومی طور پر کافی کمی اور تقصیر محسوس کرتا ہوں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ میرے بھائی اس مسئلے میں کسی ایک جگہ قرار نہ ہونے، بے پناہ جہادی مصروفیات کے بوجھ اور امنیاتی تقاضوں کے پیش نظر کسی حد تک مجھے عذر ضرور دیں گے۔ لیکن مجھے امت مسلمہ کے ان لکھاریوں، دانش وروں اور مفکرین سے شدید گلہ ہے جو شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی جلالتِ قدر سے واقف ہیں، چاہے وہ شیخ کے رفقا ہوں جو ان کے ساتھ ہجرت و جہاد کے راہی رہے یا دیگر احباب، کہ وہ شیخ اسامہ بن لادن کے بارے میں بات نہیں کرتے۔ تاریخ اسلام کی وہ نادرِ روزگار شخصیت کہ جسے اگر اس دور کا صلاح الدین ایوبی کہا جائے تو بالکل مبالغہ نہ ہوگا۔ یہ وہ شخصیت ہے جس نے اپنا مال، تعلیم، اپنے اہل وعیال، اپنا وطن، اپنی شہریت غرض ہر شے اللہ کی راہ میں قربان کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ اوجِ شباب ہی سے وہ اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں سرگرم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس شرف سے بہرہ ور فرمایا کہ بیس سال کے مختصر عرصے میں وہ پہلے روسی استعمار کے خلاف جہاد اور اس کی شکست میں شریک رہے اور پھر مغربی صلیبی امریکی استعمار کی شکست میں بھی ان کا حصّہ ناقابل فراموش ہے۔ دونوں مراحل میں وہ ہمیشہ سخاوت، شجاعت، قیادت اور خود فراموشی کا پیکر رہے۔ بجا طور پر وہ اس امت کے ابطال میں سے ایک بطلِ جلیل تھے جنہیں جاننا اور پہچاننا اور آنے والی نسلوں کو ان کا ذکر خیر منتقل کرنا اس امت کے ذمے ہے۔

سو کہاں ہیں وہ سب احباب اور بھائی جو شیخ کی شخصیت کی اصل قدر بھی جانتے ہیں؟ اور میں یہ بات پورے وثوق سے کہ سکتا ہوں کہ ایسے لوگ کم نہیں! لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سب لوگ کیوں خاموش ہیں؟ میری تمنا تو یہ تھی کہ وہ مجھ سے اس ذمہ داری کا بوجھ اٹھا لیں اگرچہ مجھے اپنی ذمہ داری سے بھی انکار نہیں، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اگر ایک فٹ بال کا کھلاڑی، کوئی گویّا، یا کوئی بدکردار سیاست دان مر جائے تو اس پر دسیوں کتابیں، فلمیں اور مباحثے جنم لے لیتے ہیں لیکن شیخ اسامہ بن لادن جیسا امام، مجدد اور مجاہد جس نے ہُبلِ عصر امریکہ کے خلاف جہاد کا آتش فشاں برپا کر دیا اور جسے امریکہ اپنا اولین دشمن قرار دیتا تھا اُن کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ میں اپنے ان بھائیوں سے یہ پوچھنا چاہتا

21 فروری: صوبہ کابل.......... ضلع سروبی.......... پولیس اور فوج کے مشترکہ مرکز پر مجاہدین کی شہیدی کارروائی.......... 37 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

ہوں کہ شیخ رحمہ اللہ کے تذکرے اور آپ کے اوصاف جمیلہ کے بیان میں آپ کہاں ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ مجھے ان سب بھائیوں سے سخت شکایت ہے اور میری شیخ کے تمام احباب، رفقا اور آپ کے دوستوں سے یہ درخواست ہے جو شیخ کے ساتھ ہجرت و جہاد میں شریک رہے کہ وہ شیخ رحمہ اللہ کے واقعات کو ظاہر کریں، ان کا ذکر کریں، انہیں ضبطِ تحریر میں لائیں۔ اور اگر کوئی یہ محسوس کرے کہ وہ تحریر و تقریر کے فن سے واقف نہیں تو اسے چاہیے کہ وہ اس کام کے لیے اُن اہلِ خیر سے مدد لے جو اس کام میں اس کے ساتھ تعاون کر سکیں اور ان پاکیزہ یادوں اور معطر تاریخ کو عام کر سکیں جس میں سے میرے پاس صرف ایک جزو ہے جب کہ ان لوگوں کے پاس اس سے کہیں زیادہ ہے۔ چنانچہ یہ میری ان سے درخواست بھی ہے اور میری جانب سے انہیں سونپی گئی امانت بھی کہ وہ شیخ کی اس معطر تاریخ کو چھپائیں نہیں! کیونکہ یہ امریکہ کے خلاف جہاد کا ایک اہم حصّہ ہے۔ اور امریکہ کی یہ کوشش ہے کہ یا تو شیخ رحمہ اللہ کی صورت کو ہی بگاڑ دے اور یا پھر شیخ رحمہ اللہ کے سفرِ زندگی کی تفاصیل کو عام ہونے سے روک دے۔ یہ ایک اہم بات تھی جس پر تنبیہ میں نے ضروری سمجھی، جب کہ اسی کے ساتھ منسلک ایک بات یہ ہے کہ ہمارے بھائی جب شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے بارے میں بات کرتے بھی ہیں تو ان کا سارا زور شیخ رحمہ اللہ کے ذاتی اخلاق و اوصاف، ان کے کردار کی بلندی، ان کے جود و کرم اور حسنِ معاملہ پر ہی رہتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ شیخ رحمہ اللہ کے ایسے فضائل ہیں جن کی گواہی دوست و دشمن سبھی دیتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا شیخ اسامہ بن لادن محض اپنے ان اوصاف جمیلہ کے بل بوتے پر امامت کے درجے تک پہنچے؟ یا اس مقام کا اصل سبب آپ کا امریکہ کے خلاف جہاد کا علم بلند کرنا، روس کے خلاف جہاد میں شریک رہنا اور امت پر مسلط فاسد و مفسد حکمرانوں کے اصل فسادی چہرے کو بے نقاب کرنا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی شخصیت کا یہ پہلو زیادہ نمایاں اور قابلِ ذکر ہے۔

سوائے بھائیو! جب آپ لوگ شیخ کے بارے میں بات کرتے بھی ہیں تو آپ اُن کی زندگی کے اس اہم اور نمایاں ترین پہلو پر بات کیوں نہیں کرتے جس کی وجہ سے شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ امام کہلائے؟ اسی طرح بعض دوست جب اس پہلو پر بات کرتے بھی ہیں تو وہ آپ کے روس کے خلاف جہاد کا تو ذکر کرتے ہیں لیکن اس کے بعد خاموش ہو جاتے ہیں اور شیخ رحمہ اللہ کی زندگی کے دو اہم ترین گوشوں پر بات کرنے سے کتراتے ہیں۔ پہلا گوشہ شیخ رحمہ اللہ کا امریکہ کے خلاف جہاد اور امت کو ایک مشترک دشمن کے خلاف مشترک جہاد پر اکٹھا کر لینا ہے اور بلاشبہ آپ کا یہ اجتہاد بالکل درست اور صائب رہا۔ دوسرا گوشہ شیخ اسامہ بن لادن کا فسادی حکمرانوں کے بارے میں واضح موقف ہے۔ یہ بات درست ہے کہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں اپنی قوت کو بڑے دشمن، اژدھے کے سر اور عصرِ حاضر کے صنم اکبر امریکہ کے خلاف مجتمع کرنی چاہیے اور جب یہ گر جائے گا تو اس کے نتیجے میں اس کے بغل بچے یہ فاسد حکمران بھی زمیں بوس ہو جائیں گے، لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ اِن فاسد حکمرانوں کی حقیقت بھی امت کے سامنے منکشف کرنے اور اُن کے خلاف امت کو ابھارنے کا کوئی موقع ضائع نہ ہونے دیتے تھے۔ سوائے بھائیو! شیخ کی زندگی کے یہ دونوں اساسی گوشے کہاں رہ گئے؟ کیوں آپ ان دونوں پہلوؤں کو کماحقہ اجاگر نہیں کرتے؟

میرے محبوب بھائیو! شیخ اسامہ بن لادن نے فاسد عرب حکمرانوں کے خلاف عوامی انقلابات کی بھرپور تائید کی اور آپ شروع سے ان لوگوں میں شامل تھے جو عوام کو ان کے خلاف اٹھنے اور آواز بلند کرنے کی دعوت دیتے رہے اور اِس کام پر اُنہیں ابھارتے رہے۔ پھر جب یہ انقلاب برپا ہو گیا تو آپ نے اُس کی مکمل تائید و حمایت کی اور اس سے آگے بڑھ کر آپ اُس کی رہ نمائی کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے۔ آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ یہ انقلاب درست رستے پر قائم رہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو کہ مقہور عوام ظلم کی چکی سے آزادی پا کر اسلام کی حاکمیت کے سائے تلے آ جائیں اور اندرونی فساد اور بیرونی تسلط سے نجات پا جائیں۔ احداث و واقعات نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کا امت کو سیکولر جمہوریت کے گرداب سے بچنے کی تلقین کرنا بالکل بروقت اور برموقع نصیحت تھی۔ پس اب یہ حجاب اٹھ چکے ہیں اور حقائق منکشف ہو چکے ہیں اور امریکہ اپنے خون خوار دانت نکال کر بالکل سامنے آ چکا ہے اور اس کے چیلوں نے بھی خود پر پڑے دجل کے پردوں کو اتار پھینکا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اِن انقلابات کو ٹینکوں، توپوں اور زنجیروں کے زور پر کچلنا شروع کر دیا ہے، ان پر بندوقوں کے دہانے کھول دیے ہیں اور اپنا خود تراشیدہ جمہوریت کا بت خود ہی ہڑپ کر گئے۔ ان احداث و واقعات نے شیخ رحمہ اللہ کی بصیرت اور آپ کی نظر کی گہرائی ثابت کر دکھائی ہے۔ آپ اس بات کے داعی تھے کہ اِن انقلابات کو اپنا ہدف ابھی حاصل کرنا ہے اور یہ جمہوریت کے دھوکے میں مبتلا ہو کر اس کے پھیلائے ہوئے اوہام اور منحرف افکار کی بھول بھلیوں میں کہیں گم ہو کر رہ گئے ہیں اور بہت سے اسلام کا نام لینے والے بھی رستہ بھول کر اصل راہ گم کر بیٹھے ہیں۔

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ آج شام، مصر، لیبیا اور تیونس میں جو کچھ ہو رہا ہے سب امریکی منصوبے کی تکمیل کی مختلف صورتیں ہیں۔ ظاہری تفاصیل اور اوقات میں فرق ہی کیوں نہ ہو، لیکن ہدف سب کا ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ کسی طرح اسلام پسند گروہوں کو گھیر کر سیکولر قومی جمہوریت کے گرداب میں پھنسا دیا جائے اور اُن کی قوت کو اس طرح سے زائل کر دیا جائے جس طرح تیز بہتا دریا مختلف رکاوٹوں کے سبب اپنی قوت کھو دیتا ہے۔

پھر جب امریکہ کو اپنے اس منصوبے میں بھی مطلوبہ سطح کی کامیابی حاصل نہ ہوئی تو اس نے اپنے مکروہ چہرے پر سجے سارے خوش نما پردے اتار دیے اور اس کے کارندے ہتھیار سجائے ظلم و قہر اور قتل و غارت گری کا سامان لیے باہر نکل آئے، تاکہ عرب

21 فروری: صوبہ نیمروز......ضلع دلارام......مجاہدین کا افغان فوجیوں پر حملہ......6 فوجی ہلاک......متعدد زخمی

عوام کو امید کی اُس ہلکی سی کرن سے بھی محروم کر دیا جائے کہ کسی دن وہ اسلام کی حاکمیت کے سائے تلے اندرونی فساد اور بیرونی تسلط سے آزاد ہو کر زندگی گزارنے کا خواب دیکھ سکیں۔

میرے بھائیو! مصر میں آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک ایسا جرم ہے جس میں متعدد لوگ شریک ہیں، چاہے وہ حقوق انسانی، جمہوریت اور لبرل ازم کے کھوکھلے نعرے لگانے والے اندرونی سیکولر طبقات ہوں یا پھر امریکہ جیسی بیرونی دشمن قوتیں، جو اپنے تربیت یافتہ اور پروردہ عسکری کارندوں کے ذریعے اس جرم میں شریک ہے۔ چنانچہ یہ مثلث جس میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سیسی کی حمایتی سلفی جماعت' حزبِ نور' بھی شامل ہے 'جسے" حزبِ زور" یعنی جھوٹ کی جماعت کہا جائے تو بہتر ہے' اور جس کا مقصد امریکی پروردہ فوج کے مکروہ اقدامات کو شرعی لبادہ فراہم کرنا ہے۔ اور اسی طرح علیحدگی پسند عیسائی بھی اس مکروہ تکون کا حصّہ ہیں۔ یہ سب قوتیں آج امریکی عسکری اہداف کے حصول کے لیے سرگرم ہیں اور ان سب کا مشترکہ ہدف عرب عوام کے بپا کردہ ان انقلابات کو کچلنا ہے جن کے ساتھ اس مظلوم عوام کے اسلام کی طرف لوٹنے، شریعت کی حاکمیت قائم ہونے، بیرونی تسلط کے ختم ہونے اور اندرونی فساد سے نجات ملنے کی کوئی امید وابستہ تھی۔

میرے بھائیو! آج مصر میں ہمیں بیک وقت بدکردار سیکولر طبقے، قاتل عسکری قوت اور فاسق قاضیوں کے ایک ایسے مجرم ٹولے کا سامنا ہے جو سب مل کر اس بھیانک جرم میں شریک ہیں اور یہ لوگ فی الحقیقت امت پر حملہ آور ہیں اور یہ امت کا حق ہے کہ وہ ان کا مقابلہ کرے اور اس کا حق ہے کہ وہ خود سے اس ظلم کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔ فقہائے کرام نے اس امر کی مکمل وضاحت کی ہے کہ عزت وکرامت اور دین پر حملہ آور دشمن کو دور کرنے کے لیے ایسے تمام جائز ذرائع کا اختیار کرنا واجب ہے جن کے ذریعے غاصب دشمن سے چھٹکارا مل سکے۔ سو امت کا یہ حق ہے کہ وہ اس طریقے کو اختیار کرے جس سے وہ ان کا مقابلہ کر سکے۔ یہ اشرافِ امت کا حق ہے کہ وہ ہر اس وسیلے کو اختیار کریں جس سے وہ دشمن کے شر سے نجات حاصل کر سکیں نا کہ ظالم کا یہ حق ہے کہ وہ مظلوم پر اپنی مرضی کے طریقے کو نافذ کرے جس سے وہ اس کا مقابلہ کرے۔ ظلم سے نجات حاصل کرنا شرعی واجب ہے جسے دین اسلام نے مقرر کیا ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کو ایسے طریقے سے روکے جس کے ذریعے وہ ظلم کا مقابلہ کر سکے۔ یہ کچھ نکات تھے جن کی جانب میں نے آج کی نشست سے پہلے کچھ بات کرنی ضروری سمجھی۔

حسب وعدہ آج کی اس نشست میں مَیں شیخ اسامہ بن لادن اور تورا بورا کے حوالے سے آپ کے سامنے گفتگو رکھوں گا کہ کس طرح اس موقع پر آپ کے اللہ تعالیٰ پر توکل، اس کی نصرت پر یقین، دشمن کے سامنے آپ کی ثابت قدمی اور اس مشکل ترین معرکے کی قیادت کے لیے مطلوب عسکری مہارت اور سیاسی بصیرت جیسی صفات ابھر کر سامنے آئیں۔ یہ ایسا عجیب معرکہ تھا جس میں ایک جانب اسلام کے تین سو شیروں کا مجموعہ تھا تو دوسری جانب امریکہ، اس کے حلیف اور اس کے منافق کارندوں کی فوجِ ظفر موج!

معرکہ تورا بورا جو عملی اعتبار سے سترہ رمضان المبارک کو شروع ہوا، اس موقع پر مجاہد بھائیوں کے ثبات کو میں کیسے بیان کروں؟ اس وقت ان کے ثبات کی مثال سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے اپنے دشمنوں کے سامنے ثبات سے دی جا سکتی ہے۔ وہ ہر جگہ سے کٹے ہوئے تھے، امداد کے رستے منقطع ہو چکے تھے، رسد کٹ چکی تھی، چاروں اطراف سے منافقین نے انہیں گھیر رکھا تھا اور امریکہ او راس کے حواری افغانستان کی ساری جنگ سے فارغ ہو کر اپنی تمام تر توجہ اور قوت تورا بورا پر مرکوز کر چکے تھے۔

تورا بورا کا یہ معرکہ جواُن سرفروشوں نے تاریخ اسلام میں اپنے خون، قربانیوں اور اپنے اسیروں کے صبر سے رقم کیا، اُس میں ایسے کئی عظیم معانی ابھر کے سامنے آئے جن میں سے مَیں بعض کی جانب اشارہ کرنا چاہوں گا۔

معرکہ تورا بورا کے حوالے سے سب سے پہلے میں ان دوست، احباب اور انصار کا ذکر کروں گا جنہوں نے تورا بورا میں مجاہدین کی نصرت کی اور پھر اس کے مقابلے پر چند مثالیں ان خائنین اور منافقین کی بھی رکھنے کی کوشش کروں گا جنہوں نے صلیبی امریکی جھنڈے تلے اس مختصر سے ایمانی گروہ کے سامنے کھڑا ہونا گوارا کیا۔

انصار واحباب میں سے سب سے پہلے میں جس عظیم شخصیت کا ذکر کرنا چاہوں گا وہ ہیں پیکر صبر وثبات، شیخ جہاد، عالم ربانی شیخ محمد یونس خالص رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اگرچہ میں ان کے حوالے سے پچھلے حلقے میں کسی حد تک بات کر چکا ہوں اور ان کی ثابت قدمی، جہاد اور شیخ سے اُن کی محبت اور مضبوط تعلّق کا تذکرہ بھی کسی حد تک کر چکا ہوں، لیکن یہاں میں تورا بورا کے واقعات کے ضمن میں ان کے ایک ناقابل فراموش موقف کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب امریکہ منافقین کے دستوں کی آڑ ھ لیے تورا بورا میں داخل ہوا تو اس موقع پر شیخ یونس خالص رحمہ اللہ نے عرب خواتین اور بچوں کے لیے اپنے گھر کے دروازے کھول دیے تا کہ ان کی حفاظت کو یقینی بنا سکیں کہ مبادا منافقین ان کے حوالے سے کسی قسم کے مکروہ عزائم پورے نہ کر سکیں۔ شیخ یونس نے ان کی حفاظت کی مکمل ذمہ داری اٹھائی یہاں تک کہ انہیں محفوظ مقام تک پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم موقف پر بہترین جزا عطا فرمائے۔ اور میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ باوجود ان کے شدید مرض کے جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے تقریبا قاصر تھے انہوں نے وہ ویڈیو بیان نکالنے میں دیر نہ کی جس میں انہوں نے امت کو افغانستان میں امریکہ کے خلاف جہاد پر ابھارا اور یہ واضح کیا کہ بلاد اسلامیہ پر کفر کے قبضے کی وجہ سے جہاد فرض عین ہو چکا ہے، حالانکہ اس وقت وہ تقریباً ان کے قبضے ہی میں تھے اور بستر سے لگ چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر ڈھیروں رحمتیں فرمائے!

دوسرے جانثار جن کا میں اس موقع پر ذکر کرنا چاہوں گا وہ قائدِ محترم معلم اوّل

22 فروری: صوبہ قندھار..................ضلع میوند..................بارودی سرنگ دھماکہ..................ایک نیٹو فوجی ٹینک تباہ..................5 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

گل رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے۔معلم اول گل رحمہ اللہ کا تعلق ولایتِ لغمان سے تھا جو کہ جلال آباد کے ساتھ واقع ہے۔آپ شیخ یونس خالص رحمہ اللہ کے انصار اور ان کی جہادی تنظیم کے رکن تھے۔بعد ازاں جب امارت اسلامیہ کا علم افغانستان کی سرزمین پر بلند ہوا تو امارتِ اسلامیہ کی جانب سے آپ کو مسئولیت سونپ دی گئی اور آپ کو جلال آباد میں ٹینکوں کی بریگیڈ کا کا قائد مقرر کر دیا گیا۔معلم اوّل گل رحمہ اللہ کا شیخ اسامہ بن لادن کے ساتھ پرانا تعلّق تھا۔آپ جلال آباد میں شیخ اسامہ بن لادن اور ساتھیوں کے جوار میں رہتے تھے کیونکہ وہ بھی 'نجم الجہاد' نامی اس بستی میں رہتے تھے جسے شیخ یونس خالص رحمہ اللہ اور آپ کے ساتھی مجاہدین نے آباد کیا تھا۔شیخ اسامہ بن لادن کا ان سے گہرا تعلّق تھا اور آپ کا اکثر ان کی طرف آنا جانا لگا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جب شیخ قندھار منتقل بھی ہو گئے تو اس کے بعد بھی جب کبھی شیخ اسامہ بن لادن جلال آباد آتے تو لازماً معلم اوّل گل رحمہ اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لاتے۔

تورا بورا میں شیخ معلم اوّل گل رحمہ اللہ کے ایسے کئی عظیم کارنامے ہیں جو شجاعت وفداکاری کی عمدہ مثال ہیں۔جب امریکی اور ان کے ساتھ منافقین جلال آباد میں داخل ہوئے تو ان کا گمان یہ تھا کہ معلم اوّل گل اور کچھ نہیں تو کم از کم ابتدائی مرحلے میں ان کے خلاف نہیں ہوں گے۔چنانچہ انہوں نے معلم اوّل گل رحمہ اللہ کو ٹینکوں کے قائد کی ذمہ داری سے ہٹایا نہیں۔اس موقع پر شیخ معلم اوّل گل رحمہ اللہ نے شیخ اسامہ بن لادن کو پیغام بھیجا کہ میں پوری طرح آپ کے حکم کے تابع ہوں۔چاہے آپ مجھے یہ حکم دیں کہ میں یہ جگہ اور یہ ذمہ داری چھوڑ دوں اور افغانستان سے کہیں اور ہجرت کر جاؤں اور یا پھر میں اسی ذمہ داری پر برقرار رہوں اور آپ کی نصرت ومعاونت کروں اور آپ کو اندر کی خبریں پہنچانے کا کام کروں۔اور واقعی معلم اوّل گل رحمہ اللہ شیخ اسامہ بن لادن کو بروقت حالات وواقعات سے باخبر کرتے رہے کہ منافقین کی کیا سرگرمیاں ہیں اور ان کے ارادے اور تیاریاں کیا ہیں اور تورا بورا میں موجود ساتھیوں کے بارے میں کس کی کیا رائے ہے؟ یہ سب تفاصیل وہ ہاتھ کے ہاتھ شیخ اسامہ بن لادن تک پہنچاتے رہے۔

تورا بورا کی جنگ سے حاصل ہونے والے دروس میں سے ایک یہ ہے کہ امریکی کبھی بھی آمنے سامنے آکر نہیں لڑتے اور یہ مغربی صلیبی فوجیں اور ان میں سرفہرت امریکی انتہا درجے کے بزدل اور دنیا کے حریص ہیں اور تب تک آمنے سامنے آکر نہیں لڑتے جب تک کہ مدمقابل کے سامنے انتہائی بڑی قوت کے ساتھ نہ آجائیں۔ان کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے سامنے منافقین کی دیوار رکھیں اور خود ان کے پیچھے رہیں جیسا کہ عراق،ویت نام اور ان کی دیگر جنگوں میں دیکھنے میں آیا۔چنانچہ امریکیوں نے جب تورا بورا میں جنگ کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لیے انہوں نے منافقین کے دستوں کو تورابورا کا محاصرہ کرنے کے لیے آگے بھیجا تو جن دستوں کو انہوں نے آگے بھیجنے کا فیصلہ کیا ان میں سے ایک جلال آباد کی ٹینک بریگیڈ بھی تھی۔اور مغربی قوتوں کے ذمے صرف فضائی بم باری کرنا تھا تاکہ انہیں خود مجاہدین کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

چنانچہ جب معلم اوّل گل رحمہ اللہ کو تورابورا کے محاصرے میں شریک ہونے کا حکم ملا تو انہوں نے شیخ اسامہ بن لادن کو پیغام بھیجا اور ان سے پوچھا کہ اس موقع پر آپ کا کیا مشورہ ہے؟ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اپنا یہ منصب چھوڑ کر افغانستان سے ہجرت کر جاتا ہوں اور یا پھر میں اپنی بریگیڈ کو لے کر محاصرے میں شامل ہو جاتا ہوں لیکن یہ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میری توپوں کا کوئی گولہ آپ کی جانب نہیں آئے گا بلکہ میں یہ ساری بم باری مجاہدین کے ٹھکانوں سے دور پہاڑوں پر اور خالی جگہوں پر کروں گا۔

تورابورا میں جب ہمیں یہ خبر پہنچی تو اس موقع پر میرا اور ایک اور بھائی کا جذبۂ حمیت جاگا اور ہم نے کہا کہ معلم اوّل گل کیسے اس بات پر راضی ہو سکتے ہیں کہ وہ ہمارے محاصرے کے لیے مرتدین کی صفوں میں شریک ہوں حالانکہ وہ خود مجاہد ہیں اور ہم اس بات پر کچھ جذباتی سے ہو گئے۔اس پر شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے کہا' اور آپ کی اس بات سے آپ کی سیاسی بصیرت بھی ظاہر ہوتی ہے' کہ ''اے بھائیو! ایک ایسا شخص جو ہمارا دوست اور حامی ہے وہ ہم سے دور پہاڑوں پر بم برسادے اس سے بہتر ہے کہ اس کی جگہ کوئی شیطان آجائے اور اپنی توپوں کا رخ سیدھا ہماری جانب کر دے''۔ہم نے کہا کہ واقعی بات تو درست ہے۔چنانچہ شیخ نے معلم اوّل گل رحمہ اللہ کو پیغام بھیجا کہ ٹھیک ہے آپ اس منصوبے پر اللہ پر توکل کرتے ہوئے عمل درآمد کیجیے۔پھر واقعی ہم نے دیکھا کہ گولے ہمارے آگے پیچھے پہاڑوں پر گرتے رہے اور معلم اوّل گل رحمہ اللہ کی بم باری میں سے کوئی بم بھی ہم پر نہیں گرا۔

اسی طرح معلم اوّل گل رحمہ اللہ کا ایک اور بے مثال موقف اس وقت سامنے آیا جب شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے تورابورا سے ساتھیوں کو نکالنے کا فیصلہ کیا جو کہ آپ کی سیاسی بصیرت کی عکاسی کرتا ہے اور ان شاء اللہ اس پر ہم آگے چل کر بات کریں گے کہ کس طرح شیخ اس حصار سے ساتھیوں کو نکالنے اور پھر انہیں ایک طویل جنگ کے لیے بچا کر رکھنے میں کامیاب ہوئے۔چنانچہ شیخ نے تورابورا سے نکلنے کا فیصلہ کیا اور آپ اور آپ کے ساتھ ایک اور مجموعہ ایک درمیانی مقام تک منتقل ہو گئے اور پھر اس درمیانی مقام سے مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے آپ جلال آباد سے مکمل طور پر نکل گئے۔

سوال یہ ہے کہ وہ کون تھا جس نے اس موقع پر شیخ اسامہ بن لادن کو جلال آباد سے نکالا؟ یہ ہیں وہ عظیم سپوت جن کا نام ہے معلم اول گل،جنہوں نے اپنی گاڑی پر شیخ اسامہ کو جلال آباد سے نکالا۔انہوں نے جلال آباد میں ٹینکوں کی بریگیڈ کے قائد کی اپنی حیثیت کو استعمال کیا اور شیخ اسامہ کو وہاں سے نکالا۔یہ پہلا موقع ہے کہ میں اس عظیم بطل کے اس عظیم کارنامے کا ذکر کر رہا ہوں۔بعد میں امریکیوں کو ان پر شک ہوا اور انہوں نے

23 فروری: صوبہ ہرات.........ضلع شینڈنڈ.........بارودی سرنگ دھماکہ.........امریکی فوجی ٹینک تباہ.........6 امریکی فوجی ہلاک

معلم اول گل رحمہ اللہ کو گرفتار کر لیا جس کے بعد انہیں پہلے بگرام اور پھر گوانتانامو منتقل کر دیا۔ پھر انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ معلم اوّل گل رحمہ اللہ کی وفات جیل میں دل کا دورہ پڑنے کے باعث ہوئی جب کہ مجھے اس بات پر شدید شک ہے اور میرا خیال ہے کہ خود امریکیوں نے اُنہیں قتل کیا یا پھر اُن کے قتل کی کوشش کی یا کم از کم اس کام کا بدلہ لے سکیں جن کا میں نے ذکر کیا اور میں نہیں کہہ سکتا کہ امریکیوں کو یہ ساری تفصیل معلوم تھی یا نہیں، تاہم اُنہیں معلم اوّل گل رحمہ اللہ کی روشن تاریخ، ان کی صداقت اور ان کا شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے ساتھ گہرا تعلّق تو معلوم تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بیش بہا رحمتوں کی بارش فرمائے۔

اسی طرح افغانستان پر فضائی بمباری کی شدت سے کچھ عرصہ قبل معلم اول گل رحمہ اللہ شیخ اسامہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں آپ کے لیے افغانستان کے بہترین مجاہدین کو اکٹھا کر سکتا ہوں جنہیں صرف تھوڑے بہت ساز و سامان کی ضرورت ہوگی تا کہ وہ امریکیوں کے اندر داخل ہونے کی صورت میں دفاع کے لیے تیار ہوں۔ شیخ اسامہ بن لادن ہمیشہ ان کا ذکر خیر کرتے اور ان کے لیے دعا گو رہتے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اِن عظیم اعمال پر بہترین جزا عطا فرمائے۔

ایسے کارنامے صرف معلم اوّل گل رحمہ اللہ ہی کے نہیں ہیں، بلکہ اہلِ جلال آباد اور اس کے اطراف کے بہت سے لوگوں نے ایسے ہی عظیم مواقف اپنائے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میں ان ابطال کے نام لینے سے قاصر ہوں جو ابھی تک بقید حیات ہیں جنہوں نے ہماری مدد کی، ہمارے ساتھ کھڑے رہے اور ہماری تائید کی، اپنی اصل جہادی پہچان کو ظاہر کیا اور افغان مسلم قوم کا اصل چہرہ امت کے سامنے پیش کیا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے روس اور پھر امریکہ کو شکست سے دوچار کیا۔

اس موقع پر میں معلم اول گل رحمہ اللہ کے احباب، ان کے بیٹوں، اہلِ جلال آباد اور مسلم افغان قوم سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ امریکیوں سے اللہ کے اس مجاہد شیر کا بدلہ لیں جنہوں نے انہیں قتل کیا یا ان کے قتل کا سبب بنے۔ اسی طرح ان خائنین سے بھی بدلہ لیں جنہوں نے انہیں امریکیوں کے حوالے کیا جن میں سے میں ایک کا ذکر بھی کروں گا، ان شاء اللہ۔ اِس عظیم سرفروش مجاہد کا بدلہ ان پر، افغان مجاہدین پر اور ہر مسلمان پر قرض ہے جو ان شدید ترین لمحات میں سچّائی کا دامن تھامے چٹان کی طرح کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ ان کی جانب سے آنے والے ایک پیغام رساں نے ایک دن ہمیں بتایا کہ معلم اوّل گل نے دروازہ بند کر رکھا ہے اور بس روئے جا رہے ہیں کہ میں شیخ اسامہ بن لادن اور ان کے ساتھیوں کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟ اس پر یہ بھائی اُنہیں صبر کی تلقین کرتے رہے کہ انبیاء و رسل اور صالحین کی تاریخ ایسی ہی ہے کہ اُن پر لازماً آزمائش اور امتحان آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ معلم اول گل رحمہ اللہ پر بیش بہا رحمتیں فرمائے۔

معلم اول گل رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک اور بات مجھے یاد آئی کہ ایک دفعہ ایک بھائی شیخ اسامہ بن لادن کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہمیں ایک شخص کے بارے میں معلومات ملی ہے کہ وہ معلم اوّل گل کے ساتھ خیانت کرنے میں شامل ہے اور ہم اسے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس پر شیخ اسامہ بن لادن نے کہا کہ اے بھائیو! لوگوں کو محض شبہات کی بنیاد پر نہ پکڑو! خون کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کبھی کسی کو محض شک اور شبہ کی بنیاد پر قتل نہ کرو! یہاں تک کہ تمہیں مکمل یقین ہو جائے کہ وہ امریکیوں کے ساتھ مل کر خیانت کے اس عمل میں شامل ہے۔

تورابورا کے واقعات کے سلسلے میں جس دوسرے جانثار کا ذکر میں کرنا چاہوں گا وہ ہیں شہید قاری عبدالاحد۔ یہ سرفروش مجاہد روس کے خلاف جہاد میں بھی شامل تھے۔ آپ شیخ یونس خالص کی تنظیم حزب اسلامی افغانستان کے کارکن تھے اور روس کے وقت سے شیخ یونس کی تنظیم میں ذمہ دار تھے۔ اس کے بعد وہ ہمارے ساتھ تورابورا میں بھی شانہ بشانہ کھڑے رہے۔ آپ ہمارے پاس آتے اور ہمیں مختلف خبریں پہنچاتے۔

قاری عبدالاحد وہ شخص ہیں جنہوں نے مجھے اور میرے ساتھ بعض دیگر ساتھیوں کو تورابورا سے نکالا اور ہمیں ایک محفوظ مقام تک پہنچایا، یا کم از کم ہمارے نکلنے کا ایک اہم مرحلہ طے کروایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ تورابورا سے نکلتے ہوئے ہمارے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تقدیر ہمارے سامنے آئی اور یہ حقیقت ہم پر عیاں ہوئی کہ کسی شخص کو کوئی شے نہیں پہنچتی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھ دی ہو۔ غالباً میں نے اس واقعہ کا ذکر پہلے بھی اپنے کسی بیان میں کیا ہے۔ واقعہ مختصراً کچھ یوں ہے کہ میں، میرے کچھ ساتھی اور بعض انصار، قاری عبدالاحد رحمہ اللہ کی ہمراہی میں رات کے اندھیرے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو رہے تھے۔ اسی اثنا میں ہم ایک جگہ پہنچے تو قاری عبدالاحد رحمہ اللہ نے ہمیں ذرا انتظار کرنے کو کہا اور خود آگے بڑھ کر رستے کا جائزہ لینے کے لیے چلے گئے ۔ کچھ دیر بعد واپس لوٹ کر کہا کہ رستہ خطرے سے خالی ہے آگے بڑھیے! مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون سی جگہ تھی لیکن وہ ایک عمارت تھی جس کے گرد دیوار تھی۔ جب ہم اس جگہ کے قریب پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس عمارت میں ان منافقین کا بسیرا ہے جو جلال آباد اور اس کے گرد و نواح پر قابض ہو چکے ہیں۔ پھر میں نے غور کیا کہ اس دیوار میں ہم سے کوئی تین چار میٹر کی دوری پر ایک شگاف ہے جو تین سے چار میٹر کا ہوگا اور ہم اس کے عین سامنے سے گزر رہے تھے۔

دریں اثنا منافقین کی ایک گاڑی آئی اور اس شگاف کی طرف رخ کر کے اس نے اپنی روشنی ہم پر مرکوز کر دی اور ہم پوری طرح منکشف ہو کر اس کے بالکل آمنے سامنے آ گئے۔ میں ایک درخت کی اوٹ میں تھا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرما دیا، میرے ساتھ ایک اور ساتھی تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ اپنی بندوق کو تیار کر لو! میں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اُنہوں نے کہا کہ بس ان لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے اب جنگ ہے۔ ایک دوسرے بھائی جو

23 فروری: صوبہ ننگرہار...............ضلع بٹی کوٹ...........مجاہدین اور امریکی فوجیوں کے پیدل دستوں میں شدید جھڑپ...............7 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی

دراز قد بھی تھے انہیں چھپنے کے لیے جب کوئی شے نہ ملی تو وہ اپنی پیٹھ کے بل زمین پر لیٹ گئے کہ کسی طرح خود کو چھپانے کی کوشش کریں۔اسی حالت میں چند لمحات گزر گئے کہ ہم لوگ بس لڑائی کے لیے تیار ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے گاڑی والے نے اسے موڑ کر دوسری جانب کرلیا۔معلوم نہیں کہ کیا وجہ تھی؟ کیا وہ ہم سے خوف زدہ ہوگیا؟ یا کوئی اور وجہ تھی، تاہم اسی دوران ایک انصاری آئے جو کہ ماشاء اللہ جسیم اور مضبوط اعضا کے مالک تھے،انہوں نے آگے بڑھ کر مجھے پوری قوت سے دبوچ لیا اور مجھے کھینچتے ہوئے بھاگنے لگے ۔وہاں سے تین چار قدم کے فاصلے پر پانی کی ایک خشک نالی تھی جو اندھیرے میں بالکل دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ہم دونوں سیدھے اس نالی میں جا گرے،میری بندوق ہاتھ سے چھوٹ کر اُڑ کر دور جا گری اور سب کچھ بے ترتیب ہوگیا۔اللہ انہیں جزائے خیر دے کہ فوری طور پر انہوں نے اپنے حواس پر قابو پایا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک بار پھر مجھے پوری قوت سے دبوچ کر وہاں سے دوڑ لگا دی اور مرکز سے کتراتے ہوئے ایک جانب کو ہولیے جہاں ہمیں رستہ نظر آ گیا اور پھر ہم اس پر بھاگتے رہے بھاگتے رہے۔ہمارے ساتھ جو انصار تھے وہ ماشاء اللہ نوجوان تھے جب کہ میں اس وقت غالباً پچاس کی دہائی میں داخل ہو چکا تھا،چنانچہ میری صحت بھی کچھ ماند پڑ چکی تھی تو ایسے میں ان میں سے ایک انصاری نے اس نوجوان سے کہا کہ تم ڈاکٹر صاحب کو اپنی کمر پر اٹھالو!میں نے فوراً کہا کہ نہیں نہیں !مجھے اپنی کمر پر نہ اٹھانا!اسی حال میں ہم بھاگتے رہے اور گاڑی ہمارے قریب آئی لیکن پھر دوسری جانب کو نکل گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس آزمائش سے ہمیں نجات عطا فرمائی،یہاں تک کہ قاری عبدالاحد ہمیں ایک محفوظ مقام تک لے گئے جہاں انہوں نے ہمارے لیے کھانے اور مہمان نوازی کا بندوبست کیا۔بعد میں انہی کی سرکردگی میں ہم ایک اور جگہ منتقل ہوگئے۔اللہ تعالیٰ انہیں ہماری جانب سے بہترین جزاء عطا فرمائے!

قاری عبدالاحد افغان خائن فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے جب وہ ان کے گھر کی تلاشی کے لیے ان کے گھر پر آئے۔اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بیش بہا رحمتوں کی بارش فرمائے۔اور جیسا کہ میں نے جلال آباد اور افغانستان کے مجاہدین اور دیگر تمام مجاہد بھائیوں سے کہا کہ امریکہ اور اس کے آلۂ کاروں سے معلم اوّل گل،قاری عبدالاحد اور دیگر تمام شہدا کا بدلہ لینا آپ پر قرض ہے۔فی الوقت میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وأستودعكم الله الذی لا تضیع ودائعه

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

وصل الله علی سیدنا محمد وآله وصحبه وسلم

☆☆☆☆☆

بقیہ: تحریک جہاد کا ہدفِ اول......امریکہ

اسی طرح جیسے پہلے بیان ہوا یوں ہم اپنے اصلی ہدف سے ہٹ جائیں گے اور نظام کے ساتھ جنگ میں اس مرحلے پر اضافی خسارے کے ساتھ ساتھ ہم امت کی تائید سے بھی محروم ہو جائیں گیا ور عامۃ المسلمین کا ہمارے لیے یہ تاثر کہ ہم امت کے دفاع کے لیے اس کے سب سے بڑے دشمن صلیبی صہیونی اتحاد کے خلاف لڑ رہے ہیں زائل ہو جائے گا بلکہ عوام میں ہمارا یہ تاثر ابھرے گا کہ ہم ایسے لوگوں کو قتل کرتے ہیں جنہیں عام عوام مسلمان سمجھتی ہے۔اس کے برعکس اگر ہم امریکہ سے برسرِ پیکار رہیں اور اس وجہ سے مرتد حکومتیں ہم سے قتال کریں اور ہم صرف اپنا دفاع کرتے رہیں تو عوام پر حکمرانوں کا ظلم واضح ہو جائے گا اور ان کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوگا۔لوگ یہ جان جائیں گے کہ یہ حکمران فلسطین،عراق اور افغانستان میں ہمارے بھائیوں کا دفاع نہیں کرتے بلکہ جو مجاہدین ان کا دفاع کرتے ہیں یہ ان سے بھی لڑتے ہیں۔لہٰذا دعوتی عمل کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ لوگوں کو کلمہ توحید کے معنی اور اس کے تقاضے سمجھائے جائیں اور اس کے نواقض سے خبردار کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ساری امت کو صلیبی صہیونی اتحاد کے خلاف جہاد کے لیے اٹھایا جائے۔اسی طرح عسکری عمل کی ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ اپنی ساری قوت عالمی قوت کے سر (امریکہ) کو کچلنے پر مرکوز کی جائے۔

☆☆☆☆☆

23فروری: صوبہ ہلمند............ضلع واشیر..................مجاہدین کا راکٹ حملہ..............ایک امریکی ٹینک تباہ...............5امریکی فوجی ہلاک

محسن امت شیخ اسامہ بن محمد بن لادنؒ......حیات وخدمات

سید معاویہ حسین بخاری

ابتدائی زندگی:

۱۹۶۶ء کی ایک صبح ایک عرب بچہ فجر سے کچھ پہلے اپنے والد کو جگا کر کہتا ہے ابا جان میں آپ کو اپنا ایک خواب سنانا چاہتا ہوں۔ والد نے سوچا شاید بچے نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے وضو کیا اور بچے کو لے کر مسجد کی طرف چل پڑے۔ راستے میں بچے نے بتایا کہ میں نے خواب میں خود کو ایک وسیع میدان میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار ایک لشکر میری جانب بڑھ رہا ہے۔ اس لشکر میں سے ایک گھڑ سوار جس کی آنکھیں چمک رہی تھیں میرے برابر آ کر رک گیا اور کہنے لگا: کیا آپ اسامہ بن لادن ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں۔ اس نے پھر سوال پوچھا کیا آپ اسامہ بن لادن ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں میں ہی ہوں۔ اس نے تیسری بار پھر پوچھا کیا آپ ہی اسامہ بن لادن ہیں؟ تب میں نے اسے کہا خدا کی قسم میں ہی اسامہ بن محمد بن لادن ہوں۔ اس نے میری طرف ایک جھنڈا بڑھایا اور کہا کہ یہ جھنڈا القدس کے دروازے پر امام مہدی (محمد بن عبداللہ) کو دے دینا۔ میں نے وہ پرچم لے لیا اور میں نے دیکھا کہ وہ لشکر میرے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ والد اس خواب پر بہت حیران ہوئے لیکن پھر کسی کام میں مصروفیت کی بنا پر خواب کو بھول گئے۔ اگلی صبح نماز سے کچھ پہلے جگا کر بچے نے پھر وہی خواب سنایا۔ تیسری صبح پھر ایسا ہی ہوا تو والد کو اپنے بچے کے بارے میں تشویش ہوئی وہ اسے لے کر ایک عالم کے پاس گئے جو خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے خواب سن کر بچے کو غور سے دیکھا اور پوچھا کیا اس بچے نے خواب دیکھا ہے والد نے فرمایا جی۔ انہوں نے بچے سے پوچھا، بیٹے تمہیں وہ پرچم یاد ہے جو تمہیں اس گھڑ سوار نے دیا تھا؟ اسامہ نے کہا، جی ہاں مجھے یاد ہے۔ وہ عالم کہنے لگے ذرا مجھے بتاؤ وہ کیسا تھا؟ اسامہ نے کہا، تھا تو وہ سعودی عرب کے جھنڈے جیسا ہی مگر اس کا رنگ سبز نہیں تھا بلکہ سیاہ تھا اور اس میں سفید رنگ سے کچھ لکھا ہوا بھی تھا۔ عالم نے اسامہ سے پوچھا کبھی تم نے خود کو بھی لڑتے ہوئے دیکھا ہے اسامہ نے کہا، اس طرح کے خواب تو میں اکثر دیکھتا رہتا ہوں۔ پھر انہوں نے اسامہ سے کہا کہ وہ باہر جائیں اور تلاوت کریں۔ پھر وہ والد کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا آپ لوگوں کا آبائی تعلق کہاں سے ہے؟ انہوں نے کہا، یمن کے علاقے حضرموت سے۔ کہنے لگے کہ اپنے قبیلے کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے کہا ہمارا تعلق قبیلہ شنوءۃ سے ہے جو یمن کا قحطانی قبیلہ ہے۔ عالم نے زور سے تکبیر بلند کی پھر اسامہ کو بلایا اور ان کو روتے ہوئے چومنے لگے ساتھ فرمایا، قیامت کی نشانیاں قریب آ گئی ہیں۔ ''اے محمد بن لادن آپ کا یہ بیٹا امام مہدی کے لیے لشکر تیار کرے گا اور اپنے دین کی حفاظت کے لیے خطہ خراسان کی طرف ہجرت کرے گا۔ اے اسامہ مبارک ہے وہ جو آپ کے ساتھ جہاد کرے، ناکام و نامراد ہو وہ جو آپ کو تنہا چھوڑ کر آپ کے خلاف لڑے''۔

محمد بن لادنؒ کے اس بیٹے کو آج دنیا شیخ اسامہ بن لادن، امیر جماعۃ القاعدۃ الجہاد کے نام سے جانتی ہے۔ اس عظیم مجاہد نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے واقعتاً ہجرت کی، عالمی جہاد کی بنا ڈالی، اسے اپنے خون جگر اور مال سے سینچا اور آج جب کہ وہ شہادت سے سرفراز ہو کر اپنے رب سے جا ملے ہیں تو ایک ایسا دلیر لشکر موجود ہے جو دنیا کے ہر خطے میں دجال کے حلیف صلیبی اور صیہونی لشکروں کو نشانہ بنا رہا ہے اور امام مہدی کی قیادت میں لڑنے کے لیے منظم ہے۔ شیخ اسامہ بن محمد بن لادن ۱۰ مارچ ۱۹۵۷ء کو سعودی عرب کے شہر ریاض میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا تعلق شام سے تھا۔

گھریلو حالات اور خاندانی پس منظر:

شیخ اسامہؒ کے خاندان کا تعلق یمن سے ہے۔ جنوبی یمن کا ساحلی صوبہ حضرالموت عدن کی بندرگاہ کے مشرق میں واقع ہے۔ جب برطانیہ نے جنوبی عرب اور عدن کو آزاد کیا تو دو حصوں میں منقسم کر دیا جن کا نام جنوبی یمن اور شمالی یمن رکھا گیا۔ اس آزادی کے اعلان سے پہلے ہی یمنی تاجروں اور کارکنوں کی بہت بڑی تعداد بہتر مستقبل کی تلاش میں یمن چھوڑ کر سعودی عرب کا رخ کر چکی تھی۔ آزادی کے بعد یہ سلسلہ اور تیز ہو گیا۔

یمن چھوڑ کر سعودی عرب کا رخ کرنے والے ان بے شمار لوگوں میں شیخ اسامہؒ کے نوجوان والد محمد بن لادنؒ بھی شامل تھے۔ جو ۱۹۳۰ء میں حضرموت سے سعودی عرب آئے، جوشیلے اور محنتی محمد بن لادنؒ نے اس نئے ملک میں پورے جوش و خروش کے ساتھ کام تلاش کرنا شروع کیا اور جلد ہی انہیں ایک مزدور کی حیثیت سے کام مل گیا۔ محمد بن لادنؒ عرب آئل کمپنی جسے آرامکو بھی کہا جاتا ہے، کے ایک تعمیراتی منصوبے پر ایک مزدور کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ روزانہ انہیں ایک ریال اجرت ملتی تھی۔ اپنے ساتھی کارکنوں کی طرح وہ ایک سخت زندگی گزارتے تھے اور اپنی بچت ایک ٹین بکس میں محفوظ رکھتے تھے۔ کئی برس کی محنت کے بعد بالآخر وہ اتنا پیسہ بچانے میں کامیاب ہو گئے جس سے بہت چھوٹے پیمانے پر بن لادن کنسٹرکشن کمپنی قائم کی جا سکے۔

ابتدا میں محمد بن لادنؒ کی اس کمپنی نے چھوٹے چھوٹے کام سرانجام دیئے لیکن رفتہ رفتہ کام بڑھ گیا، کاروبار پھیلتا گیا۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے کے اوائل میں بن لادن

کمپنی نے شاہی محلات تعمیر کرنے شروع کر دیئے۔ انہیں اصل کامیابی اس وقت ملی جب ارض مقدس میں مدینہ سے جدہ تک جانے والی ہائی وے تعمیر کرنے کا ٹھیکہ انہیں ملا، یہ محض ایک اتفاق تھا۔ اس ہائی وے کی تعمیر ایک غیر ملکی کمپنی کو کرنی تھی مگر اس غیر ملکی کمپنی نے یہ کام سرانجام دینے سے انکار کر دیا اور یوں یہ بہت بڑا تعمیراتی کام بن لادن کمپنی کو مل گیا۔

یہاں سے بن لادن کا نام اس پورے علاقے میں مشہور ہونا شروع ہوا۔ طویل سڑکوں سے ہوائی اڈوں کی تعمیر تک اور بڑی عمارتوں سے سرکاری دفاتر کی تعمیر تک اس کمپنی کو ہر طرح کا کام ملنے لگا۔ اب کمپنی کو اردن سے لے کر خلیجی ریاست راس الخیمہ تک بہت بڑے تعمیراتی ٹھیکے ملنے لگے۔ ۱۹۶۰ء کے عشرے میں بن لادن گروپ آف کمپنیز محض عرب دنیا کا نہیں، دنیا کا سب سے بڑا کنٹریکٹر گروپ بن چکا تھا۔

محمد بن لادنؒ شاہ سعود (دوم) کے قریبی دوست سمجھے جاتے تھے۔ جب شاہ فیصل نے اقتدار سنبھالا تو ملک شدید ترین اقتصادی بحران کا شکار تھا۔ محمد بن لادنؒ نے اس نازک مرحلے پر حکومت کا بھرپور ساتھ دیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق چھ ماہ تک سعودی حکومت کے ملازمین کی تنخواہیں اپنی جیب سے ادا کیں۔ ۱۹۶۹ء میں یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو جلایا تو یہ محمد بن لادنؒ ہی تھے جنہوں نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر و مرمت کا مبارک کام کیا۔ جب شیخ ۱۳ برس کے تھے تو ان کے والد اپنے چارٹرڈ طیارے کے حادثے میں انتقال کر گئے۔ والد کی وفات کے بعد اُن کے بڑے بھائی سالم نے کاروبار سنبھالا اور پھر کچھ عرصے بعد شیخ نے کاروبار سنبھالا اور آپ کی راہنمائی میں بن لادن گروپ نے ایک بار پھر بڑے تعمیراتی منصوبوں کو سنبھالنے کا بیڑہ اٹھایا۔ ایک رپورٹ کے مطابق انہیں اپنے والد سے ترکے میں ۸۰ ملین ڈالر ملے جسے انہوں نے اللہ کے فضل سے اپنی کاروباری ذہانت و فطانت اور محنت سے ۵۰۰ ملین ڈالر میں تبدیل کر دیا۔

تعلیم اور دین سے محبت:

شیخؒ کی پیدائش کے کچھ عرصے بعد ان کے والدین میں علیحدگی ہو گئی۔ شیخؒ کی والدہ نے محمد العطاس سے شادی کر لی جو کہ بن لادن کمپنی میں ملازم تھے۔ شیخؒ اپنی بہنوں کے ساتھ والدہ اور سوتیلے والد کے پاس رہے۔ والد کی طرف سے بھائیوں میں شیخؒ کا اکیسواں نمبر تھا اور بہن بھائیوں میں اکتالیسواں تاہم سبھی بہن بھائی اُن کا احترام کرتے تھے۔ ان کے خاندان نے المشرفہ جو کہ جدہ کا قریبی علاقہ ہے میں رہائش اختیار کی۔

کہا جاتا ہے کہ شیخؒ نے شروع میں کچھ عرصہ شام میں تعلیم حاصل کی۔ کیونکہ ان کی والدہ اکثر شام کے علاقے لتاکیہ جاتی تھیں۔ ۱۰ سال کی عمر میں شیخؒ نے برومانا ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ یہ سکول لبنان کے علاقے برومانا میں واقع تھا۔ یہاں انہوں نے ایک سال سے کم عرصہ گزارا۔ برومانا ہائی سکول چھوڑنے کے بعد وہ کچھ عرصہ لتاکیہ میں رہے۔ پھر وہ واپس جدہ چلے گئے۔ ۱۹۷۶ء - ۱۹۶۹ء کے دوران میں انہوں نے الثگر ماڈل سکول میں تعلیم حاصل کی۔

شیخؒ نے لڑکپن کی عمر تک تاریخ اسلام اور مجاہدین اسلام سے متعلق سیکڑوں کتابیں پڑھ لی تھیں، وہ کم عمری ہی میں جہاد کی طرف راغب ہو گئے تھے۔ وہ بزرگوں سے مشورہ لے کر اور رہنمائی حاصل کر کے اسلامی کتب، قرآن و احادیث اور تفسیر کا بغور مطالعہ کرتے، وہ قرآن مجید کی قرأت سننے کے بے حد شوقین تھے۔ اکثر اپنے کمرے میں رات کو ٹیپ ریکارڈ پر کسی نہ کسی معروف قاری کی قرأت سنتے اور پھر اشک بار ہو جاتے۔ وہ مکہ مکرمہ میں ہفتہ وار درس میں ضرور شمولیت اختیار کرتے۔

۱۹۷۹ء میں انہوں نے جامعہ ملک عبدالعزیز سے ایم پی اے (ماسٹر آف پبلک ایڈمنسٹریشن) کی ڈگری حاصل کی اور جامعہ ملک السعود سے اسلامک اسٹڈیز میں ماسٹرز کی ڈگری لی۔ یونیورسٹی میں ان کی دلچسپی دینی امور میں بہت زیادہ تھی۔ وہ قرآن سمجھنے میں مشغول رہتے۔ ان کے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ ہم نے سید قطبؒ کو پڑھا۔ سید قطبؒ کی فکر نے ہماری نوجوان نسل کو بہت متاثر کیا۔ یونیورسٹی میں شیخ دو اساتذہ سے بہت متاثر تھے، ایک استاذ محمد قطب اور دوسرے شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ، جو کہ جہاد کے بہت بڑے راہنما تھے اور عرب دنیا سے جہاد افغانستان میں شرکت کے لیے نوجوانوں کو تیار کرتے تھے۔

شیخؒ کو دین سے محبت ان کے والد محمد بن لادنؒ سے ورثے میں ملی۔ ان کا خاندان جزیرہ عرب کے عام لوگوں کی طرح امام احمد بن حنبلؒ کا مقلد ہے۔ شیخؒ نے کبھی مغربی ممالک میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ اس حوالے سے گردش کرنے والی خبریں سراسر کذب وافترا پر مبنی ہیں اور اُن میں کوئی حقیقت نہیں۔

شیخؒ، صاحبِ دیوان شاعر تھے اور اپنے خطبات اور بیانات میں اکثر اپنے ہی اشعار پڑھا کرتے تھے۔ شیخؒ کی شاعری امت کے درد اور جہاد کی پکار سے معمور ہوتی، اُن کے اشعار سیدنا حسان بن ثابتؓ کی رجزیہ شاعری کی یاد دلا دیتے۔

یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران انہوں نے متعدد عالمی تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا۔ مثلاً ایران میں شاہ کے خلاف تحریک اور اس کے نتیجے میں خمینی انقلاب کا آنا اور اس کے بعد مسجد حرام پر قبضے کا واقعہ پیش آیا۔ سعودی حکومت' مسجد کو اس وقت تک نہ چھڑا سکی جب تک فرانسیسی افواج نے اس کی مدد نہ کی۔ اس سے حکومت کی بے بسی شیخؒ پر واضح ہو گئی۔ دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کر دیا تو شیخؒ فوراً جہاد کے لیے تیار ہو گئے۔

ازدواجی زندگی:

شیخؒ نے پانچ شادیاں کیں، اُن کا پہلا نکاح ۱۷ سال کی عمر میں اپنی ماموں زاد سے ہوا، اس کے بعد شیخؒ نے چار مزید نکاح کیے۔ شیخؒ کی اپنی پہلی اہلیہ سے علیحدگی ہو

24 فروری: صوبہ ننگر ہار.........ضلع حصارک.........مجاہدین کا اہم فوجی مرکز پر تعارض.........37 فوجی ہلاک.........7 زخمی.........9 گرفتار

گئی تھی۔ شیخؒ کے گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں عبدالرحمٰن بن لادن، فیضان نوید بن لادن، سعد بن لادن، عمر بن لادن، عثمان بن لادن، محمد بن لادن، لادن بکر بن لادن، علی بن لادن، عامر بن لادن، حمزہ بن لادن، خالد بن لادن۔

جہاد افغانستان میں شرکت:

دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو پوری اسلامی دنیا سے احتجاج کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ شیخؒ نے اس موقع پر عملی اقدام کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے یونیورسٹی کے بعض اساتذہ سے راہنمائی لی اور کراچی آ گئے۔ شیخؒ نے اپنے اس وقت کے جذبات کا تذکرہ ۱۹۹۳ء میں رابرٹ فسک کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا، ''میں سخت غصے میں آ گیا اور فوراً جا پہنچا''۔ شیخؒ نے افغان مہاجرین کے نمائندوں اور افغانستان کی جہادی قیادت سے ملاقات کی۔

شروع میں شیخؒ ایک ماہ تک خفیہ طور پر پاکستان میں رہے اور حالات کا بغور جائزہ لیتے رہے۔ پھر وہ سعودی عرب واپس چلے گئے۔ وہاں انہوں نے دیگر عرب شیوخ میں مجاہدین کی مدد کے لیے مہم چلائی۔ ان کی تحریض سے ہزاروں عرب نوجوانوں نے میدانِ جہاد کا رخ کیا آپ نے ہی ان کے سفری اخراجات اٹھائے اور ان کے لیے معسکر تعمیر کیے۔ شیخ سعودی عرب سے بڑی تعداد میں سامان اور سرمایہ اکٹھا کر کے پاکستان آئے اور افغانی بھائیوں کے ساتھ جہاد میں حصّہ لینے لگے۔ شیخؒ نے ایک بار افغانستان کے بارے میں کہا کہ ''یہاں مسلمانوں کا جو حال ہے اس کے پیش نظر اس ملک میں ایک دن گزارنا عام مسجد میں ایک ہزار دن عبادت کرنے کے مترادف ہے''۔

مکتب الخدمات:

۱۹۸۰ء میں شیخ عبداللہ عزامؒ نے پشاور کے یونیورسٹی ٹاؤن میں مکتب الخدمات قائم کیا۔ جب کہ ۱۹۸۴ء میں شیخؒ نے بیت الانصار کے نام سے جہادی مجموعہ قائم کیا۔ شیخؒ مالی طور پر ان کے سب سے بڑے پشتی بان تھے۔ انہوں نے بہت سے گیسٹ ہاؤس کرائے پر لیے ہوئے تھے جہاں عرب سے آنے والے مجاہدین کو ٹھہرایا جاتا تھا اور انہیں فکری اور جسمانی تربیت دی جاتی تھی۔ ۱۹۸۹ میں جب شیخ عبداللہ عزامؒ پشاور میں ایک کار بم دھماکے میں شہید کر دیے گئے تو عرب مجاہدین کے قائد کے طور پر شیخؒ کی شخصیت ابھر کر سامنے آئی۔

جہاد افغانستان میں شیخؒ کی خدمات:

شیخؒ جہاد بالمال اور جہاد بالسیف ساتھ ساتھ کرتے رہے، مشرقی افغانستان کے صوبے ننگرہار میں عرب مجاہدین کے مراکز میں جا کر تربیت بھی لی اور شریکِ قتال بھی ہوئے۔ ان مراکز نے سات سو کے قریب عرب اور افغان مجاہدین کو تربیت فراہم کی، جن مجاہدین سے بعد میں ہزاروں مجاہدین نے تربیت پائی۔

شیخؒ نے بنفس نفیس افغان جہاد میں مجاہدین کے شانہ بشانہ حصّہ لیا۔ ایک موقع پر جب روسی فوجی انہیں پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے تو وہ شیخؒ سے صرف ۳۰ میٹر دور تھے جب کہ اوپر سے بم باری اور ٹینکوں سے گولہ باری بھی ہو رہی تھی۔ ایک گولہ ان کے بالکل قریب آ کر گرا لیکن پھٹا نہیں، بعد ازاں چار بم ان کے معسکر پر گرے لیکن وہ بھی نہیں پھٹے۔ شیخؒ میدان جہاد میں تین چار بار زخمی ہوئے، ایک بار بم کے کچھ ٹکڑے آپ کو لگے اور ایک بار آپ گھوڑے سے گرے، آپ کی ہڈی ٹوٹ گئی، پاکستان کے معروف آرتھوپیڈک سرجن ڈاکٹر عامر عزیز نے آپ کا علاج کیا اور اس 'جرم' کی پاداش میں ڈاکٹر عامر عزیز کو آئی ایس آئی اور سی آئی اے نے کئی ماہ تک گرفتار رکھا۔

شیخؒ کا کہنا تھا کہ وہ گولیوں اور بموں کی آوازوں سے خوف زدہ نہیں ہوتے بلکہ یہ تو ان کی پسندیدہ آوازیں ہیں کیونکہ تعمیراتی کاموں کے لیے وہ بچپن ہی سے پہاڑوں کو بارود اور بموں سے اڑانے کا کام بڑے شوق سے کرتے تھے۔ جب کہ گن چلانا ان کا بچپن کا شوق تھا۔'' والد نے بچپن ہی سے دل میں صرف اللہ کا خوف بٹھا دیا تھا اس لیے ہم امریکہ، روس یا اسرائیل کو کچھ نہیں سمجھتے، ہم جب چاہیں ان کی نیندیں حرام کر سکتے ہیں''۔

جن دنوں وہ سوڈان میں رہ رہے تھے، شدید گرمی تھی لیکن وہ ایئر کنڈیشنڈ استعمال نہیں کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں آسان زندگی پسند نہیں، مجاہد کی زندگی جنگلوں، پہاڑوں، غاروں اور ریگستانوں میں گزرتی ہے۔ افغان جہاد میں وہ ایک جرأت مند کمانڈر مشہور تھے۔ پکتیا کے محاذ پر انہوں نے بڑی مشکل اور یادگار جنگ لڑی، کم اسلحہ اور کم نفری سے انہوں نے اس محاذ پر جنگ لڑ کر اسلامی فتوحات کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے اس جنگ کے دوران شکست دے کر روسی جنرل سے 'اے۔ کے ۷۴' رائفل غنیمت کر لی جو ان کے پاس ہمیشہ محفوظ رہی۔

شیخؒ نے انتہائی بلند پہاڑوں کے درمیان مجاہدین کے لیے سٹور، ڈپو اور ہسپتال تعمیر کیے۔ اس دوران وہ خود بلڈوزر چلاتے اور روسی ہیلی کاپٹروں کی زد میں آنے کا خطرہ مول لیتے۔ اس کے ساتھ ساتھ کلاشنکوف لے کر محاذوں پر لڑتے بھی۔ ۱۹۸۶ء میں شیخؒ کا جاجی کے محاذ پر روسی فوج سے معرکہ بہت معروف ہے جس میں آپ نے پندرہ بیس عرب ساتھیوں کے ساتھ روسی فوجی یلغار کا سامنا کیا اور ان کو ایک بھرپور مقابلے کے بعد شکست دی۔ ایک سال بعد شیخؒ نے شعبان کے مقام پر سوویت فوجوں کے خلاف ایک لڑائی کی قیادت کی۔ اس لڑائی میں مجاہدین کو بہت سخت حالات کا سامنا کرنا پڑا، لڑائی میں دشمن بہت قریب تھا، مگر اس کے باوجود کئی گنا طاقت ور روسیوں کو علاقے سے باہر نکال دیا گیا۔ حمزہ محمد جو کہ افغانستان میں ایک فلسطینی مجاہد تھے، بعد میں سوڈان میں بن لادن کمپنی کے ایک تعمیراتی پراجیکٹ کی دیکھ بھال پر مامور ہو گئے، کہتے ہیں:

25 فروری: صوبہ غزنی.........ضلع شلگر.........مجاہدین کا امریکی فوج پر حملہ.........3 امریکی فوجی ہلاک.........متعدد زخمی

''شیخؒ ہمارے لیے ایک ہیرو کی حیثیت رکھتے تھے، کیونکہ وہ ہمیشہ محاذ پر موجود رہتے سب سے آگے، انہوں نے نہ صرف اپنا مال خرچ کیا، بلکہ انہوں نے خود کو بھی حاضر کر دیا، وہ اپنا عالی شان محل چھوڑ کر غریب افغانوں اور عرب مجاہدین کے درمیان رہتے، وہ انہی کے ساتھ پکاتے اور انہی کے ساتھ کھاتے، ان کے ساتھ ہی خندقیں کھودتے''۔

جماعة القاعدة الجهاد:

جماعۃ القاعدۃ الجہاد جو مختصراً القاعدہ کے نام سے دنیا بھر میں جانی جاتی ہے' کو نوے کے عشرے میں شیخؒ نے قائم کیا جو کہ اب پوری دنیا میں فتنے کے خاتمے، کلمۃ اللہ کی سربلندی اور دعوت منہاج النبویہ کے لئے جہاد کرنے والی تنظیم ہے۔ القاعدہ کو دیکھنے کا ایک اور انداز بھی ہے کہ اب یہ محض ایک تنظیم کے طور پر محدود نہیں رہی کہ جس کے کچھ بیعت یافتہ اراکین ہوں بلکہ یہ ایک منہج کا نام بن چکا ہے جہاں بھی کفار کے خلاف مزاحمت کا نام لیا جائے اور جہاں بھی کفّار اور طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارنے کا نام لیا جائے امت کے دفاع کا، امت کی طرف سے قتال کا تذکرہ آئے تو القاعدہ کا نام خود بخود سامنے آجاتا ہے تو جہاد اور القاعدہ دونوں لفظ لازم و ملزوم بن چکے ہیں -اور اس اعتبار سے بات کریں تو یہ محض ایک روایتی قسم کی تنظیم نہیں رہی بلکہ امت کی طرف سے جو بھی شرعی منہج کے مطابق قتال کرے گا وہ دنیا کے کسی بھی حصّے میں ہو خواہ کسی بھی نام سے کام کر رہا ہو وہ القاعدہ ہی کے نام سے پہنچانا جائے گا۔

سعودی عرب واپسی اور امریکہ کی جزیرۃالعرب میں آمد:

۱۹۸۹ء میں بالآخر اللہ کی نصرت سے مجاہدین کی کوششیں رنگ لائیں۔ روسی افواج افغانستان سے پسپا ہو کر نکل گئیں۔ افغان مجاہد تنظیموں کی باہمی چپقلش کی وجہ سے شیخ بہت بے چین اور آزدہ خاطر رہتے تھے، اُنہوں نے اپنے تئیں تمام کوششیں کیں کہ روس کے خلاف جہاد کے ثمرات ضائع نہ ہونے پائیں اور افغان مجاہدین کی قیادت باہم شیر و شکر ہو کر شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کی جانب اپنی توجہات مبذول کریں لیکن اُنہیں اپنی کاوشوں میں قابل قدر کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ ان حالات میں شیخؒ سعودی عرب واپس چلے گئے۔ اس دوران میں شیخؒ کئی ممالک میں اسلامی جماعتوں اور جہادی مجموعات کی مالی معاونت کرتے رہے۔ جن میں مصر، الجزائر، تیونس، یمن، فلپائن اور دیگر ممالک شامل تھے۔

اسی دوران میں ۱۹۹۰ میں عراق کویت تنازعہ کو بنیاد بنا کر امریکہ نے اپنی فوجیں سرزمین حرمین میں اتار دیں۔ شیخؒ نے امریکی افواج کی جزیرۃ العرب آمد کے خلاف بھرپور انداز میں آواز اٹھائی۔ آپؒ نے سعودی شاہی خاندان کے فرمانروا شاہ فہد کو پیش کش کی کہ اگر امریکہ کی مدد لینے سے انکار کر دیا جائے تو مجاہدین اللہ کی مدد کے سہارے عراقی فوجوں کا بخوبی مقابلہ کرسکتے ہیں اور اُنہیں شکست سے دوچار کرسکتے ہیں۔ لیکن شاہ فہد نے شیخؒ کی اس پیش کش پر کان دھرنے کی بجائے امریکہ کی گود میں ہی جائے پناہ تلاش کرنے کو ضروری سمجھا۔ نتیجتاً شیخؒ نے اس اقدام کے خلاف عامۃ المسلمین کو بیدار کرنے کا بیڑہ اٹھایا، آپؒ نے شہر شہر جا کر مساجد میں اپنے خطابات اور بیانات کے ذریعے مسلمانوں کو اس خطرے کا ادراک کروایا۔ علمائے کرام کو اس اہم شرعی مسئلے کے حوالے سے میدانِ عمل میں نکالنے کے لیے آپ نے جدوجہد کی اور جزیرۃ العرب میں صلیبی افواج کی موجودگی کے خلاف پانچ سو سے زائد علما کے دستخطوں سے ایک فتویٰ جاری کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہی سرگرمیوں کے باعث ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۱ء تک ان کا پاسپورٹ سرکاری تحویل میں رہا۔

شیخؒ فرماتے تھے'' روس کمیونسٹ بلاک کا سر تھا، روس کے ٹوٹنے سے مشرقی یورپ میں کمیونزم ختم ہوگیا۔ اگر امریکہ کا سر کاٹ دیا جائے تو عرب بادشاہتیں ختم ہوسکتی ہیں، امریکہ کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ مقدس سرزمین میں داخل ہوگیا، ایک لاکھ ۲۰ ہزار فوجی سعودی عرب میں کس کے خلاف لڑائی میں مصروف ہیں؟ مسلمانوں کی غیرت کہاں ہے؟ کیا وہ اپنے کعبہ کی خود حفاظت نہیں کرسکتے ؟ بعثت نبویؐ سے پہلے مکہ پر ابرہہ نے حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو بھیجا تھا جنہوں نے کنکریاں گرا گرا کر ابرہہ کے لشکر کو تباہ کیا۔ آج ایک ارب مسلمان موجود ہیں، اب ابابیلیں نہیں آئیں گی، مسلمانوں کو خود اٹھنا ہوگا۔ مسلمان وائٹ ہاؤس کی بجائے کعبۃ اللہ کی فکر کریں''۔

شیخؒ نے ۱۹۹۱ء تک اس بات کا انتظار کیا کہ امریکی افواج واپس چلی جائیں مگر اس ڈیڑھ برس میں انہیں اندازہ ہوا کہ حکومت کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ امریکی افواج کو سعودی عرب سے باہر نکال سکے۔ چنانچہ انہوں نے سعودی عرب سے ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا۔ بلادِ حرمین میں یہود و نصاریٰ کو لانے کے فیصلے پر حکومت پر تنقید کرنے کی وجہ سے ان کو نظر بند کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنے ایک بھائی سے جو کہ شاہ فہد کے قریب تھے، کہا کہ وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں پاکستان جانا چاہتے ہیں۔ ان کے بھائی کی نائب وزیر داخلہ شہزادہ احمد سے گہری دوستی تھی۔ تاہم وزیر داخلہ شہزادہ نائف سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ جب وزیر داخلہ شہزادہ نائف غیر ملکی دورے پر گیا تو قائم مقام وزیر داخلہ شہزادہ احمد نے شیخؒ کی نقل و حرکت پر پابندی ختم کر دی۔ شیخؒ اپریل ۱۹۹۱ء میں سعودی عرب سے پاکستان اور پھر افغانستان پہنچ گئے۔ افغانستان میں اس وقت مجاہدین آپس میں دست و گریبان تھے ۔شیخؒ نے ان کی صلح کرانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر کار انہوں نے سوڈان جانے فیصلہ کرلیا۔

سوڈان میں پانچ سال قیام:

سوڈان کے راہنما حسن الترابی نے ۱۹۹۱ء میں خرطوم میں شیخؒ کا استقبال

27 فروری: صوبہ قندوز......ضلع چار درہ......مجاہدین کا فوج اور پولیس اہل کاروں پر حملہ......17 فوجی ہلاک اور زخمی

کیا۔ وہ عرب مجاہدین جو افغانستان جنگ میں شیخؒ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی سوڈان کا رخ کیا اور ان کی کمپنیوں میں ملازمت کر لی۔ اس وقت جنرل عمر البشیر کو فوجی انقلاب کے ذریعے اقتدار سنبھالے دو برس ہوئے تھے۔حسن ترابی کی جماعت عمر بشیر کی حکومت کی حامی تھی۔ شیخ نے سوڈان میں ۵ سال قیام کیا،سوڈان میں قیام کی تفصیلات ''شیخ کی چار خطوں کو دارالاسلام بنانے کی خواہش'' میں موجود ہیں۔آخر کار سوڈان کی حکومت نے امریکی دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور شیخؒ سے درخواست کی کہ وہ سوڈان کو چھوڑ دیں۔

افغانستان واپسی:

۱۹۹۶ء میں شیخؒ نے اپنے خاندان کے ساتھ افغانستان ہجرت کی۔ افغانستان میں ان دنوں سابقہ جہادی راہ نما اقتدار سے محروم ہو کر ملک کے شمالی علاقے میں مقیم تھے اور طالبان اقتدار سنبھال رہے تھے۔

امریکہ کے خلاف اعلان جہاد اور مسجد اقصیٰ کی آزادی:

شیخؒ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ دنیا بھر میں بالعموم اور فلسطین میں بالخصوص مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی پشت پناہی امریکہ کر رہا ہے۔اس لیے القاعدہ دنیا کے مختلف حصوں میں امریکی اہداف کو وقتاً فوقتاً نشانہ بناتی رہی۔فلسطین اور لبنان میں مسلمانوں کے قتل عام،دو مقدس مقامات پر امریکی قبضے،ملکی وسائل پر مغربی قبضے،سعودیہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال خصوصاً علما اور مجاہدین کی گرفتاریوں کے سبب،شیخؒ نے ۱۹۹۶ میں امریکہ کے خلاف باقاعدہ اعلان جہاد کیا۔۲۶ اگست ۱۹۹۶ء کو انہوں نے اپنا پہلا بیان جاری کیا،جس کا عنوان تھا''اسامہ بن محمد بن لادن کی جانب سے اعلان جہاد''۔اس بیان میں امریکی افواج کے لیے وارننگ تھی کہ وہ سرزمین مقدس کو فوری طور پر چھوڑ جائیں ورنہ ان کے خلاف وہی مجاہدین اٹھ کھڑے ہوں گے جنہوں نے پہلے روسی افواج کو شکست دی تھی۔

شیخؒ اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ عالم اسلام کا اصل مسئلہ بیت المقدس کا پنجۂ یہود میں ہونا اور مسلمان ملکوں میں امریکی مداخلت ہے۔اگر امریکہ کمزور ہو جائے تو خلیجی ممالک کے حکام خود بخود کمزور ہو جائیں گے اور اس کا حل مسلم اکثریت والے خطوں میں امریکی مفادات کے خلاف مسلح جہاد ہے۔

نائن الیون اور شیخ کی شخصیت کا عروج:

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکا اس وقت اپنی تاریخ کی بدترین شکست سے دوچار ہوا جب واشنگٹن میں امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون کی عمارت اور نیویارک میں تجارتی مرکز ورلڈ ٹریڈ سینٹر سے تین طیارے ٹکرا دیے گئے اور محکمہ خارجہ (اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ) کے باہر کار بم دھماکا ہوا۔امریکا میں ہونے والے ان فدائی حملوں کے باعث ہزاروں امریکی ہلاک اور اتنے ہی زخمی ہوئے جب کہ اربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ ملک کے تمام ہوائی اڈے بند کر دیے گئے اور وائٹ ہاؤس سمیت اہم سرکاری عمارتیں خالی کرالی گئیں۔

امریکہ پر حملوں کی جو منصوبہ بندی شیخؒ نے کی اس میں انہوں نے امریکہ پر چار سے زیادہ طیّاروں کے ذریعے سے حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ امریکہ پانچ، چھ یا دس طیّاروں کی مار نہیں،لیکن اُنہوں نے حملہ کرنے میں جلدی کی، اِس کی دو وجوہات تھیں۔

۱۔ شیخؒ جان چکے تھے کہ امریکہ،افغانستان پر حملے کی منصوبہ بندی کر چکا ہے اس لیے شیخؒ نے چاہا کہ اِس پر پہلے ہی اچانک حملہ کر کے اِسے رُسوا کر دیں۔

۲۔فلسطین کی صورتِ حال پر وہ انتہائی رنجیدہ تھے اس لیے اُنہوں نے جلدی حملہ کیا۔اور امریکہ پر چار طیاروں کے ذریعے حملہ کرنے میں مصلحت جانی اور بقیہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت پر چھوڑ دیا۔

اُنہیں علم ہوا کہ فلسطین کی خواتین،اُن کی تصاویر اٹھا کر سڑکوں پر گھوم رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ: ''اُسامہ تیرا وعدہ کہاں ہے''؟

اِس واقعے پر اُنہیں شدید غم ہوا اور تین دن تک اُنہوں نے کسی سے بات تک نہیں کی۔ اِس کے کچھ ہی دنوں بعد ستمبر کے مبارک واقعات پیش آئے،ان واقعات پر امت مسلمہ میں سب سے زیادہ خوشی کا اعلانیہ اظہار فلسطینیوں نے ہی ہوائی فائرنگ،مبارک سلامت اور مٹھائیوں کی تقسیم کے ذریعے کیا۔ پھر اُنہوں نے فلسطینیوں کی مدد کے حوالے سے اپنی وہ مشہور قسم اُٹھائی کہ جو کئی سال گزرنے کے باوجود بھی یادگار ہے۔

ستمبر کے مبارک واقعات سے پہلے مصر کے جوہری سائنسدانوں میں سے ایک کی ذمہ داری تھی کہ وہ ایٹمی اسلحہ کی تیاری کرے اور اِس کے لوازمات خریدے۔ شیخؒ نے اِس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بہت سی رقم خرچ کی تھی اور اِن مصری ایٹمی سائنسدانوں نے ایک چھوٹے سے ایٹم بم کو پھاڑنے کا تجربہ بھی کیا تھا۔ اِس ایک چھوٹے سے ایٹم بم نے بہت ہی بڑا اور تباہ کُن دھماکہ کیا تھا،جس نے مجاہدین کی قیادت کو خوش کر دیا تھا۔شیخؒ بذاتِ خود اِس منصوبے کا مرحلہ وار جائزہ لیتے رہے۔

گیارہ ستمبر کے نتیجے میں وہ سب کچھ عیاں ہو گیا جو پہلے صرف مخصوص لوگوں کو ہی معلوم تھا کہ اسلام کے ازلی دشمن یہود اور نصاریٰ ہیں،عالم اسلام میں موجود برسر اقتدار طبقہ دراصل امریکہ کا منظور نظر ہے اور ان کے مسلسل اقتدار میں رہنے کی وجہ بھی امریکہ کی پشت پناہی ہے،مسلم خطوں میں بالعموم اور خلیجی ریاستوں میں بالخصوص امریکہ کے فضائی اور بحری اڈے موجود ہیں،مسلم ممالک میں برسر اقتدار طبقہ اور یہاں کی فوجیں امریکہ سے حد درجے خائف ہیں اور یہ کسی صورت میں اپنا دفاع کرنے کے لیے ہاتھ پیر

28 فروری:صوبہ ہلمند..........ضلع مارجہ..........مجاہدین کا افغان فوج اور پولیس کے مشترکہ کاررواں پر شدید حملہ..........6 اہل کار ہلاک..........ایک ٹینک بھی تباہ

نہیں ماریں گے۔

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد شیخؒ کو عالمی شہرت ملی اور انہیں امریکہ کے ایک مضبوط حریف کے طور پر جانا جانے لگا۔امریکہ نے ان کی گرفتاری یا شہادت پر پچیس ملین ڈالر انعام کا اعلان کیا۔امریکہ نے انہیں دہشت گرد کے طور پر متعارف کروایا مگر عالم اسلام نے انہیں ایک عظیم قائد اور مجاہد کی حیثیت دی۔وہ پوری دنیائے اسلام کے ان مسلمانوں کے محبوب بن گئے جو اسلام کے غلبے کی خواہش رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بے بسی پر غم زدہ ہوتے ہیں۔گیارہ ستمبر کے بعد ہزاروں مسلمانوں نے القاعدہ میں شمولیت اختیار کی۔

شیخؒ کے اوصاف'اتباع سنت،حیا اور غیرت:

شیخؒ اپنی زندگی میں نہایت درجہ متبع سنت علیہ السلام تھے۔جزیرۃ العرب کے مجاہدین کے امیر شیخ ابوبصیر ناصر الوحیشی جو شیخؒ کے ذاتی محافظ بھی رہے،قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں شیخؒ سے زیادہ سنت کا اتباع کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔جنھوں نے بھی شیخ ؒ کے ساتھ وقت گزارا وہ گواہی دیتے ہیں کہ شیخ بہت حیادار اور شرمیلے تھے۔ساتھیوں سے بھی آنکھیں جھکا کر بہت دھیمے انداز میں بات کرتے تھے لیکن جب دینی غیرت کا معاملہ ہوتا تو چہرہ سرخ ہوجاتا اور آواز اونچی ہوجاتی۔عرب صحافی عبدالباری عطوان کہتے ہیں کہ'' آج کل ہم عرب لوگوں میں اتنا عاجز اور منکسر المزاج فرد ہونا ناممکن ہے جتنا شیخؒ عاجز اور متواضع تھے''۔

صلیبی جنگ کے دس سالوں میں مجاهدین کی قیادت:

امریکہ کے افغانستان پر حملے کے دوران میں شیخؒ نے مجاہدین کی براہ راست قیادت کی۔وہ محاذوں پر سب سے آگے ہوتے اور مجاہدین کا بہت زیادہ خیال رکھتے۔شروع جنگ میں بمباری کے دوران میں شیخؒ تورابورا کے پہاڑوں سے سب سے آخر میں اُس وقت باہر آئے، جب اُنہیں اطمینان ہوگیا کہ سب مجاہد خیریت سے اُتر چکے ہیں اور خود مسلسل بمباری اور خطرے کا سامنا کرتے رہے، پھر جب سب خطرے سے دور ہو گئے،تو خود بھی باہر آ گئے۔

ان کا کا ایک مشہور قول ہے، جو وہ اُس وقت کہتے کہ جب کوئی ایسا فرد اُن کے پاس آتا جو پہلے لڑائی کے میدان میں نہیں اترا ہوتا تھا۔وہ اُن سے کہنے لگتا کہ اگر آپ اِس طرح کرتے یا اُس طرح نہ کرتے،تو بہتر تھا؟ تو شیخؒ اُسے ایک انتہائی اہم جملہ کہتے کہ جو آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔وہ کہتے کہ:''جہاد اسلام کی چوٹی کا عمل اور جو چوٹی کے اوپر ہوتا ہے، وہ اپنے نیچے سب کچھ واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔جبکہ جو نیچے ہوتا ہے، وہ ایسا نہیں کرسکتا''۔

مجاہدین کو اطاعت امیر کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے:''اگر میں مرجاؤں یا قتل کردیا جاؤں،تو تم میں سے کسی کی بھی مجھ سے محبت،اُسے اِس راستے کو چھوڑ دینے پر آمادہ نہ کرے بلکہ تم پر جو امیر بھی بنایا جائے،اُس کی بات سنو اور اطاعت کرو''۔

افغانستان پر صلیبی یلغار کے شروع میں جب مجاہدین (تورا بورا) کے غاروں میں چلے گئے،تو شیخؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بچھو اس خندق نما غار میں آ گرا ہے،جس میں وہ خود موجود ہیں۔نیند سے بیدار ہوتے ہی آپ نے اِس خندق کو چھوڑ دیا اور اِس کے دو یا تین دن بعد ہی طیاروں نے اس خندق پر بمباری کر کے اسے تباہ کردیا۔ یہ بمباری اس وجہ سے ہوئی کہ ایک منافق نے وہاں چِپ (سم) پھینک دی تھی، جو کہ طیاروں کی رہنمائی کرتی ہے۔اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے بندے شیخ اُسامہؒ کی حفاظت فرمائی۔

شیخؒ نے نہ صرف افغانستان کے محاذ پر صلیبی جنگ کے مقابل مجاہدین کی قیادت کی بلکہ پوری دنیا میں صلیبی اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے موثر حکمت عملی ترتیب دی۔ان کی قیادت میں مجاہدین نے دنیا کے مختلف علاقوں میں صلیبی اور صیہونی افواج کو نشانہ بنایا۔عراق میں مجاہدین کی بھرپور کارروائیوں کے نتیجے میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو شرم ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا اور امریکہ نے عراق سے افواج نکال لیں۔افغانستان میں بھی امریکہ شدید ترین حالات کا سامنا کررہا ہے اور اس نے اس ماہ سے دس ہزار فوج نکالنے کا اعلان کردیا ہے۔

شیخ کی خواهشِ شهادت:

۱۹۹۸ء میں قندھار ایئرپورٹ کے قریب ایک خفیہ مقام پر انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے بار بار اپنی ممکنہ شہادت کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ'' مجھے علم ہے کہ میرا دشمن طاقت ور ہے لیکن میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مجھے مار تو سکتے ہیں لیکن زندہ گرفتار نہیں کرسکتے''۔اگر میں مر بھی گیا تو امریکیوں کے خلاف جنگ ختم نہیں ہوگی میں اپنی گن میں آخری گولی تک لڑوں گا،شہادت میرا سب سے بڑا خواب ہے اور میری شہادت سے مزید اسامہ جنم لیں گے''۔

شیخؒ نے متعدد بار خود سے کیا گیا وعدہ پورا کیا اور کبھی ہتھیار نہیں ڈالے۔ بالآخر اللہ نے اپنے بندے کے وعدے کو سچ کر دکھایا اور آپ نے ۲ مئی ۲۰۱۱ء کو جام شہادت نوش فرمایا۔شہادت کی وہ تمنا جس کے لیے انہوں نے اپنی شاہانہ زندگی چھوڑ کر سنگلاخ پہاڑوں کو مسکن بنایا،بتیس برس دنیا کے مختلف محاذوں پر سخت دشواریوں کا سامنا کرنے کے بعد بالآخر پوری ہوئی اور وہ اپنے رب سے اس حال میں ملے کہ ان کے تربیت یافتہ بے شمار مجاہدینِ اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ شیخؒ کو انبیاء اور صالحین کے ساتھ ملائے اور جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے،آمین۔

☆☆☆☆☆

یکم مارچ:صوبہ ہلمند.........ضلع نادعلی.........بارودی سرنگ دھماکہ.........ایک امریکی فوجی ٹینک تباہ.........3 نیٹو اہل کار ہلاک اور 2 زخمی

امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی بیعت شرعی فریضہ ہے!!!

شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ

بطل اسلام شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ احیاء خلافت کے عظیم داعی تھے۔ان کی زندگی کی تمام تر کوششوں کا محور خطۂ ارضی پر خالص اسلامی ریاست کا قیام اور کفریہ طاقتوں خصوصاً امریکا کی بربادی تھا۔ افغان جہاد کے پہلے دور کے بعد جب افغانستان خانہ جنگی کا شکار ہوا تو شیخ سعودیہ چلے گئے تھے۔اس دوران سوڈان میں نفاذ شریعت کی راہ ہموار ہوئی تو آپ ایک نوزائیدہ اسلامی ریاست کے قیام واستحکام کے لیے سرزمین حجاز سے سوڈان ہجرت کر گئے۔مگر جب وہاں انہیں گوہرِ مقصود ہاتھ نہ آیا تو واپس افغانستان تشریف لے آئے۔یہاں اس وقت طالبان تحریک بالکل ابتدائی شکل میں تھی۔لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے جلد ہی انہوں نے افغانستان کے ایک بڑے علاقے کو فتح کرلیا اور اپنے زیر قبضہ علاقوں میں نفاذ شریعت کا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔مثالی امن وامان قائم کیا اور عامۃ الناس کو بے مثل عدل وانصاف مہیا کیا۔طالبان تحریک کے امیر ملا محمد عمر مجاہد کو جب ''امیر المومنین''تسلیم کیا گیا تو ہزاروں علماء اور مجاہدین کے علاوہ عام لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کے لیے یہ بات گویا اپنی برسوں کی آرزوؤں کی تکمیل کا سامان تھا۔انہوں نے نہ صرف حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کی بلکہ خود کو اور اپنے رفقاء کو امارت اسلامیہ افغانستان کی ہمہ جہت خدمات پر متعین فرمادیا۔شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت کا امیر المؤمنین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور خود کو ان کے سپرد کردینا جہاں ایک طرف امیر المؤمنین کے عظیم الشان منصب کا اظہار ہے وہیں شیخ کی بےلوثی، بےنفسی اور اسلام کے لیے اپنی گردن جھکا دینے جیسے قابلِ صد آفرین جذبات کا بھی اظہار ہے۔زیرنظر مضمون دراصل امت مسلمہ خصوصاً علماء کرام کے نام آپ کا پرخلوص پیغام ہے جو خدماتِ دارالعلوم دیوبند کانفرنس منعقدہ ۹، ۱۰، ۱۱اپریل ۲۰۰۱ء(پشاور) کے شرکاء کے نام ارسال کیا گیا۔اس میں شیخ نے امت مسلمہ کو اس کی شرعی ذمہ داری کا احساس دلایا اور انہیں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی امارت پر متحد ومتفق ہوجانے کی دعوت دی۔یہ پیغام اور اس کے مندرجات آج بھی اسی طرح تروتازہ ہیں جیسے آج سے گیارہ سال قبل تھے۔اس پیغام کو پڑھیے اور اپنی شرعی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوکر میدانِ عمل میں برسرپیکارِ اہل حق کا ساتھ دینے کا عزم کیجیے۔اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔

تعریف ہے اس اللہ کے لیے جو فرماتے ہیں'' اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور تھامے رکھو اللہ تعالیٰ کی رسی کو اور آپس میں اختلاف نہ کرو''۔

درود ہو اللہ تعالیٰ کے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے فرمایا:'' کیا میں تمہیں اس عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جو روزہ نماز اور زکوۃ سے بھی بہتر ہے؟ صحابہؓ نے فرمایا جی ہاں! بتائیے اے اللہ کے رسول۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ عمل آپس میں مصالحت ومفاہمت ہے۔بے شک اختلاف دین کو مونڈنے والا (جڑ سے ختم کرنے والا) ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ اختلاف بالوں کو مونڈتا ہے بلکہ اختلاف دین کو مونڈ دیتا ہے''۔

آپ آج یہاں مختلف ممالک، دورافتادہ علاقوں اور علیحدہ خطوں سے اس غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں تاکہ آپ اس اسلام کی نمائندگی کریں جس میں قومیت، رنگ، سرحدات اور زبانوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔آپ اس غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں تاکہ آپ حق اور اہل حق کی مدد کے بارے میں اسلام کے عظیم حکم کی بجا آوری کرسکیں۔

بے شک آپ کے اس اجتماع سے عالم کفر کو سخت صدمہ پہنچا ہے اور وہ اس قسم کے اجتماعات کو روکنے کے لیے ہزاروں تدبیریں سوچتا رہتا ہے۔

اے صاحب فضیلت حضرات! میں یہ سطور ایسے وقت میں آپ کو لکھ رہا ہوں کہ یہ سوچ کر میرا سر فخر سے بلند ہو رہا ہے کہ امت مسلمہ میں اب تک ایسی ہستیوں کی کمی نہیں ہے جو کہ ایک ایسے حالات میں جب ظلم وستم اور فساد نے روئے زمین کو ڈھانپ رکھا ہے، فساد کو روکنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

اے صاحب فضیلت بزرگو! امت کی طرف سے آپ کے کاندھوں پر رکھے گئے بارگراں کو آپ نہ بھولیں۔بے شک آپ انبیاء علیہم السلام کے وارث اور امت کے سالار ہیں اور یہ آپ ہی کے فتاویٰ ہیں جو لوگوں میں جہاد کی روح پھونک دیتے ہیں اور انہیں ہمیشہ باطل کے مقابلے کے لیے کمربستہ رکھتے ہیں۔حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی آزمائش ہے جس نے آپ کو ایک ایسے وقت میں مبعوث فرمایا کہ بغاوت اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے، مقدسات کو پاؤں تلے روند ڈالا گیا اور جرائم کو حلال گردانا گیا ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھیں گے کہ آپ لوگوں نے اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا ہے؟

صاحبان فضیلت! میں یہ سطور ایسے وقت میں آپ کو لکھ رہا ہوں کہ امت کے چکنا چور جسم میں ذرہ برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جو کہ زہر یلے تیر اور نوک دار تلوار سے گھائل نہ کی جاچکی ہو۔

میں آپ کے نام یہ سطور ایسے وقت میں لکھ رہا ہوں کہ جب اقوام متحدہ اور اس کے عالمی چارٹر کے تحت مسلمانوں کا قتل عام ایک جائز کام ہے۔حد تو یہ ہے کہ شیرخوار بچوں تک کو معاف نہیں کیا جاتا، اسلامی مقدسات کی کھلم کھلا توہین کی جارہی ہے۔یہ ایسا نظام ہے کہ متعصب کفار کروڑوں مسلمانوں کو ختم کرنے اور ان کا محاصرہ کرنے کے درپے ہیں اور آج کل تو یہ حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اقوام کفر مسلمانوں کے خلاف اپنی ظالمانہ سازشوں کا برملا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں اور یہی اقوام متحدہ کی تنظیم ہے جو کہ ان سازشوں کی تکمیل کے لیے لونڈی کا کردار ادا کرتی رہتی ہے۔مغرب والوں کو اب بھی شرم

2مارچ: قندھار شہر..........ایک شہیدی جوان کا پولیس اسٹیشن نمبر 7 پر فدائی حملہ..............13 اہل کار ہلاک اور 5 زخمی

نہیں آتی اور انسانی حقوق کے نعرے لگاتے نہیں تھکتے۔صحیح بخاری میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو جہنّم میں اس لیے ڈالا گیا ہے کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اسے کھانا کھلاتی اور نہ ہی حشرات الارض کھانے کے لیے چھوڑتی یہاں تک کہ وہ بلی مرگئی۔حدیث میں ایک بلی پر پابندی ،انجام اور سزا کی کیسی تشریح کی گئی ہے۔

پس اے اللہ کے بندو! آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا سوچتے ہیں جن کی پابندیوں کی وجہ سے مسلمان قومیں موت کی دہلیز تک پہنچ گئی ہیں۔

اے خدائے بزرگ و برتر! میں ایسے لوگوں کے اعمال سے بے زاری کا اعلان کرتا ہوں اور کفار کی ظالمانہ پابندیوں میں جکڑے ہوئے مظلوم مسلمانوں کی مدد نہ کرنے پر معافی چاہتا ہوں۔

اے عالم اسلام کے علما! یہ زخم چاہے کتنے ہی گہرے کیوں نہ ہوں اور بحران جتنا بھی شدید ہو ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل ہے اللہ بہت مہربان ہیں اور یہ زخم بھر جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور بشارت دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک جماعت ایسی ہوگی جو حق کے لیے لڑے گی اور ہمیشہ غالب رہے گی اور مخالفت کرنے والوں کی مخالفت ،بدخواہوں کی بدخواہی اور ملامت کرنے والوں کا طعن وتشنیع ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر فرما دیں یعنی قیامت کا اعلان فرما دیں اور یہ جماعت اپنے عزم پر ڈٹی رہے گی۔آپ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحم فرمایا اور ان کو امارت اسلامیہ کا تحفہ دیا جو کہ اللہ کی شریعت کے نفاذ اور توحید کے جھنڈے کی بلندی کے لیے کوشاں ہے۔یہ تحفہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی زیر قیادت امارت اسلامیہ افغانستان ہے۔پس آپ پر یہ واجب ہے کہ لوگوں کو امارت اسلامیہ کی طرف دعوت دیں اور سیلاب کی طرح بہنے والے بین الاقوامی کفر کے مقابلے میں جان اور مال سے مدد کریں اور کفر کے خلاف اس کے شانہ بشانہ لڑیں۔امید ہے کہ آپ حضرات کفر کے مقابلے کے لیے اپنی کانفرنس کے ایجنڈے میں مندرجہ ذیل موضوعات کو بھی شامل فرمائیں گے:

۱۔جان سے:

تمام ممکنہ وسائل کے ساتھ امارت اسلامیہ کی حمایت کے لیے لوگوں کو دعوت اور جہاد کے لیے نوجوانوں کو ترغیب، کیونکہ جہاد ہی اس دور کا سب سے بڑا اور اہم فریضہ ہے۔

۲۔مال سے:

متموّل اور دولت مند افراد کو ترغیب دی جائے کہ دامے درمے سخنے اور قدمے امارت اسلامیہ کے ساتھ امداد کریں۔اپنے اموال کی زکوۃ میں امارت اسلامیہ کو حصّہ دار بنادیں اور امارت اسلامیہ کی حدود میں نفع بخش کاروباری سرگرمیوں کے لیے آگے آئیں۔

۳۔زبان سے:

امارت اسلامیہ کی اور اس کے شرعی امیر کی اطاعت کے بارے میں فتویٰ صادر کرنا۔اس مناسبت سے میں آپ سب اور دنیا والوں کو یہ تاکید کرتا ہوں کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھوں پر بیعت کرنا فرض ہے اور یقیناً میں نے بالفعل ان کے ہاتھوں پر بیعت کی ہے۔

اپنے اس عمل کی دلیل کے طور پر بہت سارے شرعی نصوص میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث نقل کرتا ہوں جو فرماتے ہیں:

تلزم جماعة المسلمين و امامهم

''مسلمانوں کی جماعت اور اس کے امام کا ساتھ دو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا قول ہے:

من مات وليس في عنقه بيعة مات موت الجاهلية(رواه مسلم)

''جو مرگیا اس حالت میں کہ اس کے گلے میں بیعت نہیں تھی تو گویا وہ جاہلیّت کی موت مرگیا''۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے اس جم غفیر کے سامنے جو کہ دین کی محبت اور آپ سے تعلّق کی بنیاد پر یہاں جمع ہوگئے ہیں اور آپ کی ہدایات کے منتظر ہیں یہ برملا اعلان کریں کہ عزت اور کامیابی جہاد ہی میں ہے،قرون اولیٰ کے مسلمان اسی جہاد کی برکت سے عزت وشرف کے اعلیٰ وارفع مقام تک پہنچے تھے اور آنے والی مسلمان نسلیں بھی اسی جہاد کی برکت سے معزز بن جائیں گی اور ان کی تکلیف اور غربت ختم ہوجائے گی۔

مسلمانوں کو اس بات کا درس دے دیں کہ جہاد کا اصل مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک ایک ایسی جماعت نہ ہو جس کا ایک امیر پر اتفاق ہو چکا ہو اور اس کی بات سنتے ہوں،جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے اور میں ان پانچ چیزوں کا حکم تمہیں دیتا ہوں: سننے اور اطاعت کا، جہاد کا، ہجرت کا اور اتفاق واتحاد کا، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت کے بقدر دور ہوتا ہے تو گویا اُس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے اتار دیا الّا یہ کہ وہ واپس لوٹ آئے اور جو جاہلیّت والی آواز لگائے گا تو وہ جہنّم کا ایندھن ہے''۔

اس لیے اے اللہ کے بندو! اللہ کی آواز لگایا کرو جس نے تمہارا نام مسلم اور مومن رکھا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

4 مارچ: صوبہ اروزگان.........ضلع چارچینہ..................بارودی سرنگ دھماکہ..................ایک رینجر زگاڑی تباہ..........4 فوجی ہلاک

شیخ اسامہؒ......امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی نظر میں

عثمان یوسف

امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ، شیخ اسامہؒ کے دل میں شیخ اسامہؒ کا بے حد عزت و احترام تھا۔ آپ نے شیخؒ اور اُن کے تمام مجاہد ساتھیوں کے لیے اپنے دل کے دروازے کھولے، اُنہیں پناہ دی، اسی لیے شیخؒ نے افغانستان کو اپنا مستقل مستقر بنایا۔ امیر المومنین نے عالم کفر اور اُس کے حواریوں کے تمام تر دباؤ کے باوجود شیخؒ کی نصرت سے ہاتھ کھینچنے سے انکار کیا، آپ کا یہ اقدام تاریخ اسلام میں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے شیخؒ کی ذات کو کفار کے حوالے کرنے سے قطعی انکار کیا اور اس کے عوض پوری امارتِ اسلامیہ کے سقوط کو قبول کر لیا۔ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ امیر المومنین سے اُس ملاقات کی روداد بیان کرتے ہیں جب سقوطِ امارت اسلامیہ سے قبل پاکستان کے کچھ علما کا وفد امیر المومنین سے ملاقات کے لیے گیا تا کہ افہام و تفہیم کا کوئی راستہ تلاش کیا جا سکے۔ اس وفد کو امیر المومنین نے کن الفاظ میں جواب دیا، وہ مولانا مدظلہ العالی یوں بیان کرتے ہیں:

> ''جن علما کو امیر المومنین کے پاس بھیجا تھا، میں اُن کا ترجمان تھا، مولانا مفتی تقی صاحب متکلم اور میں اُن کی تقریر پر پشتو میں اور امیر المومنین کے پشتون زبان میں جوابات کو اردو میں ترجمہ کرتا تھا۔ جب علما نے امیر المومنین کی غیرت ایمانی کو دیکھا' مولانا سلیم اللہ اور سب علما رونے لگے کہ خدا کی قسم یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کے لوگ ہیں جو اس زمانے میں آئے ہیں۔ ملا عمر نے کہا کہ ''میں اسامہ کے بارے میں دعائیں مانگتا ہوں کہ مولا! اس کی زندگی کو دراز فرما، میں تمام رات روتا ہوں، مدینہ منورہ سے جو آدمی جہاد کے لیے آیا ہے، میں اُن کو کفار کے حوالے کیسے کروں؟''

امیر المومنین ملا عمر مجاہد نصرہ اللہ کے لیے شیخ اسامہؒ کس قدر اہمیّت کے مالک تھے؛ وہ امیر المومنین کے اپنے الفاظ سے عیاں ہے، آپ نے مختلف مواقع پر شیخؒ کی کفار کو حوالگی کے متعلّق فرمایا:

> تمام حکومتیں ہمارے مقابلے پر آ ئیں تو بھی دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اسامہ کو حوالے کرنے پر مجبُور نہیں کر سکتی۔ شیخ اسامہ ہمارے مہمان ہیں انہیں ہم کسی دباؤ یا لالچ پر کسی کے بھی حوالے نہیں کر سکتے، کوئی بھی غیرت مند مسلمان کسی مسلمان کو کسی کافر کے حوالے نہیں کر سکتا۔ ہم اسامہ کی حفاظت آخر دم تک کریں گے اور ضرورت پڑی تو ان کی حفاظت اپنے خون سے کریں گے۔

> پورا افغانستان بھی اُلٹ جائے اور ہم تباہ و برباد بھی ہو جائیں تو بھی شیخ اسامہ کو کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ میری غیرت برداشت نہیں کرتی کہ کسی مسلمان کو کافر کے حوالے کروں۔ ہماری قوم اسلامی غیرت سے سرشار ہے اور ہم ہر قسم کے خطرات کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ امریکہ جو کرنا چاہتا ہے کر لے، ہم بھی جو کر سکتے ہیں کریں گے۔

....

> جب تک ہمارے اندر خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے ہم شیخ اسامہ کی حفاظت کریں گے، خواہ افغانستان کے سب گھر تباہ ہو جائیں، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور لوہا پگھل جائے ہم پھر بھی اسامہ کو حوالے نہیں کریں گے۔

....

اکتوبر ۱۹۹۹ء میں اقوام متحدہ نے قرار داد پاس کی کہ اگر افغانستان نے ایک ماہ کے اندر اندر شیخؒ کو امریکہ کے سپرد نہ کیا تو اُس پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔ اس پر بی بی سی نے امیر المومنین نصرہ اللہ کا انٹرویو کیا، اس انٹرویو میں آپ نے جو جواب ارشاد فرمائے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

بی بی سی: اقوام متحدہ نے ان پابندیوں کے نفاذ کے لیے ایک مہینہ کی مدت مقرر کی ہے تو اس عرصہ میں آپ ان سے مذاکرات کیوں نہیں کر لیتے؟

امیر المومنین نصرہ اللہ: مذاکرات کے لیے ہم تیار ہیں لیکن اسامہ کی سپردگی کا مسئلہ ہمارے لیے نہایت ہی مشکل ہے۔

بی بی سی: طالبان اتنی کامیابیوں کے باوجود ایک شخص کی وجہ سے پورے ملک کو خطرے میں ڈال رہے ہیں تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا؟

امیر المومنین نصرہ اللہ: یہ ایسی بات نہیں جو دائرہ اسلام سے باہر ہو اور ہم اس پر مصر ہوں یا ہم ذاتیات کی بنیاد پر کر رہے ہوں، ایسا ہم ذاتی خواہش کی وجہ سے نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ قانونِ اسلامی ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس بات کو مان لیں۔ نہ ہی دین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی مسلمان کو کفار کے سپرد کریں۔

امیر المومنین نصرہ اللہ نے یہ ایمان افروز اور مسکت جواب دے کر بڑی بڑی طاقتوں کے منہ بند کر دیے تھے۔ آپ اپنے اس موقف پر ہمیشہ قائم رہے یہاں کہ امریکیوں نے افغانستان پر یلغار کر دی اور امارت اسلامیہ کا سقوط ہو گیا۔ مگر انہوں نے ایک مسلمان کی حرمت اور اسلامی احکام پر آنچ نہیں آنے دی۔

4 مارچ: صوبہ ہلمند..................ضلع سنگین..................مجاہدین اور پولیس کے مابین شدید جھڑپ..........7 پولیس اہل کار ہلاک

مہاجر، مجاہد، مرابط وشہید فی سبیل اللہ.....شیخ ابوخالد السوری رحمہ اللہ

شہیدِ فتنہ شیخ ابوخالد السوری رحمہ اللہ کی شہادت پر شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری دامت برکاتہم کا تعزیتی بیان

خونِ مسلم کی حرمت کے بارے میں شیخ عطیۃ اللہ اللیبی رحمہ اللہ کے بیان میں سے ایک اقتباس:

ایک مسلمان نفس کی عظمت وعزت اور خونِ مسلم کی حرمت کو بیان کرنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہی کافی ہے: لزوال الدنیا اھون عند اللہ من قتل رجل مسلم ''اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہونا ایک مسلمان کے قتل کے مقابلے میں بہت ہلکی بات ہے''......چاہے دنیا کو زوال آ جائے، ہماری تنظیمیں اور جماعتیں ختم ہو جائیں اور تمام منصوبے ناکام ہو جائیں لیکن ہمارے ہاتھوں پر کسی بے گناہ مسلمان کا خون نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بہت واضح اور طے شدہ مسئلہ ہے۔

بسم اللہ والحمدللہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ و آلہ و صاحبہ و من والاہ۔

ساری دنیا کے مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد۔ آج مجھے امتِ مسلمہ کو بیک وقت مبارک باد بھی پیش کرنی ہے اور تعزیت بھی!

مبارک باد تو بطلِ عظیم، مہاجر ومجاہد ومرابط اور قید وبند کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے والے شیخ ابوخالد سوری (رحمہ اللہ) کی شہادت پر پیش کرنی ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ان پر اپنی ڈھیروں رحمتیں نازل کرے اور ہمیں ذلت وندامت اور فتنوں سے بچا کر ان سے ملا دے۔

جہاں تک تعزیت کا تعلّق ہے تو وہ شام کی مقدس سرزمین پر اٹھنے والے گھمبیر فتنے کے بارے میں کرنی ہے اور اس بے وقوف مجرم کے لیے جو اس فتنے میں پڑ کر دھوکہ کھا گیا۔ جسے کسی اکسانے والے نے' جہالت، ہوائے نفس، دشمنی اور برتری کے لالچ میں شیوخِ جہاد میں سے ایک عظیم شخصیت کے قتل پر آمادہ کر دیا۔

وہ شیخ جنہوں نے اپنی جوانی کی بہار جہاد میں لگا دی اور ساری عمر مجاہدین کی تربیت اور حق کی نشر واشاعت میں گزار دی۔ اسیری کو صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کیا اور راہِ حق کی تکلیفوں اور آزمائشوں کی شدت ذرا بھی ان کے ارادے اور عزم کو ڈگمگا نہ سکی۔ میں ان کو روس کے خلاف جہاد کے دنوں سے جانتا ہوں۔ تب سے لے کر پاکستان میں ان کی گرفتاری تک سارا عرصہ انہوں نے استاد المجاہدین الشیخ ابومصعب السوری (اللہ ان کو جلد رہائی عطا کرے) کے قریبی رفیق کے طور پر گزارا۔ دس سال قبل ان کی گرفتاری سے کچھ عرصہ پہلے ان کا آخری پیغام جو مجھے موصول ہوا وہ میرے اس بیان کی تائید میں تھا جس کا عنوان تھا: ''انما النصر صبر ساعۃ'' (بے شک فتح ایک گھڑی صبر کے فاصلے پر ہے)۔ پھر جلد ہی وہ گرفتار ہو گئے اور ہمارا رابطہ منقطع ہو گیا۔ یہاں تک کہ شام کی مبارک انقلابی تحریک کھڑی ہوئی اور ایسی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے علمِ جہاد بلند ہوا جو شریعت کی حاکمیت قائم کرے، عدل اور شورائیت کو نافذ کرے، مسجدِ اقصیٰ اور تمام مسلم مقبوضات کو آزاد کرائے۔ جو مظلوموں کی دادرسی کرے اور اسلامی ممالک کو غیروں کی غلامی اور داخلی فساد سے نجات دلائے۔ شیخ ابوخالد رحمہ اللہ کو جب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بعثی نصیریوں کی قید سے رہائی عطا فرمائی تو اللہ کی مدد سے ہمارے درمیان دوبارہ رابطہ قائم ہو گیا۔ وہ میرے اور میرے رفقا کے لیے بہترین ناصح اور مشیر تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ رہا ہونے تک سات سال اپنے استاذ اور رفیقِ سفر شیخ ابومصعب السوری کے ہمراہ رہے۔ ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ وہ ہمارے محبوب بھائی ابومصعب حفظہ اللہ کو جلد از جلد رہائی عطا فرمائے۔ انہوں نے مجھے آگاہ کیا کہ وہ شام میں اسی فتنے کو اٹھتا ہوا دیکھ رہے ہیں جسے پشاور میں کھڑا کیا گیا تھا۔ جہالت، ہوائے نفس اور ظلم کا فتنہ! ایسا فتنہ جس میں محض افواہوں اور شبہات کی بنا پر اور طمع اور خواہشاتِ نفس کی تسکین کے لیے جانیں ضائع اور عزتیں پامال کر دی جاتی ہیں۔ اس فتنے سے مجھے پشاور کے دور کا ایک کرب انگیز لطیفہ یاد آیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں اپنے محبوب بھائی شیخ ابومحمد المقدسی (اللہ ان کو ہر پریشانی سے محفوظ رکھے اور جلد رہائی عطا کرے) سے ملنے گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ ''ایک گروہ اس وجہ سے میری تکفیر کرتا ہے کہ میں افغان مجاہدین کی تکفیر نہیں کرتا''۔ وہ مسکرائے اور کہنے لگے: ''آپ نہیں جانتے کہ وہ میری اس وجہ سے تکفیر کرتے ہیں کہ میں آپ کی تکفیر نہیں کرتا''۔

یہ وہی جہالت، ہوائے نفس اور طمع ہے جس نے امیر المومنین ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حرمت کا بھی پاس نہیں رکھا۔ جاہل اور خواہشاتِ نفس کے بندوں نے انہیں اس حال میں قتل کیا جب وہ قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ پھر انہی لوگوں نے امیر المومنین اسداللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حرمت کا بھی لحاظ نہیں کیا اور ان میں سے ایک نے ان پر اس وقت حملہ کیا جب وہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ وہ فتنہ ہے جسے شیخ ابوخالد رحمہ اللہ بھانپ گئے تھے اور اس سے خبردار کر رہے تھے، اللہ سبحانہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ وہ اسی فتنے سے شہادت پا گئے۔ آج

5 مارچ: صوبہ ہلمند.......ضلع گریشک.......امریکی اور افغان فوجیوں کے قافلے کو مجاہدین نے نشانہ بنایا.......ایک ٹینک تباہ اور 4 فوجی ہلاک

اس فتنے میں احترام، بزرگی اور سبقت کی کوئی اہمیّت نہیں ہے۔ اس میں ہجرت و جہاد، اسیری پر صبر اور راہِ حق پر ثبات کوئی معنی نہیں رکھتے۔

آج ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس فتنے کا راستہ روکے اور اس کے خلاف رائے عامہ بنائے اور ہر اس فرد کے خلاف بھی جو اس فتنے میں آزاد، غیر جانب دار شرعی فیصلے پر راضی نہ ہو اور میں ''آزاد، غیر جانب دار'' پر زور دیتا ہوں۔ کیوں کہ ایسی تحکیم کا کوئی اعتبار نہیں جس میں جھگڑنے والے فریقین خود ہی منصف ہوں۔ ہر مسلمان اور مجاہد پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں سے برأت کا اظہار کرے جو ایسے غیر جانب دار شرعی فیصلے سے انکار کریں۔

ہر مسلمان مجاہد کا فرض ہے کہ مجاہدین کے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگے اور ان کے مراکز کو تباہ کرنے اور ان کے شیوخ کو قتل کرنے سے انکار کردے۔ وہ شیوخ جو اکابر مجرمین کا ہدف ہیں، جنہیں شہید کرنے کے لیے کفار ہر طریقے سے کوشش کر رہے ہیں...... یہ جاہل نادان اٹھے اور ان کا ناحق خون کر دیا۔ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے ہرگز تعاون نہ کریں جو مجاہدین کے مراکز پر دھماکے کرتے ہیں یا ان کے لیے بارودی گاڑیاں یا بم بار روانہ کرتے ہیں اور اس فتنے کی کسی صورت حمایت نہ کریں۔

جو کوئی اس فتنے میں مبتلا ہو چکا ہے وہ یاد رکھے کہ وہ اپنے ہاتھوں دشمنانِ اسلام کے وہ مقاصد پورے کر رہا ہے جو وہ اپنے سارے وسائل استعمال کر کے بھی حاصل نہیں کر سکے۔

مجاہد و مہاجر، مرابط و مصابر شیخ ابو خالد السوری رحمہ اللہ کے قتل سے مجھے، جماعتِ اسلامیہ المقاتلہ الجزائر کے ہاتھوں دو عظیم شیوخ محمد سعید اور رجّام رحمہم اللہ کے قتل کا واقعہ یاد آ گیا۔ جو اس جماعت کی معنوی اور پھر مادی موت کا سبب بن گیا۔ اس جرم میں کون ملوث ہے یہ معاملہ مخفی نہیں رہے گا اور ابھی نہیں تو کچھ عرصہ بعد پتہ چل جائے گا۔ جیسے پہلے جماعت اسلامیہ مقاتلہ نے بھی شیخین محمد سعید اور رجّام رحمہم اللہ کے قتل سے انکار کیا تھا۔

اے ابو خالد ہم آپ کے رحمان و رحیم رب سے دعا گو ہیں، سوال کرتے ہیں کہ ہجرت و جہاد اور اسیری گزارتے گزارتے آپ پر آنے والے بڑھاپے پر رحم فرمائے۔ آپ کے گناہوں کی مغفرت فرمائے، آپ کے درجات بلند کرے اور آپ کو اجر سے محروم نہ کرے اور آپ کے فراق میں غمگین اہلِ خانہ، ساتھیوں، چاہنے والوں اور تمام انصارِ جہاد کو صبر دے۔

شيخ الوغى فارحل لربک راقيًا * *درج الشهادة فائزًا مأجورا

شیخ مردِ میدان شہادت اور اجرِ عظیم پا کر اپنے رب کے حضور کامیابی کے بلند مرتبے پر فائز ہو گئے۔

ليثٌ يدافع عن عرينٍ غاضبًا * *متقدمًا أشباله منصورا

وہ شیر جس نے دھاڑ کر اپنی کچھار کا دفاع اور اپنے بیٹوں کی نصرت کی

بدرٌ تقاصرت الدياجي دونه * *شمسٌ تغالب بالحقائق زورا

ایسا بدرِ روشن؛ راتیں جس کے بغیر اندھیری ہیں۔ ایسا شمس جو حقائق کے اجالوں سے جھوٹ پر غالب آ گیا۔

طودٌ شموخٌ طامحٌ لا ينحني * *تنبو العواصف دونه مقرورا

عزم و عظمت کا نہ جھکنے والا جبلِ عظیم، طوفان جس سے ٹکرا کر اپنا رخ بدل لیں۔

لم تكتسب منک النوائب هنةً * *أو تنتزع منک الخطوب فتورا

مصائب آپ سے کچھ چھین نہ سکے نہ ہی شدائد آپ کو کمزور کر سکے

أمضيت عمرک هجرةً وتزهدًا * *ورحلت عنا بالثنا موفورا

آپ نے ساری عمر ہجرت و زہد میں گزار دی اور ہم سے وافر ثنا کے ساتھ رخصت ہوئے

رافقت أستاذ الجهاد المصطفى * *في هجرةٍ ومطاردًا وأسيرا

آپ نے ہجرت، روپوشی اور اسیری میں اپنے استادِ جہاد مصطفیٰ (شیخ ابو مصعب) کی رفاقت نبھائی۔

فرقيت في قمم الثغور مجاهدًا * *وربحت في قيد السجون أجورا

آپ نے اگلے مورچوں میں جہاد کیا اور تعذیب خانوں کی قید میں اجرِ عظیم کمایا۔

حتى أتتک من الجهالة غدرةٌ * *لم ترع سبقًا أو تؤد شكورا

حتیٰ کہ جہالت کا غدر بپا ہوا جس میں نہ سبقت کی رعایت ہے نہ خدمات کا تشکر

لكنها نالت عليًا قبلكم * *عثمان أيضًا صابرًا مغدورا

لیکن اسی فتنے نے پہلے بھی علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔

هذا الذي قد كنت تحذر شره * *فكتبت منه محذرًا ونذيرا

اسی کے شر سے آپ پریشان تھے اور ہمیں خبردار کر رہے تھے

وخشيت عقباه فقمت مناصحًا * *بنصوع رأيٍ مخلصًا ومشيرا

آپ اس کے انجام پر متفکر تھے اس لیے شفاف اور مخلص رائے سے نصیحت و مشورہ دے رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

6 مارچ: صوبہ کابل.................. ضلع سروبی .... بارودی سرنگ دھماکہ.................. ایک نیٹو ٹینک تباہ.................. 5 اہل کار ہلاک

اگر تمہارا امیر تمہیں مجاہدین پر زیادتی کا حکم دے تو ہرگز اس کی اطاعت نہ کرو

انٹرویو شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری دامت برکاتہم

ادارہ السحاب کو دیے گئے شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری دامت برکاتہم کے اس ساتویں تفصیلی انٹرویو کا مکمل متن نوائے افغان جہاد میں قسط وار شائع کیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

پوری دنیا میں بسنے والے ہمارے مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ادارہ السحاب آپ کی خدمت میں اس وقت شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم کے ساتھ ساتواں انٹرویو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے ہم سب کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین

سب سے پہلے ہم شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اهلاً وسهلاً

۱۔ صلیبی صہیونی قوتوں اور ان کے آلہ کاروں کے خلاف مجاہدین کی جنگ شروع ہوئے تیرہ سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ جب کہ ابھی تک جنگ پورے زور وشور سے جاری ہے۔ آپ کے خیال میں جیت کا پلڑا کس کے حق میں رہا؟

شیخ دامت برکاتہم: جیت کا پلڑا اسی کے حق میں ہے جو میدانِ جنگ سے بھاگا نہیں! عراق سے کون بھاگا اور کون نہیں؟ اور افغانستان سے کون بھاگنے کی تیاری میں ہے اور کون ثابت قدم ہے؟

۲۔ لیکن اوباما نے بار ہا یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس نے القاعدہ کو شکست دے دی ہے اور اس نے اس بات کا اعادہ اپنے سٹیٹ آف دی یونین کے حالیہ خطاب میں بھی کیا ہے۔

شیخ دامت برکاتہم: اوباما کے ان دعووں سے مجھے متنبّی کا وہ شعر یاد آ رہا ہے جس میں وہ کہتا ہے:

زندگی اس شخص کے لیے مشکلات سے پاک ہے
جو ماضی سے بے خبر اور توقعات سے غافل ہو
جو حقائق سے صرف نظر کرتے ہوئے خود کو دھوکے میں رکھے
اور طلبِ محال میں جُتا رہے

دراصل اوباما اپنے سننے والوں کی عقل کا ذرہ بھر رحم نہیں کھاتا، اسی خطاب میں وہ یہ بھی کہتا دکھائی دیتا ہے کہ القاعدہ عراق، شام، یمن، صومالیہ، الجزائر اور مالی میں پھیلتی جا رہی ہے جب کہ اس کے باوجود کانگریس کے اراکین اس کے لیے تالیاں بجاتے رہے، کیونکہ اس وقت ان کا اصل غم افغانستان سے کم از کم خسائر کے ساتھ بھاگنا ہے۔ اوباما کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ ہر آنے والا دن مختلف علاقوں میں القاعدہ کے پھیلاؤ میں اضافہ کر رہا ہے۔

پھر اس سے اہم تر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے القاعدہ ایک تنظیم یا جماعت ہونے سے پہلے ایک پیغام ہے اور اس معنی میں یہ عالم اسلام اور دنیا کے دیگر ضعیف طبقات میں اور بھی زیادہ پھیل رہی ہے۔

محترم بھائی! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امریکہ ایک ایسی استعماری قوت ہے جو مسلسل روبہ زوال ہے، یہ دو بڑی جنگوں میں ہار چکی۔ مالیاتی بحران نے الگ سے اس کا گلا گھونٹ رکھا ہے اور بے پناہ دفاعی اخراجات مسلسل اسے کھوکھلا کر رہے ہیں۔ پھر جلتی پہ تیل کا کام نیویارک، واشنگٹن اور پنسلوانیا پر گیارہ ستمبر کی مبارک کارروائیوں نے کر دیا۔

یہاں سے امام مجدد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی عبقری سوچ واضح ہوتی ہے جب انہوں نے کہا تھا کہ آج ہم اسلامی دنیا کے نقشے کو بدلنے میں مصروف ہیں جس پر مستقبل میں خلافت کے سائے تلے صرف ایک ہی اسلامی ریاست ہوگی۔

۳۔ لیکن شیخ اسامہ کو تو وہ شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے اور مجاہدین کے دیگر بہت سے قائدین کو بھی۔ پھر آپ کیسے ہیں کہ انہوں ں نے اپنے اہداف حاصل نہیں کیے؟

شیخ دامت برکاتہم: اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے نوجوانی کی عمر سے خود کو دین پر فدا کر رکھا تھا اور بالآخر وہ جہاد کے اعلیٰ ترین مرتبے یعنی مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اُن کی شہادت نے انہیں روشنی کا ایسا مینار بنا دیا ہے جو امت کو ہمیشہ فداکاری اور قربانی پر ابھارتا رہے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ اپنے پیاروں کی جدائی بڑی سخت ہوتی ہے لیکن مجاہد امت ان باتوں سے شکست نہیں کھایا کرتی۔ امریکیوں نے اس سے پہلے ویت نام، صومالیہ، عراق اور افغانستان میں بھی بے حساب خون کی ہولی کھیلی، لیکن ان سب جگہوں پر آخر کار شکست ہی اس کا مقدر بنی۔

۴۔ بغیر پائلٹ کے ڈرون طیاروں کے حملے مسلسل جاری ہیں اور اب تو ان کا دائرہ کار صومالیہ، یمن، ایک دفعہ پھر سے عراق اور شاید آنے والے دنوں میں شام تک پھیلتا جا رہا ہے۔ کیا آپ اسے مجاہدین کے خلاف ایک کامیاب اور فعال حربے کے طور پر نہیں دیکھتے؟

شیخ دامت برکاتہم: ڈرون حملے جاری رہیں گے اور شاید مزید بڑھ جائیں لیکن جہاں تک ان کی فعالیت کا تعلّق ہے تو اس کا جواب قطعاً نفی میں ہے۔ امریکہ پاکستان اور افغانستان میں ڈرون حملے کر رہا ہے لیکن پھر بھی مات کھا رہا ہے۔

11 مارچ: صوبہ پروان .... ضلع سیاہ گرد .... مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ .... 1 امریکی فوجی اور 2 افغان اہل کار ہلاک

اس سے قبل عراق میں کیے اور پھر بھی شکست سے دوچار ہوا۔

یہ بھی جان لیں کہ اگر امریکہ ان جاسوسی طیاروں سے بم باری نہ کرتا تو پھر لازماً بڑے جہازوں سے کرتا۔ جب کہ آزادی کی جنگوں میں قابض قوت جتنی چاہے قساوت کا مظاہرہ کرلے بالآخر اسے شکست کا سامنا ہی کرنا پڑتا ہے۔

گزشتہ تیرہ سال میں ہم نے اس غاصب کو اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ مجاہدین نے فتح کی قیمت اپنے اور اپنے پیاروں کی جانوں کے نذرانے پیش کرکے اور اپنے اسیروں پر صبرو ثبات سے ادا کی ہے، اسی لیے آج ان بم باریوں کے باوجود فتح ان کے قدم چوم رہی ہے اور ہزیمت امریکیوں کا مقدر بن چکی ہے۔ اور پھر آپ کیسے ان جاسوس طیاروں کو کارگر کہہ سکتے ہیں جب کہ اوباما خود حقیقت کا معترف ہے کہ القاعدہ مزید پھیلتی چلی جارہی ہے۔

۵۔ جاسوسی طیاروں کے اس نظام کے پیچھے خود زمینی جاسوسی اور اس مقصد کے لیے جواسیس کی بھرتی کا بھی ایک پورا نظام ہے۔ آپ اس ناپاک جنگ کا مقابلہ کیسے کرتے ہیں؟

شیخ دامت برکاتہم : آپ نے درست کہا، یہ واقعی ایک ناپاک جنگ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہی اور اس کا مقابلہ مختلف درجات پر کرتے ہیں جن میں امنیاتی اقدامات، دعوت اور قضاء سب شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِن تَكُونُوا۟ تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّهِ مَالاَ يَرْجُونَ (النساء: ۱۰۴)

''اگر تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اُنہیں بھی تکلیف پہنچتی ہے جب کہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے جو امید ہے وہ اُنہیں نہیں''۔

اس جنگ میں وہ ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں اور ہم اُنہیں۔ اللہ کے شیر ابودجانہ خراسانی رحمہ اللہ نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا اسے کون بھلاسکتا ہے! ان شاء اللہ ایک دن آئے گا کہ حقائق سے پردہ اٹھے گا اور اس جنگ میں کفار کی جانب سے شریک ہو کرامت اور مجاہدین کی پیٹھ میں نشتر گھونپنے کی پاکستان نے جو خیانت کی ہے وہ سب کے سامنے منکشف ہوگی۔

چنانچہ جو کوئی بھی اس ناپاک جنگ کا حصّہ ہے میں اسے پورے اخلاص کے ساتھ یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ وقت ختم ہونے سے پہلے توبہ کرلے۔ یہ بات اسے اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ہم مجاہدین اللہ تعالیٰ کی توفیق و نصرت سے اپنے شہدا کا بدلہ نہیں چھوڑیں گے اور آخری سانس تک مجرمین کا پیچھا کریں گے۔ یہ لوگ مجھے اچھی طرح سن سکتے ہیں اور مجاہدین کی سنجیدگی سے وہ خود بھی واقف ہیں۔ یہ کمزور اور در بدر مجاہدین جنہوں نے امریکہ کے تجارتی اور عسکری مراکز کو عین ان کے گھر میں جا کر ضرب لگائی، ان کی اپنے رب سے یہ التجا ہے کہ وہ اُنہیں ہر اُس جاسوس اور خائن پر قدرت عطا فرمائے جو اعلانیہ توبہ نہیں کرتا اور اپنی توبہ کی سچّائی ثابت کرنے کے لیے خود کو اس کام پر لگانے والے اور اس کام میں تعاون کرنے والے کی معلومات نہیں دیتا۔

میری تمام مجاہدین اور ہر غیور مسلمان سے بھی یہ استدعا ہے کہ وہ مجاہدین کے شہدا کا بدلہ ان جواسیس اور خائنین سے لینا ہرگز نہ بھولیں اور اس بدلے کو نسل بعد نسل آنے والے لوگوں تک منتقل کریں۔ کیا ان لوگوں کو واضح پیغام پہنچ گیا؟ اے اللہ میں نے اپنی جانب سے پیغام پہنچادیا۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ متنبّی کہتا ہے:

میرے ہنسنے نے جاہل کو جہالت میں اور بڑھا دیا
یہاں تک کہ اسے آہنی ہاتھ اور جبڑے نے جکڑ لیا
اگر تم شیر کے دانت نکلے ہوئے دیکھو
تو ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ شیر مسکرا رہا ہے

۶۔ چلیے اب شام کا رخ کرتے ہیں۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس وقت اہم ترین معرکہ ارض شام میں جاری ہے لیکن انہی دنوں میں ہم وہاں مجاہدین کی اپنی صفوں میں آپس کی جنگ کی خبریں سن رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ حالات اس نہج تک آپہنچے کہ بات جہادی رفقا کی باہمی قتل وقتال تک جا پہنچی؟

شیخ دامت برکاتہم : خواہشات نفس کے غلبے، جہالت اور ایک دوسرے پر ظلم نے حالات کے دھارے کو اس جانب موڑا ہے۔ ایک بات ہم سب کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مجاہد ہر گناہ سے معصوم نہیں ہوتا۔ وہ صغیرہ و کبیرہ دونوں طرح کے گناہ کرسکتا ہے۔ بلکہ ایسے اعمال بھی اس سے سرزد ہوسکتے ہیں جو اس کے سارے جہاد ہی کو ضائع کرکے رکھ دیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کو دنیا اور اس کی شہوت کے حصول کی جنگ میں بدل دیں۔ قرآن حکیم نے وضاحت کے ساتھ ان حقائق کو بیان کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّى هَـذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (ال عمران: ۱۶۵)

''کیا جب تمہیں ایک تکلیف پہنچتی ہے حالانکہ تم تو اس سے دو چند تکلیف پہنچا چکے ہو تو کہتے ہو یہ کہاں سے آئی، کہہ دو یہ تکلیف تمہیں تمہاری اپنی طرف سے پہنچی ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الآخِرَةَ (ال عمران: ۱۵۲)

''اور اللہ تعالیٰ تو اپنا وعدہ تم سے سچّا کرچکا تھا جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل

12 مارچ: قندہار شہر............3 فدائی مجاہدین کا انٹیلی جنس آفس پر حملہ............23 اہل کار ہلاک

کرنے لگے یہاں تک کہ جب تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ تم کو دکھادی وہ چیز جسے تم پسند کرتے تھے، بعض تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں سے آخرت کے طالب تھے''۔

ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَى طَآئِفَةً مِّنكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الأَمْرِ مِن شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ(ال عمران:۱۵۴)

''پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین یعنی اونگھ بھیجی اس نے بعضوں کو تم میں سے ڈھانک لیا اور بعضوں کو اپنی جان کا فکر لڑ رہا تھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹے خیال جاہلوں جیسے کر رہے تھے کہتے تھے ہمارے ہاتھ میں کچھ کام ہے کہہ دو کہ سب کام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے''۔

اور فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْاْ مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُواْ وَلَقَدْ عَفَا اللّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ(ال عمران:۱۵۵)

''بے شک وہ لوگ جو تم میں پیٹھ پھیر گئے جس دن دونوں فوجیں ملیں سو شیطان نے ان کے گناہ کے سبب سے انہیں بہکا دیا تھا اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا تحمل والا ہے''۔

اور میں اس امکان کو بعید از قیاس نہیں سمجھتا کہ خود مجاہدین کی اپنی صفوں میں ایسے عناصر موجود ہوں جو جہاد کے لیے نقصان کا باعث ہوں۔ضروری نہیں کہ یہ گھس بیٹھیے جاسوس یا استخبارات کے ایجنٹ ہوں، بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنا بن کر دھوکہ دے رہے ہوں، جیسے غلط مشوروں کے ذریعے یا مجاہدین کے مابین اختلاف کو ہوا دینے کے ذریعے یا پھر مالی معاونت کے ذریعے تاکہ جہادی سفر کو غلط خطوط پر چلنے پر مجبور کر دیا جائے۔

۷۔اس باہمی جنگ وجدل کے حوالے سے آپ کا موقف کیا ہے؟ اور اسے روکنے کے لیے آپ نے کیا کیا؟

شیخ دامت برکاتھم: اس حوالے سے ہمارا موقف واضح ہے کہ ہم شدت سے اس سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں اور یہ جہاد شام پر پڑنے والی ایک آفت ہے۔ یہاں یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ حکومت کی جانب سے مجاہدین کی صفوں میں افتراق پیدا کیا گیا ہوتا کہ مجاہدین ایک دوسرے کو مار مار کر ہی مر جائیں اور حکومت کے لیے اپنے ہاتھوں ان اہداف کا حصول ممکن کر دیں جو خود اس کے لیے ممکن نہ تھے۔

اس حوالے سے میں نے ایک فوری بیان بھی جاری کیا تھا جس میں مَیں نے آپس میں جنگ بند کرنے اور شرعی محکمے کی طرف معاملہ لوٹانے کی اپیل کی تھی۔ہم تمام مجاہدین سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس اختلاف کو شرعی محکمے کی جانب لوٹائیں اور سب کو اس کے احکامات کی پاس داری کا پابند کریں۔

یہ بھی ضروری ہے کہ یہ ادارہ خودمختار اور غیر جانب دار ہو۔اور شام اور شام سے باہر کے تمام مجاہدین اور جہاد کی نصرت کرنے والوں سے ہماری درخواست ہے کہ جو کوئی بھی اس شرعی محکمے کو معطل کرنے کی کوشش کرے یا اس دعوت کو قبول نہ کرے یا اس کے احکامات پر عمل نہ کرے، وہ اس کے خلاف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تحت سخت موقف اختیار کریں۔اور جس کے بارے میں یہ ثابت ہوجائے تو کوئی بھی اس کی مادی یا معنوی مدد نہ کرے، نہ اس کے ساتھ الحاق کرے اور نہ ہی اپنے بھائیوں کے مقابلے پر اس کی مدد کرے، بلکہ عالم اسلام میں اس کے خلاف رائے ہموار کرے اور اس کے افعال سے برأت کرے۔

جو کوئی بھی ایسے عناصر کی مادی یا معنوی مدد کر رہا ہے اسے اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ وہ اس طریقے سے مجاہدین کے قتل اور جہاد کی بربادی میں تعاون کر رہا ہے اور اسے اپنے رب کی جانب سے دنیا وآخرت میں اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

شرعی حیثیت کا ختم ہونا اور اعتماد کا اٹھ جانا ایک انتہائی ہولناک امر ہے۔ الجزائر میں جب مسلح اسلامی جماعت (الجیا) نے اپنی یہ حیثیت کھوئی تو وہ ختم ہوگئی۔ افغانستان میں روسی انخلا کے بعد جب مختلف گروہوں نے آپس میں جنگ سے اپنی حیثیت کھودی تو وہ ختم ہوگئے۔لیکن اس کے مقابلے پر جب امت نے طالبان کو وہ حیثیت دی تو کامیابی نے ان کے قدم چومے۔میری اس گفتگو کا مخاطب کوئی خاص تنظیم یا جماعت نہیں ہے، بلکہ میرا مخاطب بغیر کسی تقسیم وتفریق کے تمام مسلمان اور مجاہدین ہیں۔

یہاں میں ہر اس مجاہد کو جو اپنے مجاہد بھائیوں کے خلاف قتال میں یا ان کے اموال اور حرمتوں کی پامالی میں شریک ہے یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ جان رکھو کہ محض تمہارے امیر کا حکم تمہاری جان بخشی کے لیے کافی نہیں ہے۔نہ ظواہری نہ جولانی نہ حموی نہ بغدادی، کوئی تمہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سزا سے نہیں بچا سکے گا، اگر تم نے اپنے مجاہد بھائیوں پر زیادتی کی۔یہ سب لوگ قیامت کے دن بالکل عاجز اور اس بات کے محتاج ہوں گے کہ کوئی انہیں اللہ رب العزت کے سامنے جواب دہی سے بچا سکے۔سو اگر تمہارا امیر تمہیں مجاہدین پر زیادتی کا حکم دے تو ہرگز اس کی اطاعت نہ کرو، بلکہ اس سے کہو کہ وہ تمہیں اگلے محاذوں اور مورچوں پر بھیجے جہاں تم بعثی مجرم ٹولے اور اس کے صفوی حلیفوں کے خلاف جنگ کر سکو۔

اور خبردار! ہرگز خود کو اپنے بھائیوں کے درمیان یا ان کے مراکز پر مت اڑانا۔ جان رکھو! تم نے اکیلے مرنا ہے، اکیلے دفن ہونا ہے، اکیلے اٹھایا جانا ہے، اکیلے اپنے رب

13 مارچ: صوبہ ننگرہار......ضلع بٹی کوٹ......افغان اور نیٹو فوج کے مشترکہ کاررواں کو بارودی سرنگ سے نشانہ بنایا گیا......ایک بکتر بند اور ایک سرف گاڑی تباہ............4 فوجی ہلاک

کے سامنے پیش ہونا ہے اور اکیلے ہی ان سب اعمال کا حساب دینا ہے۔ان سب مراحل میں تمہارا امیر تمہارے ساتھ نہیں ہوگا۔سو تمہیں چاہیے کہ اُس عظیم دن کے لیے ابھی سے جواب تیار کرلو۔

اے مجاہد! جان رکھو کہ تم شام کے جہاد کے لیے اس لیے نکلے تا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ سربلند ہو جائے اور کافروں کا کلمہ سرنگوں، سو اپنا راستہ گم مت کر بیٹھو اور اپنا رخ مت پھیرو۔ بچو اس چیز سے کہ کچھ قائدین اپنے اقتدار، القاب، مناصب اور ذاتی مقاصد کے حصول کے لیے تمہیں استعمال کر جائیں۔ چنانچہ اگر میں بھی تمہیں اپنے مجاہد بھائیوں پر زیادتی کا کہوں تو ہرگز میری اطاعت نہ کرنا۔اور اگر میں تمہیں کہوں کہ خود کو اپنے بھائیوں کے مابین اڑا دو تو ہرگز میری اطاعت نہ کرنا بلکہ میری بات کو ٹھکرا دینا، کیونکہ میں قیامت کے دن تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔

اسی طرح شام میں اپنے بھائیوں سے میری درخواست ہے کہ وہ سیکولر قوتوں کو اس بات کا موقع نہ دیں کہ وہ انصار اور مہاجرین کے درمیان فتنہ پیدا کرسکیں اور نہ ہی کسی کو کسی مہاجر پر اس دلیل کی بنا پر کوئی زیادتی کرنے دیں کہ ہم شامی ہیں اور یہ شامی نہیں ہے۔ یہ اندھا تعصب ہے جس سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔ہم سب مسلمان ہیں اور آپ میں سے کوئی کسی مہاجر کے اہل وعیال، اس کے مال، اس کی عزت اور اس کی حرمت پر حملے کا سبب نہ بنے۔اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو یاد رکھیں، جس میں اُس نے فرمایا:

وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (الحشر: ۹)

''اور جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر اور ایمان حاصل کر رکھا ہے جو ان کے پاس وطن چھوٹ کر آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین کو دیا جائے اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں''۔

۸۔حال ہی میں قیادت عامہ کی جانب سے ایک بیان جاری ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ان کا عراق وشام میں دولت الاسلامیہ نامی جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اس فیصلے کے پیچھے کیا اسباب کارفرما ہیں؟

شیخ دامت برکاتھم: اس کے پیچھے دو بنیادی اسباب ہیں:

پہلا سبب بنیادی منہج کا اختلاف ہے۔ ہمارا منہج یہ ہے کہ اپنی قوتوں کو عصرِ حاضر کے صنم اکبر امریکہ، اس کے حلیفوں اور ان کے خائن آلہ کاروں پر مرکوز رکھا جائے اور اس مقصد کی خاطر ان کی فوج، سیکورٹی اداروں اور محارب گروہوں کو نشانہ بنایا جائے اور امت کو ان کے خلاف جہاد پر اکٹھا کیا جائے جب کہ جانبی معرکوں سے بچا جائے۔

ہمارا منہج خونِ مسلم کے معاملے میں احتیاط سے کام لینا اور بازاروں، مساجد، بستیوں اور مجاہدین کی جماعتوں کے مابین دھماکے کرنے سے گریز کرنا ہے جہاں ناحق خون بہنے کا اندیشہ بھی ہو۔اس حوالے سے شیخ اسامہ، شیخ مصطفیٰ ابوالیزید، شیخ عطیۃ اللہ اور شیخ ابویحییٰ رحمھم اللہ کے متعدد بیانات جاری ہوچکے ہیں اور خود میں بھی اس موضوع پر بارہا بات کرچکا ہوں۔اسی مقصد کی خاطر ہم نے تمام بھائیوں سے مشاورت کے بعد ''جہادی عمل کے لیے عمومی ہدایات'' نامی دستاویز بھی جاری کیا۔

اس دستاویز کو جاری کرنے کا مقصد اس ساری صورت حال سے بچنا تھا جو اب پیش آچکی ہے۔اور اب جب کہ اس فتنے کی آگ بھڑک چکی ہے تو شاید اب سب کو اس بات کا ادراک ہوا ہوگا کہ وہ کیا خطرات تھے جن سے بچنے کے لیے اس دستاویز کے ذریعے کوشش کی گئی تھی۔

اسی طرح ہمارا منہج یہ ہے کہ امتِ توحید کو کلمۂ توحید کی بنیاد پر اکٹھا کرنا اور ایسی خلافت راشدہ کے قیام کی کوشش کرنا جو شوریٰ اور مسلمانوں کی رضا سے قائم ہو۔

اسی مقصد کے لیے ہم نے وثیقۂ نصرت اسلام جاری کیا تا کہ اسلام کے لیے کام کرنے والے سب لوگوں کو ایک بنیاد پر اکٹھا کیا جاسکے۔ ہم کبھی بھی امت کو اکٹھا کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتے جب تک اُن کے ذہنوں میں ہماری تصویر جبراً مسلط ہوجانے، ان کے حقوق غصب کرنے والے یا ان پر دھونس جمانے اور زبردستی کرنے والے کی سی ہو۔

جہاں تک دوسرے سبب کا تعلّق ہے تو وہ اجتماعیت کے اصولوں کی پاس داری نہ کرنا ہے۔

۹۔مثال کے طور پر؟

شیخ دامت برکاتھم: مثال کے طور پر بغیر اجازت بلکہ بغیر اطلاع کے پوری پوری ریاستوں کا اعلان کر دینا، حالانکہ قیادت عامہ کی ہدایت یہ تھی کہ ہم نے شام میں القاعدہ کے کسی وجود کا اعلان نہیں کرنا اور اس بات پر سب کا اتفاق تھا اور خود عراقی بھائیوں کا بھی۔لیکن یک دم ہمیں اس اعلان نے حیران کر دیا جس نے شامی حکومت اور امریکہ وہ وہ موقعہ فراہم کر دیا جس کی اُنہیں تمنا تھی۔

اس کے بعد شامی عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب تھے کہ اس القاعدہ کو کیا ہوا کہ کھینچ کھینچ کر ہم پر مصائب لا رہی ہے۔کیا ہمارے لیے بشار کا ظلم کافی نہ تھا کہ اب یہ امریکہ کو بھی ہم پر مسلط کر رہے ہیں۔اسی طرح قیادت کی جانب سے صلاحیتوں کی تقسیم اور فتنے کی جنگ کو روکنے جیسے احکامات کی پابندی نہ کرنا۔

شام کے مسئلہ کے حوالے سے اس معروف فیصلے کے پیچھے بھی بنیادی سبب

15 مارچ: صوبہ ہلمند .... ضلع نوزاد .... ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ .... 3 افغان فوجی ہلاک

اس خونی فتنے کی آندھی سے بچنا تھا جو اب تک ہزاروں مجاہدین کا خون اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔اب سب کو اس بات کا اندازہ ہو چکا ہوگا کہ اگر اس وقت اس فیصلے پر عمل درآمد کر لیا جاتا تو آج ہزاروں جانیں بچ چکی ہوتیں اور تمام قوت اور وسائل مسلمانوں کا خون بہانے کی بجائے مسلمانوں کے دشمنوں پر صرف ہوتے۔

ایک اور انتہائی اہمیّت کا حامل امر یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے القاعدہ ایک تنظیم ہونے سے پہلے ایک پیغام ہے۔اور شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ اور جماعۃ القاعدۃ الجہاد میں ان کے ساتھیوں نے اس پیغام کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔کیا ہی اچھا ہو کہ اگر ادارہ السحاب شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے اپنے بھائیوں کے نام کچھ مراسلات نشر کر سکیں۔

الغرض،القاعدہ ایک تنظیم ہونے سے پہلے ایک پیغام ہے اور اگر ہم نے اس پیغام ہی کو مسخ کر دیا تو ہم ناکام ہو گئے، چاہے تنظیمی اور مادی اعتبار سے ہم کتنے ہی پھیل جائیں، کیونکہ ہم اپنی اساسی ذمہ داری کی ادائیگی میں ہی ناکام ہو گئے جو امت کو شریعت کی حاکمیت اور احیائے خلافت کے لیے اس کے دشمن کے خلاف جہاد پر ابھارنا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم امت کے سامنے قول و فعل کے تضاد سے پاک ایک صالح نمونہ اور صاف ستھرا پیغام پیش کرنے میں کامیاب ہو جائیں چاہے ہم دس لوگ ہی کیوں نہ ہوں، یہ اس سے بہتر ہے کہ ہم دسیوں ہزار ہوں لیکن امت ہم سے اور ہمارے اعمال سے متنفر ہو۔

لہٰذا جب امت یہ دیکھے گی کہ ہم لوگ تمکین اور غلبے سے پہلے ہی غنائم پر ایک دوسرے کی گردیں مارنے لگے ہیں، اس کے اہلِ فضل کو ان کا مقام دینے پر تیار نہیں ہیں، حکومت اور شوریٰ میں امت کا حق تسلیم نہیں کرتے۔اور جب امت دیکھے گی کہ ہم ایک ایسے فتنے کی جنگ لڑنے میں مگن ہیں جس میں مجاہدین کی جان، مال اور حرمت کو پامال کیا جاتا ہے۔اور جب امت دیکھے گی کہ ہم جہاد کے ثمر کو پکنے سے پہلے ہی بے سوچے سمجھے اقدامات اور انفرادی سطح پر جلد بازی میں کیے گئے فیصلوں سے ضائع کر رہے ہیں تو ایسے میں امت کس طرح ہم پر اعتماد کرے گی؟ کس طرح ہمارے شانہ بشانہ کھڑی ہوگی؟ بلکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ اس وقت ہم اپنے دشمن کو امت کے سامنے ہماری حیثیت کو بگاڑ کر پیش کرنے کا سنہری موقع دیتے ہیں اور امت کو خود سے دور کرنے کا بہترین موقع فراہم کیے ہوئے ہیں۔ایسے حالات میں سیکولر قوتیں اور امریکہ کے دم چھلے عوام سے کہیں گے کہ دیکھو یہ مجاہدین آج ایک دوسرے کے ساتھ یہ کچھ کر رہے ہیں تو کل کو تمہارے ساتھ کیا کریں گے؟

غالباً آپ نے حسن نصر اللہ کا بیان سنا ہوگا جس میں اس نے شام کی مجرم حکومت کے ساتھ مل کر جنگ کو اس بنیاد پر درست قرار دیا ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ مل کر اہلِ شام کو تکفیریوں کے جرائم سے نجات دلا رہا ہے۔حالانکہ یہ وہ حکومت ہے جو چالیس سال سے مسلمانوں کی حرمتیں پامال کر رہی ہے۔

۱۰۔لیکن پہلے آپ دولتِ اسلامی عراق کی مدح اور تعریف کیوں کرتے تھے؟

شیخ دامت برکاتہم: میں اور میرے بھائی ان میں موجود خیر کی بنیاد پر ان کی تعریف کرتے تھے۔جب کہ اس کے ساتھ ساتھ ہم بقدرِ استطاعت نصیحت، رہنمائی اور احکامات کے ذریعے اصلاح کی کوشش بھی کرتے تھے۔

۱۱۔پہلے آپ کے بارے میں ایک تاثر یہ پایا جاتا تھا کہ آپ طبیعت کے لحاظ سے متشدد ہیں اور آپ کا شمار القاعدہ کے شہبازوں میں کیا جاتا تھا جب کہ اب آپ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ نے اپنا منہج بدل لیا ہے بلکہ بعض تو آپ پر مرجئہ ہونے کا الزام تک لگاتے ہیں۔تو کیا واقعی آپ کی سوچ اور فکر میں کوئی تبدیلی آئی ہے؟

شیخ دامت برکاتہم: لوگوں کو راضی کرنا ناممکن ہے اور بڑے بڑے فیصلے ہمیشہ مشورے اور اتفاق سے کیے جاتے ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ میں نے اپنی سوچ اور فکر بدلی ہے۔

۱۲۔آپ ہمیشہ اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ مجاہدین کو چاہیے کہ وہ امت کے ساتھ اپنے تعلّق کو مضبوط کریں اور تب تک کسی قسم کی تبدیلی کی امید رکھنا عبث ہے جب تک امت مجاہدین کی صفوں میں نہ ہو، لیکن عملی طور پر ایسا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے جب کہ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ صرف اور صرف ایک نظری کلام ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلّق نہیں۔

شیخ دامت برکاتہم: افغانستان میں طالبان کا اٹھنا اور جنگی کمان دانوں کے خلاف ان کے لیے عوام کی بھرپور تائید اس کی واضح مثال ہے۔اسی طرح شام میں بھی بیش تر مجاہدین کا عوام کے ساتھ تعلّق اس کا بہترین نمونہ ہے۔

۱۳۔اسی طرح آپ اکثر امت کو مشاورتی عمل اور خاص طور پر اپنے حاکم کے انتخاب میں مشاورت میں شامل کرنے کی دعوت دیتے ہیں لیکن بعض لوگ اس پر یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ امت اس ذمہ داری کی ادائیگی کی اہلیّت نہیں رکھتی اور یہ مجاہدین میں سے کچھ چنیدہ لوگوں کا کام ہے، آپ اس اعتراض کا کیسے جواب دیتے ہیں؟

شیخ دامت برکاتہم: امت خود پر حکومت اور اپنی نمائندگی کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کرتی ہے جو شرعی اہلیّت رکھتے ہوں، نا کہ فاسق و فاجر کو جس کے دین میں کلام ہو۔لہٰذا مسئلہ چاہے نیابت کا ہو یا امارت کا یا امامت کا، امت ایسے لوگوں کا ہی انتخاب کرتی ہے جو اس منصب کے لیے ضروری شروط پر پورا اترتے ہوں۔صحیح بخاری کی روایت کے مطابق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب انصار کے ساتھ اس مسئلے پر بات کی تو آپؓ نے اس کی یہ دلیل دی کہ ’’خلافت کا یہ معاملہ قریش کے اس گروہ کے سوا کسی اور کے

18 مارچ:صوبہ کنڑ..............ضلع سرکانو ....بارودی سرنگ دھماکہ..............ایک فوجی ٹینک تباہ اور 4 فوجی ہلاک

لیے قبول نہیں ہوگا''۔

اسی طرح مصنّف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے ''لیکن تم لوگ یہ جانتے ہو کہ عرب میں قریش کی جو منزلت اور مقام ہے اس میں ان کا کوئی اور شریک نہیں اور عرب کسی ایسے شخص پر متفق نہیں ہوں گے جو ان میں سے نہ ہو''۔

پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اما بعد! اے علی میں نے لوگوں کی امارت کے مسئلے پر جب غور کیا تو اس ذمہ داری کے لیے عثمان سے بہتر کسی کو نہیں پایا، سو تم اپنے نفس کو آڑے نہ آنے دو''۔ پھر اُنہوں نے فرمایا: ''میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی سنت، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اور ان کے بعد دونوں خلفا کی سنت پر''...... چنانچہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب بیعت کی تو اس کے بعد مہاجرین و انصار، فوج کے سپہ سالاروں اور عام مسلمانوں نے بھی بیعت کی۔

۱۴۔ شام میں ایران کے عراقی اور لبنانی حلیفوں کے نصیری حکومت کے ساتھ مجاہدین کے خلاف تعاون کے پیچھے کیا راز ہے؟

شیخ دامت برکاتہم: حال کو سمجھنے کے لیے آپ اس قوم کی اور اس کے اسلاف کی تاریخ پڑھ لیں! انہیں کبھی یہ گوارا نہیں ہو سکتا کہ اہلِ اسلام کے پاس کوئی خطہ اور ریاست ہو۔ خلافت کا دوبارہ قیام اور اس کے لیے کوشش ان کے نزدیک ایک جرم ہے۔ شام میں نصیری حکومت کے سقوط سے ایران اپنے اُن حلیفوں کی نصف قوت سے محروم ہو جائے گا جو افغانستان سے لے کر جنوبی لبنان تک اپنی ریاست کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ جہادی تحریکات اسرائیل کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں لیکن اس کے باوجود یہ پوری ڈھٹائی کے ساتھ بشار الاسد کی حکومت کے دفاع میں مشغول ہیں جو چالیس سال سے زائد عرصے سے اسرائیل کی حدود کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کر رہی ہے اور اس کے باوجود حسبِ عادت ایران صاف جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے اس حکومت کو مدافعت اور مزاحمت کا رکھنے پر مُصر ہے۔ حقائق کو ان کی اصل صورت میں سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ایران پوری قوت اور ڈھٹائی کے ساتھ جنوبی لبنان تک صفوی ریاست کے قیام اور جہاد فی سبیل اللہ کے وصف سے مزین اسلامی ریاست کے قیام کی کوششوں کے خلاف جنگ میں مصروف ہے۔

۱۵۔ اہل شام کو ان مظالم اور جرائم سے نجات دلانے کا کیا رستہ ہے؟

شیخ دامت برکاتہم: راستہ اسد کی مجرم حکومت کے خلاف جہاد ہے۔ امت کے لیے لازم ہے کہ وہ اس جہاد کی ہر ممکن طریقے سے نصرت اور مدد کرے اور مجاہدین کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ کلمۂ توحید کی بنیاد پر اپنی صفوں میں اتحاد قائم کریں، کیونکہ ان کے خلاف ہونے والی سازشوں کے خلاف یہی ان کی مضبوط پناہ گاہ ہے۔ یہ کسی طور معقول بات نہیں کہ شیعہ تو متحد ہوں جب کہ اہل سنت آپس میں ہی برسرِ پیکار ہوں اور ان کی صفیں اتحاد سے خالی ہوں۔ چنانچہ سب کو چاہیے کہ وہ تنظیمی اور گروہی مصلحتوں سے بالا ہو کر امت کی مصلحت کو سامنے رکھیں چاہے اس مقصد کے لیے انہیں اپنے بھائیوں کے حق میں ایسے امور سے دست بردار بھی ہونا پڑے جنہیں وہ درست سمجھتے ہیں۔

اسی طرح ہم امت کے اہل خیر تاجروں اور اصحابِ ثروت سے بھی یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اہل شام کی امداد کے لیے آگے بڑھیں اور انہیں حکومت کے مسلط کردہ فاقوں اور محاصرے کے بیچ میں نہ چھوڑیں کہ وہ خیموں کی زندگی کی تلخیاں ہی برداشت کرتے رہیں۔ ذرائع ابلاغ میں نشر ہونے والی ان کی تصویریں سب کے سامنے ہیں جنہیں دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔

میری ایسے تمام اہلِ خیر سے بھی التماس ہے چاہے وہ میدان میں بھی مہارت رکھتے ہوں کہ وہ اہلِ شام کی امداد اور نصرت کے لیے کھڑے ہوں بالخصوص طب کے میدان میں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اگر میری استطاعت ہوتی تو میں خود ان کی صفوں میں شامل ہو کر ان کی خدمت کرتا کہ شاید میں اپنے بھائیوں کے مصائب میں کچھ کمی کا سبب بن سکوں۔ اسی طرح ایسے تمام ماہرین جو کسی بھی میدان میں مہارت رکھتے ہوں اور معیشت اور تعلیم جیسے میدانوں میں اہلِ سوریا کی نصرت کر سکتے ہوں ان کے لیے اللہ کی راہ میں نکلنا واجب ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے فتح آ جائے۔

۱۶۔ کیا لبنان میں موجود شیعہ جماعت حزب اللہ کے ساتھ محاذ کھولنا درست ہے؟ اس حوالے سے آپ کی کیا ہدایات ہیں؟

شیخ دامت برکاتہم: واللہ اعلم! اس حوالے سے میری رائے یہ ہے کہ حزب اللہ نامی اس جماعت کی حیثیت اس وقت مسلمانوں کی جان، مال اور عزت پر حملہ آور کی ہے جو کہ سب سے بڑی مجرم حکومت کی حلیف ہے۔ لہٰذا یہ ایک ایسا حملہ آور دشمن ہے جس سے ہر ممکن شرعی ذرائع سے دفاع کر کرنا واجب ہے۔ شام میں جاری جہاد کی برکت کا مظہر یہ بھی ہے کہ اس نے حزب اللہ اور اس کے سربراہ حسن نصر اللہ کا اصل چہرہ واضح کر دیا ہے۔

۱۷۔ سعودیہ مصر میں اخوان کے خلاف کھڑا ہے جب کہ یمن میں وہ انہی کی حمایت اور مدد میں مشغول ہے جب کہ شام اور عراق میں بھی وہ کسی حد تک ان کی امداد کر رہا ہے۔ اس تضاد کی آپ کیا وجہ سمجھتے ہیں؟

شیخ دامت برکاتہم: سعودیہ کی حیثیت امریکی سیاست کے لیے استعمال ہونے والے ایک آلے سے زیادہ نہیں جسے امریکہ جیسے چاہتا ہے استعمال کرتا ہے۔ مصر میں امریکہ کی سیاست یہ ہے کہ حکومت کی زمامِ کار فوج یا فوجی پس منظر رکھنے والوں کے پاس ہو جو اسرائیل کی سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اسلامی تحریکوں کو کچلنے کا کام بھی کر سکیں۔ جب کہ شام اور عراق میں اس کی سیاست ایک جانب ایران کو کمزور کرنا اور

18 مارچ: صوبہ بادغیس.................ضلع بالا مرغاب..........میں ایک فوجی چوکی پر مجاہدین کا حملہ................5 فوجی ہلاک اور 3 زخمی

ساتھ ساتھ اسلامی تحریکات سے منسوب لوگوں کو حکومت تک پہنچنے سے روکنا ہے۔اس نظر سے دیکھیں تو سعودیہ کی سیاست میں کوئی تناقض اور تضاد نظر نہیں آتا۔

۱۸۔ سعودیہ ایک جانب شام اور عراق میں اہل سنت کی مدد اور حمایت کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسری جانب شاہ عبداللہ کا کچھ عرصہ قبل جاری ہونے والا یہ حکم بھی ہمارے سامنے ہے جس میں اس نے ہر اس شخص پر بیس سال کی سزا کا اعلان کر دیا جو جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے نکلے۔اس کی کیا وجہ ہے؟

شیخ دامت برکاتھم: جیسا کہ میں نے آپ سے کہا کہ سعودیہ کی سیاست کو سمجھنے کی کنجی یہ ہے کہ وہ امریکہ کی ایک آلۂ کار حکومت ہے۔یہ سیاست ان کے باپ عبدالعزیز نے جاری کی جب اس نے جنگ عظیم دوم سے کچھ عرصہ قبل امریکی صدر روز ویلٹ کے ساتھ ملاقات میں اپنی وفاداری برطانیہ سے ہٹا کر امریکہ کے ساتھ کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۹۔ اس فیصلے کے بعد جزیرۃ العرب کے مخلص علما اور داعی حضرات پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

شیخ دامت برکاتھم: علمائے کرام اور داعی حضرات کی ذمہ داری وہی ہے جو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کی ہے اور سنت نبوی میں اس کی وضاحت موجود ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلاَ تَكْتُمُونَهُ(ال عمران:۱۸۷)

''اور جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اسے لوگوں سے ضرور بیان کرو گے اور چھپاؤ گے نہیں''۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شہدا کے سردار حمزہ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ شخص جو کسی جابر سلطان کے سامنے کھڑا ہو پھر اسے نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور اس کے نتیجے میں وہ سلطان اسے قتل کر دے''۔

اسی طرح حق کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں جہاد ور باط کے میدانوں کی جانب ہجرت کرنی چاہیے تاکہ وہ اسلام کے داخلی اور خارجی دشمنوں کے خلاف اپنی دعوت کا سلسلہ جاری رکھ سکیں اور اپنے قول کی تصدیق اپنے عمل سے کریں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی بیعت شرعی فریضہ ہے!!!

ایک اور حدیث میں ہے :'' تین چیزیں ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کا دل اس سے جی نہیں چراتا: صرف اللہ کے لیے عمل کرنا، مسلمانوں کے حکمرانوں کی خیر خواہی اور اُن کی جماعت سے چمٹے رہنا......''

مندرجہ بالا احادیث نبویہ اس کا درس دیتی ہیں کہ اسلام اس وقت تک حاکم نہیں ہوسکتا جب تک مسلمان ایک جماعت نہ بن جائیں اور جماعت امیر کا انتخاب نہ کرے اور امیر ان میں اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب اس کی اطاعت نہ کی جائے اور اس (امیر) کے تمام اوامر کی بجا آوری نہ کریں۔

مندرجہ بالا نصوص وحقائق کے پیش نظر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد وہ شرعی حاکم اور امیر ہیں جنہوں نے آج کے زمانے میں شریعت محمدی کا نفاذ کیا ہے۔

ان کے تمام فرامین بالخصوص بت شکنی، منشیات کی کاشت پر پابندی اور کفار کے حملے کے مقابلے میں ثابت قدمی اور عزم واستقامت کے بارے میں فرامین اسلامی تاریخ کے وہ موقف ہیں جو امیر المومنین کے صدق وحق پر دلالت کرتے ہیں۔

صاحب فضیلت بزرگو! اسلامی امت آپ کی طرف آس لگائے بیٹھی ہے۔اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ ببانگ دہل حق کا اعلان کر دیں اور اس راستے میں کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَداً إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيباً (الاحزاب: ۳۹)

''(اور) جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلاَ تَكْتُمُونَهُ(ال عمران:۱۸۷)

''اور جب اللہ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ (اس میں جو کچھ لکھا ہے) اسے صاف صاف بیان کرتے رہنا۔اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا''۔

آخر میں ہماری طرف سے سلام قبول فرمائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو راہ حق میں مزید ثبات واستقامت نصیب فرمائیں۔آمین

وَقُلِ اعْمَلُواْ فَسَيَرَى اللّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ(التوبۃ:۱۰۵)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی

اسامہ بن محمد بن لادن

☆☆☆☆☆

19 مارچ: صوبہ لوگر.................ضلع پل عالم شہر................امریکی اور افغان فوجی مجموعہ کو مجاہدین نے نشانہ بنایا................2 امریکی اور 2 افغان فوجی ہلاک

شام میں بہتا خون روکنے کی خاطر ایک شہادت

شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری دامت برکاتہم

بسم اللہ والحمدللہ والصلاۃ والسلام علیکم رسول اللہ وآلہ وصحبہ ومن والاہ

دنیا بھر میں بسنے والے میرے مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ شام میں مجاہدین کی صفوں میں پھیلنے والے فتنے سے متعلّق جو کچھ میں ابھی تک کہہ چکا ہوں اسی پر اکتفا کروں گا لیکن پھر میں نے دعوت و ابلاغ اور نصیحت وخیر خواہی کے محاذ پر صبر کے ساتھ کاربند اپنے قابل قدر اور محبوب مہاجر بھائی، محترم شیخ، ابوکریم ڈاکٹر ہانی السّباعی کی اپیل سنی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر قسم کے شر سے ان کی حفاظت فرمائے، حق پر انہیں ثابت قدم فرمائے اور مسلمانوں، بالخصوص مجاہدین کی اصلاح کرنے میں ان کی مدد فرمائے۔ چنانچہ میں نے استخارے اور مشورے کے بعد دوبارہ اس موضوع کو کھولنے اور بالخصوص اُن سوالات کے جوابات دینے کا فیصلہ کیا جو انہوں نے مجھ سے جمادی الاولیٰ کی پچیس تاریخ کو مقریزی ریڈیو پر نشر ہونے والے اپنے ایک خطاب میں پوچھے ہیں۔

میں یہ واضح کرتا چلوں کہ اس مسئلے پر دوبارہ بات کرنے کے پیچھے دو بنیادی وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ تو محترم شیخ ہانی السّباعی کی یہ امید ہے کہ ان سوالات کا جواب مجاہدین کے درمیان پھیلے فتنے کی آگ بجھانے میں مددگار ہوسکتا ہے، لہٰذا میں نے سوچا کہ اگر میری چند باتوں سے مسلمانوں کا بہتا خون رک جائے تو اس سے بہتر بات اور کیا ہوسکتی ہے۔

جب کہ دوسری وجہ یہ ہے کہ میں اپنے شفیق اور خیر خواہ بھائی کی اس طلب پر انکار نہیں کرسکتا اور ان کی باتوں کا جواب دینا ان کا مجھ پر حق ہے۔ میری گفتگو درج ذیل امور پر مبنی ہوگی:

ایک گواہی

ایک عدد حکم

ایک ہمدردانہ اپیل

اور ایک یاددہانی اور نصیحت۔

سب سے پہلے، جس بات کی میں گواہی دینا چاہتا ہوں وہ دولۃ عراق الاسلامیہ اور اس کے قابل احترام امیر شیخ ابوبکر الحسینی البغدادی حفظہ اللہ کے جماعت قاعدۃ الجہاد کے ساتھ تعلّق سے متعلّق ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد اور اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتے ہوئے میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ دولۃ عراق الاسلامیہ' جماعت القاعدۃ الجہاد کی تابع ایک ذیلی شاخ تھی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہاں اس سلسلے میں کچھ مزید تفاصیل بھی بیان کردوں:

1۔ جس وقت دولۃ عراق الاسلامیہ کا اعلان ہوا تو جماعت القاعدۃ الجہاد کی قیادت اور ان میں سرفہرست شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ سے نہ تو اس سلسلے میں اجازت لی گئی اور نہ ہی ان سے مشورہ کیا گیا۔ اس کے بعد شیخ ابوحمزہ المہاجر رحمہ اللہ نے جماعت القاعدۃ الجہاد کی قیادتِ عامہ کے نام ایک خط بھیجا جس میں انہوں نے دولہ کے قیام کے اسباب اور وجوہات بیان کیے اور ساتھ ہی تاکید کے طور پر یہ بات بھی واضح کی کہ دولہ الاسلامیہ مرکزی جماعت القاعدۃ الجہاد کے تابع ہی رہے گی۔ انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ دولہ کی شوریٰ نے شیخ ابوعمر البغدادی رحمہ اللہ سے یہ عہد لیا ہے کہ اُن کے امیر شیخ اسامہ بن لادن ہی ہوں گے اور دولہ الاسلامیہ 'جماعت القاعدۃ الجہاد کے تابع ہوگی۔ لیکن اس وقت عراق والے بھائیوں کی رائے یہ تھی کہ عراق کے مخصوص حالات اور بعض سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اس بات کا اعلان نہ کیا جائے اور اس تفصیل کو صرف اپنے بھائیوں تک ہی محدود رکھا جائے۔ جماعت القاعدہ الجہاد اور دولہ عراق الاسلامیہ کی قیادت اسی قاعدے پر باہمی معاملات چلاتے رہے کہ دولہ عراق الاسلامیہ' قاعدۃ الجہاد کا ایک جزو ہے۔ اس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

الف: شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے گھر سے ملنے والے وہ خطوط جو امریکیوں نے نشر کیے تھے، ان میں سے خط نمبر: SOCOM-2012-0000011 Orig جو کہ شیخ عطیہ رحمہ اللہ نے شیخ مصطفیٰ ابوالیزید رحمہ اللہ کے نام لکھا تھا۔ اس خط میں شیخ عطیہ نے شیخ مصطفیٰ ابوالیزید رحمہ اللہ کو شدت سے یہ تاکید کی تھی کہ وہ 'کرّ ومی' (جس سے ان کی مراد شیخ ابوحمزۃ المہاجر ہیں)، شیخ ابوعمر اور ان کے ساتھیوں کے نام واضح ہدایات اور نصیحتیں لکھیں کیونکہ اُنہیں عراق میں سیاسی غلطیاں ہونے کا شدید اندیشہ تھا۔

ب۔ جب شیخ ابوبکر الحسینی البغدادی، اللہ انہیں خیر کی توفیق دے، تنظیم قاعدۃ الجہاد کی اجازت کے بغیر دولہ الاسلامیہ کے امیر بنے تو شیخ عطیہ رحمہ اللہ نے دولہ عراق

19 مارچ: صوبہ ننگر ہار.........ضلع خوگیانی.........مجاہدین کے حملے.........14 افغان فوجی ہلاک اور 12 زخمی.........4 فوجی ٹینک اور گاڑیاں تباہ

الاسلامیہ کی قیادت کے نام بروزے جمادی الأ ولیٰ ۱۴۳۱ ہجری کو خط لکھا جس میں اُنہیں نے کہا:

''قیادت میں موجود ہمارے بھائیوں کے سامنے ہم یہ تجویز رکھتے ہیں کہ جب تک اس موضوع پر مشاورت جاری ہے، اس وقت تک ایک عارضی قیادت متعین کر دی جائے، ہمارے رائے میں بہتر یہی ہے کہ اس معاملے میں جلد بازی نہ کی جائے، الّا یہ کہ ایسی شدید نوعیت کی ضرورت ہو جس کی وجہ سے باضابطہ طور پر ایک مستقل قیادت کا اعلان کرنا ناگزیر ہو جائے۔ چنانچہ فی الحال قیادت کے لیے جتنے مجوزہ افراد ہیں ان کے نام اور ان کے مکمل تعارف اور صلاحیتوں پر مبنی ایک رپورٹ بھیج دی جائے۔ ہم یہ رپورٹ شیخ اسامہ کو بھیجیں گے تا کہ وہ اس معاملے میں فیصلہ کریں''۔

ح: شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ کے نام ۲۴ رجب ۱۴۳۱ ہجری کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے کہا:

''بہت اچھا ہوا گر آپ ہمارے بھائی ابوبکر البغدادی، جو ہمارے بھائی ابوعمر البغدادی رحمہ اللہ کی جگہ امیر بنے ہیں، ان کا تفصیلی تعارف بھجوادیں۔ اسی طرح ان کے نائبِ اول اور ابوسلیمان الناصرلدین اللہ کا بھی تفصیلی تعارف بجھوا دیں۔ بہتر ہوگا کہ عراق میں موجود ہمارے دیگر بااعتماد ساتھیوں سے بھی ان کے متعلّق پوچھیں اور ان کی رائے ہم تک پہنچائیں تا کہ معاملات ہمارے سامنے اچھی طرح واضح ہو سکیں''۔

یہ خط امریکیوں کو شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے گھر سے ملا اور اس خط کو درج ذیل نمبر کے تحت امریکیوں نے نشر کیا: SOCOM-2012-0000019 Orig

د۔ شیخ عطیۃ رحمہ اللہ نے انہیں اپنا جواب مورخہ ۵ شعبان ۱۴۳۱ ہجری کو لکھ بھیجا جس میں آپ نے کہا: ''ہم ان شاء اللہ ابوبکر بغدادی اور ان کے نائب اور ابوسلیمان الناصرلدین اللہ کے متعلّق معلومات اور مزید تفصیلات طلب کر رہے ہیں، تا کہ ہمارے سامنے صورت حال مکمل طور پر واضح ہو سکے''۔

ھ۔ شیخ عطیۃ اللہ نے دولہ عراق الاسلامیہ کی وزارتِ اعلام کے نام مورخہ ۲۰ شوال ۱۴۳۱ ہجری کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے کہا:

''مشائخ نے آپ کی جدید قیادت (اللہ تعالیٰ انہیں خیر کی توفیق دے) کے متعلّق تعارف پر مبنی ایک مختصر رپورٹ مانگی ہے جن میں دولہ عراق الاسلامیہ کے امیر المومنین شیخ ابوبکر البغدادی، ان کے نائب، وزیر حرب، اور اگر آپ چاہیں تو دیگر مسئولین کا ایک تعارف طلب کیا گیا ہے۔ یہ بات آپ اپنے مشائخ تک پہنچا دیں۔ وہ چاہیں تو خود اپنا ایک تعارف لکھ کے بھیج دیں یا پھر صوتی انداز میں ریکارڈ کر کے ہمیں بھیج دیں''۔

و۔ اس پر دولہ عراق الاسلامیہ کی شوریٰ کے نمائندے نے ذوالقعدۃ ۱۴۳۱ ہجری کی اوّل تاریخ کو ایک جوابی خط بھیجا جس میں انہوں نے کہا:

''محترم بھائی! آپ کا خط ہمیں رجبِ حرام ۱۴۳۱ ہجری میں موصول ہوا جس کے ساتھ ہی آپ کا ایک پچھلا خط بھی تھا جس میں مشائخ کرام (اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے) کی جانب سے یہاں دولہ کی صورت حال اور نئے امیر کے متعلّق حتمی فیصلے میں کچھ عرصہ انتظار کی تاکید تھی۔ لیکن ہمیں یہ خط نئی امارت کے اعلان کے بعد ملا۔ بہرصورت، یہاں پہلے دن سے بھائی یہ طے کر چکے ہیں کہ آپ کے یہاں مشائخ کو یہاں کی صورت حال اور اصل حقائق سے مکمل طور پر آگاہ رکھا جائے۔ ہمارے مشائخ اور **محترم امرائے کرام! ہم آپ کو آگاہ کرتے چلیں کہ عراق میں آپ کی دولہ الاسلامیہ** خیریت سے ہے اور مضبوطی سے قائم ہے''۔

اس کے بعد وہ کہتے ہیں:

''ہمارے محترم مشائخ! دونوں شیوخ (شیخ ابوعمر البغدادی اور شیخ ابوحمزۃ المہاجر) کی شہادت کے بعد شوریٰ نے کسی نئے امیر کی تقرری کا اعلان آپ کی جانب سے کسی محفوظ رابطے کے ذریعے **امر** آنے تک موخر کرنے کی کوشش کی، لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر بالخصوص عراق اور عراق سے باہر دشمنوں کی چالوں کے پیش نظر، انتظار کی یہ مدت طویل کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں تھا''۔

اس کے بعد وہ مزید کہتے ہیں:

''یہاں موجود تمام بھائی، بالخصوص شیخ ابوبکر حفظہ اللہ اور مجلس شوریٰ اس بات پر متفق ہیں کہ اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ یہ امارت **عارضی** نوعیت کی ہو۔ اور اگر آپ کے یہاں مشائخ کی جانب سے کسی شخص کو یہاں امیر مقرر کر کے بھیجا جائے اور اگر آپ اسی میں مصلحت دیکھتے ہیں تو ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہ ہوگا اور اگر آپ نے عراق کے محاذ کے لیے کسی کو امیر بنا کر بھیجا تو ہم سب اس کے **وفادار سپاہی** ہوں گے جن پہ امیر کی **سمع و طاعت** واجب ہوگی۔ مجلس شوریٰ اور شیخ ابوبکر حفظھم اللہ سب اس بات پر متفق ہیں''۔

ز۔ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد محترم شیخ ابوبکر الحسینی البغدادی نے ایک بیان جاری کیا جس میں انہوں نے کہا:

''مجھے اس بات کا مکمل یقین ہے کہ شیخ اسامہ کی شہادت ہمارے بھائیوں

کے لیے اس راہ میں مزید ثابت قدمی کا باعث بنے گی، میں ساتھ ہی تنظیم القاعدہ میں موجود اپنے بھائیوں، اور بالخصوص مجاہد شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ اور تنظیم کی قیادت میں موجود ان کے بھائیوں کو یہ کہنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اجر کو بڑھائے اور مشکل کی اس گھڑی میں آپ کے لیے آسانی فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی برکت سے اپنے معاملات کو جاری رکھیے۔ ہماری طرف سے آپ کے لیے یہ خوش خبری ہے کہ دولہ عراق الاسلامیہ میں آپ کے ایسے وفادار سپاہی موجود ہیں جو حق کے راستے پر رواں دواں ہیں، نہ وہ ہمت ہارتے ہیں اور نہ ہی اس راستے سے پیچھے ہٹتے ہیں۔ اللہ کی قسم خون کا ہم خون سے لیں گے اور تباہی کا بدلہ تباہی سے''۔

ح۔ اس بیان کے فوراً بعد دولہ عراق الاسلامیہ کے رابطہ کار نے شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ کے نام مورخہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۳۱ ہجری کو ایک خط بھیجا جس میں انہوں نے کہا:

''شیخ نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہم یہاں کے حالات سے متعلق آپ کو اطمینان دلائیں۔ الحمدللہ یہاں معاملات نہ صرف مضبوط بنیادوں پر چل رہے ہیں بلکہ مزید بہتری کی جانب گامزن ہیں۔ شیخ نے تنظیم کے نئے امیر کے متعلق آپ کا نقطۂ نظر جاننا چاہا ہے۔ **کیا دولہ الاسلامیہ تنظیم کے ساتھ اپنی بیعت کی اعلانیہ تجدید کرے** یا یہ معاملہ پہلے کی طرح مخفی ہی چلتا رہے جیسا کہ معلوم ہے اور اس پر عمل جاری ہے؟ یہ بات بھی مدنظر رہے کہ یہاں موجود ہر بھائی بہرحال **آپ کے ترکش میں موجود تیروں** کی مانند ہیں اور ان کا آپ کے ساتھ تعلق اسی طرح ہے جس طرح شیخ ابو بکر البغدادی نے اپنے بیان ''الدم الدم والہدم الہدم' میں بیان کیا''۔

ط۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد جب میں نے ان کی جگہ امارت کی زمام کار سنبھالی تو شیخ ابوبکر البغدادی الحسینی مجھے اپنے خطوط میں اپنا 'امیر' کہہ کر ہی مخاطب کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ۲۹ جمادی الأولیٰ ۱۴۳۴ ہجری کو اُن کا جو آخری خط مجھے ملا اس کی ابتدا بھی ان الفاظ سے ہوتی ہے '**ہمارے محترم و مہربان امیر کے نام**'۔

اس خط کا اختتام انہوں نے کچھ یوں کیا:

''مجھے ابھی یہ خبر ملی ہے کہ جولانی نے ایک صوتی بیان میں آپ کے ساتھ بلاواسطہ بیعت کا اعلان کیا ہے۔ یہی وہ بات تھی جس کے لیے وہ پہلے سے تیاری کر رہا تھا، تاکہ اپنے اور اپنے گرد موجود افراد کی اُن غلطیوں کا خمیازہ بھگتنے سے بچا سکے جو اس نے کیں۔ شام میں یہاں موجود میرے بھائیوں اور اس بندۂ فقیر کی رائے یہ ہے کہ خراسان میں ہمارے **مشائخ** پر لازم ہے کہ وہ ایسے واضح موقف کا اعلان کریں جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو، تاکہ اس سازش کو یہیں ختم کیا جا سکے، قبل اس کے کہ خون بہے اور ہم امت کے لیے کسی نئے المیے کا سبب بن جائیں۔ ہمارے رائے میں اس خائن کی اس اقدام کی تائید...... چاہے وہ اشارے کنایے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو...... کسی بہت بڑے فتنے کا پیش خیمہ بن سکتی ہے، جس کے نتیجے میں شام مہ جہاد کے وہ ثمرات ضائع ہو جائیں گے جن کی خاطر اتنا خون بہہ چکا ہے۔ لہٰذا اس عاملے میں درست موقف بیان کرنے میں کسی قسم کی تاخیر موجودہ صورت حال کو نا صرف مزید گھمبیر بنا دے گی بلکہ مسلمانوں کی صفوں میں پھوٹ بھی پڑ جائے گی، **جماعت کا رعب ختم** ہو جائے گا اور **مزید خون بہائے بغیر** اس معاملے کا تدارک نہ ہو سکے گا''۔

ی: اسی طرح شیخ ابو محمد العدنانی نے بھی مجھے اس معاملے میں اپنی گواہی بھیجی جس کے اختتام پر انہوں نے لکھا:

''یہ گواہی بندۂ فقیر ابو محمد العدنانی نے بروز ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ ہجری کو اللہ تعالیٰ کے حضور، اپنی امت کے سامنے اور اپنے امرا کے سامنے اپنا عذر پیش کرنے کے لیے تحریر کی **جن میں سرفہرست شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ اور شیخ ابو بکر البغدادی حفظہ اللہ شامل ہیں**''۔

ک۔ شیخ ابوبکر الحسینی البغدادی حفظہ اللہ نے مورخہ ۲۱ رمضان ۱۴۳۴ھ کو جماعت کے ایک مسئول کے نام خط لکھا، جس میں انہوں نے کہا:

''شیخ ظواہری کے آخری خط پر غور و فکر تین مراحل سے گزرا:

۱۔ شام میں موجود دولہ الاسلامیہ کی قیادت کے ساتھ مشاورت۔

۲۔ شام کی مختلف ولایات میں موجود امرا جو کہ وہاں ہماری مجلسِ شوریٰ کے بھی رکن ہیں، ان کے ساتھ مشاورت۔

۳۔ دولہ الاسلامیہ میں موجود لجنہ شرعیہ کی جانب سے اس خط کے مندرجات پر غور و فکر۔

ہم نے شام میں ٹھہرنے کا فیصلہ تب ہی کیا جب ہمیں یہ واضح نظر آیا کہ **ہمارے امیر** کی اطاعت میں ہمارے رب کی معصیت اور ہمارے ساتھ موجود مجاہدین اور بالخصوص مہاجرین کی ہلاکت ہے۔ لہٰذا ہم نے اپنے رب کی اطاعت کی اور اس کی اطاعت کو **اپنے امیر** کی مرضی پر ترجیح دی۔ اور جو کوئی **اپنے امیر کے کسی ایسے امر** کی مخالفت کرے، جس میں اسے مجاہدین کی ہلاکت اور رب کی نافرمانی نظر آتی ہو، اس کے بارے میں یہ کہنا مناسب نہیں کہ اس نے بے ادبی کا مظاہرہ کیا''۔

اس مسئلے پر میں انہی مثالوں پہ اکتفا کرتا ہوں۔

20 مارچ: صوبہ ننگر ہار.................جلال آباد شہر.................فدائی مجاہدین نے پولیس اسٹیشن، گورنر ہاؤس اور دیگر سرکاری عمارتوں کا نشانہ بنایا.................29 فوجی ہلاک اور 43 زخمی

۲ اپریل کو ریاست ٹیکساس میں واقع امریکی فوجی اڈہ فورٹ ہوڈ ایک بار پھر فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھا جب عراق جنگ سے واپس آئے ایک امریکی فوجی نے اپنے ہی ساتھیوں پر فائر کھول دیا۔ ایون لوپیز نامی فوجی عراق میں ۴ ماہ رہ کر آیا تھا اور امریکی فوجی حکام کے مطابق ذہنی تناؤ کا شکار تھا۔ گھیرے میں آنے کے بعد اس نے اپنے سر میں گولی مار کر خودکشی کر لی۔

فورٹ ہڈ میں اسی نوعیت کا واقعہ ۲۰۰۹ء میں بھی پیش آیا تھا جب مجاہد میجر ندال حسن نے عراق جانے کی تیاری میں مصروف فوجیوں پر حملہ کر کے ۱۳ کو ہلاک اور ۳۰ سے زاید کو زخمی کر دیا تھا۔

خوست میں مجاہدین کا نشانہ بننے والا امریکی جنگی ہیلی کاپٹر

۲۵ فروری کو پروان میں ہلاک ہونے والے امریکی فوجی کی میت امریکہ روانہ کی جارہی ہے

غزنی میں پولش فوج کی Mine Resistant بکتر بند گاڑی مائن کا نشانہ بننے کے بعد

۲۱ فروری ۲۰۱۴ء۔ کابل کے ضلع سیروبی کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر مجاہدین کے فدائی حملے کے بعد کا منظر

مجاہدین اینٹی ایئر کرافٹ گنز کے ساتھ صلیبی طیاروں کو نشانہ بنانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں

امارت اسلامیہ کے ایک تربیتی مرکز کے روح پرور مناظر

جنوری ۲۰۱۴ء۔ امریکی فوج ہلمند کے ایک فوجی مرکز سے انخلا کرتے ہوئے

۲۸ جنوری ۲۰۱۴ء۔ ہلمند میں زخمی ہونے والا افغان فوجی

۱۲ فروری کو کاپیسا میں ہلاک ہونے والے امریکی فوجی کو وطن روانہ کیا جارہا ہے۔

۲۱ فروری ۲۰۱۴ء۔ کابل میں سیروبی ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر فدائی حملے کو بعد کا منظر

۲۳ کو کنڑ میں اتحادی فوجی مرکز پر مجاہدین کے حملے کے بعد تباہی کا آثار واضح ہیں

16 فروری 2014ء تا 15 اپریل 2014ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	12 عملیات میں 28 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	297
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	223	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	510
ٹینک، بکتر بند تباہ:	268	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	83
کمین:	74	جاسوس طیارے تباہ:	0
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	170	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	0
مرتد افغان فوجی ہلاک:	2771	صلیبی فوجی مردار:	601
سپلائی لائن پر حملے:	79		

2۔ باقی جہاں تک اس سوال کا تعلّق ہے کہ اس مشکل کے حل کے لیے جو فیصلہ جاری کیا گیا اس کی نوعیت کیا ہے؟ کیا وہ ایک امیر کا حکم ہے جو اپنے ماتحت افراد کے مابین فیصلہ کررہا ہے، یا اس کی نوعیت ایک ایسے مقدمے کی ہے جس میں دو فریقین نے ایک قاضی کی طرف معاملہ لوٹایا ہو؟ اس حوالے سے میں دولہ میں اپنے بھائیوں کے نام مورخہ ۲۸ شوال ۱۴۳۴ ہجری کے اپنے طویل خط میں اس امر کی وضاحت کرچکا ہوں کہ یہ ایک امیر کی جانب سے اپنے ماتحت افراد کے مابین فیصلہ ہے کسی قاضی کا حکم نہیں جو دو فریقین کے مابین کسی خاص مشکل میں فیصلہ کررہا ہو۔

3۔ اسی طرح بعض اوقات یہ سوال بھی اٹھایا جاتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ جماعت اور اس کی قیادت دولہ عراق الاسلامیہ کی تو تعریفیں کرتی رہی اور اس پر راضی بھی رہی جب کہ عراق اور شام میں دولہ پر وہ راضی نہیں؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر دولہ عراق الاسلامیہ کے اعلان سے پہلے جماعت القاعدہ الجہاد کی قیادتِ عامہ اور جماعت کے امیر شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ سے نہ تو اجازت لی گئی تھی نہ ان سے مشورہ کیا گیا تھا اور نہ ہی اس ضمن میں انہیں کوئی اطلاع ہی کی گئی تھی، لیکن پھر بھی قیادت نے دولہ عراق الاسلامیہ کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی وجہ وہ بہت سے فروق ہیں جو دولہ عراق الاسلامیہ اور دولہ اسلامیہ عراق وشام کے مابین پائے جاتے ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں

الف: دولہ عراق الاسلامیہ ایسے کسی فتنے کی بنیاد پر قائم نہ ہوئی تھی جس میں جبہہ کی تائید کی صورت میں خون بہانے کی دھمکیاں دی جارہی ہوں۔

ب: دولہ عراق الاسلامیہ مجاہدین کی شوریٰ اور اہل سنت کے قبائل کے ساتھ وسیع مشاورت کے بعد قیام پذیر ہوئی تھی، جیسا کہ شیخ ابوحمزہ المہاجر رحمہ اللہ نے ہمیں اس حوالے سے تفاصیل بتائی تھیں اور شیخ ابوحمزہ کے ساتھ طویل تعلّق کی بنا پر ہم اُن کی سچّائی پر مکمل یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے دولہ کے قیام کے لیے تمام جہادی جماعتوں کے ساتھ رابطے کیے تھے، جب کہ دولہ الاسلامیہ عراق وشام کے اعلان سے پہلے سوائے جماعت کے اندر کے کچھ لوگوں کے کسی سے مشورہ نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ خود جبہۃ النصرہ نے یہ اعلان کیا کہ اس ضمن میں ان سے کسی قسم کی مشاورت نہیں کی گئی۔

ج: عراق وشام میں دولہ کا اعلان جماعت قاعدۃ الجہاد کی قیادت کے اس حکم کی صریح نافرمانی میں کیا گیا جس میں قیادت نے یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ شام میں القاعدہ کے ساتھ منسوب کسی قسم کے وجود کا اعلان نہ کیا جائے، بلکہ جماعت قاعدۃ الجہاد کی قیادت کا عمومی موقف یہ ہے کہ اس مرحلے میں کسی قسم کی امارت کا اعلان نہ کیا جائے۔ اس امر کی وضاحت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ، شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ کے نام اپنے خط میں بھی اچھی طرح کرچکے ہیں جسے بعدازاں امریکیوں نے درج ذیل نمبر کے تحت نشر کیا:

SOCOM-2012-0000019 Orig

اس امر کی تاکید شیخ ابویحییٰ رحمہ اللہ دولہ عراق کے اپنے بھائیوں کے نام اپنے ایک خط میں کرچکے تھے جس کے بعد میں نے اسی بات کا اعادہ شیخ ابوبکر الحسینی البغدادی کے نام اپنے ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۴ ہجری کے خط میں بھی کیا تھا، جس میں مَیں نے ان کو لکھا تھا کہ:

> ''اگر اس دولہ کے اعلان سے پہلے آپ ہماری رائے پوچھتے تو ہم آپ کے ساتھ ہرگز اتفاق نہ کرتے، کیونکہ میں اور میرے بھائی یہ دیکھتے ہیں کہ اس اعلان کے نقصانات اس کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں، کیونکہ شام میں دولہ کے قیا کے بنیادی عناصر ابھی میسر نہیں''۔

د: عراق وشام میں دولہ الاسلامیہ کا اعلان اہلِ شام کے لیے سیاسی طور پر ایک حادثہ ثابت ہوا، چنانچہ ایک ایسے وقت میں جب کہ اہلِ شام جبہۃ النصرہ کی تائید میں اور امریکہ کے خلاف مظاہرے کررہے تھے کہ اس نے جبہۃ النصرہ کو دہشت گرد تنظیموں کی فہرست میں کیوں شامل کیا؟ وہی لوگ دولہ کے اس اعلان کی مذمت کرنے لگے جسے دولہ نے بشارالاسد کو سونے کی طشتری میں رکھ کر پیش کردیا اور شام میں موجود دیگر جہادی جماعتیں بھی یہ سمجھنے لگیں کہ دولہ ان پر بغیر مشورے اور بغیر ان کی رضا کے خود کو مسلط کرنا چاہتی ہے۔

ھ: عراق وشام میں دولہ کے اعلان کے سبب ایک ہی جہادی جماعت کے درمیان شدید اختلاف نے جنم لیا، جس کی نوبت بالآخر آپس کے قتال تک جا پہنچی۔ جب کہ شیخ ابوبکر الحسینی البغدادی نے خود یہ دھمکی دی تھی کہ جبہۃ النصرہ کی کسی قسم کی تائید یا جس موقف کو وہ درست سمجھتے ہیں اس کے اعلان میں تاخیر کا نتیجہ بہتے خون کی صورت میں نکلے گا اور جو کہ بعدازاں بالفعل بہنے لگا۔

و: شام میں ابھی تک خون کی آبشاریں بہہ رہی ہیں جب کہ اگر دولہ اس حکم کو مان لیتی جو اس مشکل کے حل کے لیے جاری کیا گیا تھا اور جس کا مقصد کسی قسم کی خون ریزی سے بچنا تھا، تو اس متوقع فتنہ سے بچا جاسکتا تھا۔ اگر دولہ کے بھائی عراق کے لیے فارغ ہوجاتے جسے اُن کی مجموعی قوت سے کہیں زیادہ قوت کی اب بھی ضرورت ہے اور اس امر کو قبول کرلیتے اور شوریٰ اور امیر کی سمع وطاعت کی پاس داری کرتے ہوئے اپنی قیادت اور امیر کی صریح خلاف ورزی نہ کرتے، تو وہ مسلمانوں کو اس بہتے خون سے بچا سکتے تھے۔ اس صورت میں وہ رافضی صفوی حکومت کو بھی ناکوں چنے چبواتے اور عراق میں اہل سنت کی نصرت کا حق بھی کہیں بڑھ کر ادا کرپاتے۔ تاہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اسی کی تعریف ہے۔

21 مارچ: کابل.........صدارتی محل اور سرینا ہوٹل پر مجاہدین کے فدائی حملے.........23 صلیبی اور افغانی اہل کار ہلاک.........13 زخمی

یہ ایک گواہی تھی جس کے بعد میں ایک حکم دینا چاہوں گا اور ایک اپیل کرنا چاہوں گا۔

حکم شیخ فاتح ابومحمد الجولانی حفظہ اللہ اور جبہۃ النصرہ کے تمام محترم سپاہیوں کے لیے ہے جب کہ اپیل ارضِ رباط، شام کے تمام جہادی مجموعات اور جماعتوں کے لیے ہے کہ وہ فوری طور پر ایسے کسی بھی قتال سے رک جائیں جس میں ان کے مجاہد بھائیوں اور دیگر مسلمانوں کی جان اور عزت وناموس پر ظلم وزیادتی کا اندیشہ ہو اور اپنی تمام تر قوت بعثی نُصیری اور ان کی حامی رافضی قوتوں کے خلاف قتال پر مرکوز کریں۔

اسی طرح میں اس امر کا بھی اعادہ کرتا ہوں جس کا میں پہلے بھی متعدد دفعہ ذکر کر چکا ہوں کہ سب لوگ اپنے باہمی اختلافات اور جھگڑوں کے فیصلے کے لیے ایک مستقل اور خود مختار شرعی عدالت کی جانب رجوع کریں۔

اسی طرح میری سب سے یہ درخواست ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ اور سماجی رابطوں کے وسائل پر کھلے بندوں ایک دوسرے پر الزام تراشی، غیر مناسب القاب اور فتنے کو ہوا دینے والے الفاظ استعمال کرنے سے مکمل اجتناب کریں اور خیر کی کنجیاں اور شر کو روکنے والے بنیں۔

اور آخر میں رہ گئی ایک نصیحت اور یاددہانی جو کہ شام میں موجود تمام مجاہدین کے لیے ہے کہ امت مسلمہ کے معصوم خون کے ساتھ ہولی کا یہ کھیل اب بہت ہو چکا! جہادی قیادت اور ان کے مشائخ کا قتل بہت ہو چکا! بس اب بہت ہو چکا! کیونکہ آپ کا خون ہم سب کے لیے حد درجہ قیمتی اور گراں قدر ہے، جس کے بارے میں ہم سب کی یہ خواہش تھی کہ یہ اسلام کے دشمنوں کے خلاف دین کی نصرت کی خاطر بہتا۔

اور ایک نصیحت اور یاددہانی خصوصی طور پر محترم ومکرم شیخ ابوبکر الحسینی البغدادی اور ان کے ساتھیوں کے نام، کہ اپنے امیر کی سمع وطاعت کی جانب لوٹ آیئے! اس مقصد کی جانب لوٹ آیئے جس کے حصول کے لیے آپ کے مشائخ، امرا اور ہجرت وجہاد کے رستے پر آپ سے پہلے چلنے والوں نے اپنی کوششوں کو صرف کیا۔ زخموں سے چُور عراق کے لیے خود کو فارغ کر لیجیے جسے اس سے کہیں بڑھ کر آپ کی کوششوں کی ضرورت ہے۔ اپنی توجہ کو اس جانب مرکوز کر لیجیے تاکہ اس خونی قتل گاہ کو بند کیا جاسکے اور عراق میں اسلام اور اہل سنت کے دشمنوں کا رخ کیجیے! چاہے آپ یہ سمجھیں کہ آپ پر ظلم ہوا یا آپ کی حق تلفی ہوئی۔ مسلمانوں کے بہتے خون کو روکنے، ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور دشمن کے خلاف ان کی نصرت کرنے کی خاطر میری اس ندا پر لبیک کہیے! چاہے آپ اسے خود پر ظلم وزیادتی اور ناانصافی ہی کیوں نہ سمجھتے ہوں۔

اور ایک نصیحت میں خصوصی طور پر محترم ومکرم شیخ ابوبکر الحسینی البغدادی کو کرنا چاہوں گا کہ آپ اپنے دادا، سیدنا حسن السبط رضی اللہ عنہ کی پیروی کیجیے! جنھوں نے اپنے حقِ خلافت سے دست بردار ہو کر مسلمانوں کے بہتے خون کو روک لیا، چنانچہ اُن کے اس اقدام سے وہ اپنے نانا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کے حق دار ٹھہرے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

اِنَّ ابْنِـي هَـذَا سَيِّـدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے مابین صلح کروادیں گے''۔

کیا آپ کے لیے یہ بشارت کافی نہیں؟ اور کیا آپ اس عظیم سرداری پر راضی نہیں؟ کیا آپ کو ایک ایسا فیصلہ پسند نہیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ اپنے اذن وتوفیق سے دنیا وآخرت میں آپ کا مقام ومرتبہ بلند فرمادیں اور آپ عراق میں دشمنانِ اسلام کے مقابلے پر پوری قوت سے کھڑے ہوسکیں جسے اس سے کہیں بڑھ کر کوششوں کی ضرورت ہے۔ اپنے اس اقدام سے آپ مسلمانوں کے مابین فتنے کی آگ بجھا کر ان کے مابین محبت واخوت کے جذبے کو دوبارہ زندہ کردیں گے۔ پس آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کیجیے! اور یہ فیصلہ کر گزریے! آپ اپنے تمام مجاہد بھائیوں اور تمام انصارِ جہاد کو اپنا حامی وناصر اور مددگار دیکھیں گے!

اے محترم ومکرم شیخ! آپ اپنے دادا کے اسوہ کو اختیار کریں اور اپنے بہترین اسلاف کے بہترین جانشین بن کر خانوادۂ نبوت کے عظیم کارناموں میں ایک اور عظیم کارنامے کا اضافہ کردیجیے! اللہ کی توفیق سے دنیا وآخرت کی کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

من معشرٍ حبُهم دینٌ و بغضُهم
کفرٌ و قربُهم منجیً و معتصمُ

یہ وہ خانوادۂ نبوت ہے جس کی محبت جزوِ دین اور جس سے بغض کفر ہے
ان کی قربت باعث نجات اور ان کے چمٹ رہنا ہدایت کا سبب ہے

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین، وصلی الله علی سیدنا محمد وآله وصحبه وسلم

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

☆☆☆☆☆

23 مارچ: صوبہ قندھار..................ضلع میوند..................مجاہدین اور امریکی وافغان اتحادی فوجیوں میں شدید جھڑپیں..................3 امریکی اور 5 افغان فوجی ہلاک

سورۂ احزاب کے سائے تلے مشابہت و بشارت

شیخ خالد حقانی مدظلہ العالی، مرکزی نائب امیر تحریک طالبان پاکستان

جس طرح دنیا اضداد کا مجموعہ ہے اسی طرح دنیا نظائر، امثال اور اشباہ کا بھی مجموعہ ہے۔ کوئی شے ایک شے کے مشابہ ہے تو کوئی دوسری چیز سے مشابہت رکھتا ہے، کبھی ایک واقعہ کسی ایک سانحہ کی نظیر ہوتی ہے، تو کوئی حادثہ کسی دوسرے نازلہ سے مماثلت رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ استدلال کے لیے استعمال ہونے والے قیاس تین قسم کے شمار کیے گئے ہیں ......قیاسِ علت، قیاسِ دلالت، قیاسِ شبہ...... اور امام ابن نجیم رحمہ اللہ نے تو اپنی کتاب کو الاشباہ والنظائر کے نام سے موسوم کیا ہے اور کبھی تو شریعت نے تشبہ کو اتنی زیادہ اہمیت دی ہے کہ کسی باطل قوم سے تشبہ اختیار کرنے والے کو انہی میں شمار کیا ہے ـــــ من تشبہ بقوم فھو منھم، اور نیکوکار لوگوں سے مشابہت اختیار کرنے والے کو نیکوکاروں میں شمار کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں نکلنے والے جادوگروں کی ہدایت کی ایک وجہ علما نے یہ بھی بیان کی ہے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی طرح لباس اور کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

جس طرح مشابہت تشریعی امور میں ہوتی ہے اور تشبہ کی وجہ سے حکم مشبہ بہ (جس سے مشابہت کی جائے) سے مشبہ (جو مشابہہ کرے) کی طرف منتقل ہوتا ہے اسی طرح کبھی تکوینی امور میں بھی مشابہت پائی جاتی ہے اور یہ مشابہت اس بات پر قرینہ اور فال ہوتا ہے کہ ممکن ہے یہ واقعہ بھی اپنی نظیر کی طرح ہو جائے......اسی لیے کہا جاتا ہے لکل فرعون موسیٰ کہ ہر فرعون کے مقابلے میں موسیٰ ہوتا ہے، یعنی جس طرح کوئی فرعون کی طرح ظلم و بربریت اور انسانوں کو اپنا غلام بنانے کے لیے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح اولوالعزم اور حق گو شخص کو ایسے شخص کے مقابلے میں بھیجتا ہے۔ تکوینی امور میں موجود یہ تشبیہ کسی مظلوم قوم کو بشارت دیتی ہے (جس پر کسی ظالم کی طرف سے کوہِ ظلم ٹوٹ پڑا ہو) کہ وہ مایوس نہ ہو، سنت ربانی کے مطابق اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا اور اگر یہ ہمت نہ ہارے تو اللہ تعالیٰ ان میں سے اس ظالم کے لیے کوئی موسیٰ ضرور پیدا فرمائے گا......

یہ تشبہ اور مشابہت کی ایک مثال ہے کہ کسی ظالم کا ظلم جب عروج پر پہنچتا ہے اور اس کی حالت فرعون جیسی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ تکوینی طور پر اس ظالم کے زور کو توڑنے کے لیے کسی نہ کسی شخص کو ضرور بھیجتا ہے۔ یہاں پر فرعون کے ساتھ مشابہت پر حکم مرتب ہوا کہ موسیٰ آئے گا، اور اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ طالوت کے ساتھی جالوت کے مقابلے میں، صرف چند ایک تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی۔ اسی طرح بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ابوجہل کے مقابلے میں تھے اور اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور نصرت فرمائی۔

اسی طرح بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوائل (شروع کے ایام) میں جب فارس نے روم کو فتح کیا تھا تو مشرکین نے اس سے فال نکالا کہ جس طرح ہمارے فارسی بھائی رومیوں پر غالب آ گئے اسی طرح ہم بھی تم پر غالب آئیں گے...... یہ اس لیے کہ مشرکین مکہ کی مشابہت فارسیوں سے تھی کیونکہ وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور فارسی آگ کو سجدہ کرتے تھے اور رومیوں کی مشابہت فارسیوں کی نسبت مسلمانوں سے تھی اس لیے کہ وہ بھی اہل کتاب تھے اور مسلمان ان کی کتاب اور پیغمبر کو مانتے تھے اور مسلمانوں کے پاس بھی اللہ کی کتاب تھی، تو جب انہوں نے فارس کی فتح سے فال نکالا کہ ہم غالب ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ روم نازل فرمائی کہ نہیں اہلِ فارس تو عنقریب شکست کھائیں گے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف سے شرط لگائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں رومیوں کو دوبارہ فتح حاصل ہو گی اور فارس شکست کھائے گا پس تمہارا یہ فال ٹھیک نہیں ہے......اس لیے کہ اگرچہ تمہاری مشابہت تو فارسیوں سے ہے لیکن ان کی فتح عارضی ہے اور اصل فتح ان کے خلاف روم کو ہی ہو گی۔

لطف کی بات یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے ہجرت کے دوسرے سال اہل مکہ کو میدان بدر میں شکست فاش دی اور مسلمان بدر کی خوشیاں منا رہے تھے عین انہی ایام میں روم نے فارس کو شکست دے دی اور فارسی بھاگ گئے اور قرعہ فال مسلمانوں کے حق میں نکلا، یہاں بھی اقوام کی مشابہت کی وجہ سے دونوں فریقین نے اپنے لیے فال نکالا لیکن مسلمانوں کا فال صحیح نکلا اور کفار کا غلط وہاں پر ہم جو نیک فالی نکالنے کی بات کرتے ہیں تو وہ روم کی فتح کی نہیں ہے اس لیے کہ وہ تو نصِ قرآن سے ثابت تھی، وہاں پر نیک فالی کے طور پر کفار کے مقابلے میں انہوں نے فارس کی فتح سے اپنی فتح نکالی تھا جب کہ مسلمان روم کی فتح سے اپنی فتح کے لیے نکالتے تھے۔

اگرچہ یہاں بات یقینی نہیں ہے لیکن کبھی کبھی نیک فالی کے طور پر اس طرح کی کسی مشابہت کو قرینہ بنا کر اس قرینے کی رو سے کسی واقعہ کے مستقبل کے بارے میں بات کی جائے تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ اب ہم آتے ہیں اس دور کے ایک بڑے اور عظیم واقعے کی جو نبی علیہ السلام کے زمانے میں پیش آیا، ایک عظیم واقعے کے ساتھ واضح مشابہت کی طرف جو ہمیں ایک عظیم فتح اور بڑی کامیابی کی بشارت دیتی ہے اور ممکن ہے

24 مارچ: صوبہ ننگرہار......ضلع بٹی کوٹ......امریکی اور افغان فوج کے مجاہدین کے خلاف آپریشن کے جواب میں مجاہدین کے حملے......12 اتحادی فوجی ہلاک

که یه پوری دنیا میں خلافت کے قیام کی نوید ہو(ان شاء اللہ)۔

اس وقت امت کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ہر طرف ان کی بے کسی و بے بسی، مالی و اقتصادی لحاظ سے ان کی کمزوری اور ارد گرد سے دشمن کا محاصرہ یہ سب کچھ اس امت کی اولین نسل صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو بھی پیش آئی تھیں لیکن پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانے والی مشکلات اپنے عقیدہ اور موقف پر مضبوط صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکیں، اقتصادی پابندی تھی تو وہ ایسی کہ شعب ابی طالب میں وہ بھوک کی وجہ سے چمڑے اور ہڈیاں تک کھاتے تھے، اپنے گھر اور اپنے علاقے سے نکالنے کی بات ہو تو نبی علیہ السلام تک بھی اپنے گھر سے نکالے گئے وغیرہ، ان سب کو انہوں نے برداشت کیا اور بالآخر فتح یاب ہو گئے اور فتح در فتح حاصل کر کے پوری دنیا پر شرعی حکومت کرنے لگے اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر کر رکھ دیا۔

اس دور کا بڑا واقعہ اور حادثہ مسلم دنیا، بالخصوص امارت اسلامی افغانستان پر امریکی اور اس کی اتحادی افواج کا حملہ و محاصرہ ہے جو کہ مدینہ کے ارد گرد احزاب کے جمع ہونے کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے، جس کو اسلامی تاریخ میں ہم جنگِ خندق اور جنگِ احزاب کے نام سے جانتے ہیں جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ کیا ہے، اس سورت کا نام بھی سورۃ الاحزاب رکھا ہے۔ یہ جنگ شوال ۵ھ میں لڑی گئی تھی۔ اس دوران کفار مکہ، اسد، غطفان، بنوسلیم، بنوفزارہ، اشجع اور بنو مرہ قبیلوں نے آپس میں اتحاد کر کے مسلمانوں کے خلاف لشکر روانہ کیا، جب کہ نبی علیہ السلام کے قریب مدینہ میں رہنے والے یہود نے بھی نبی علیہ السلام کے ساتھ معاہدہ توڑ کر لشکر کا ساتھ دیا لیکن اللہ کے فضل سے لشکر ناکام و نامراد واپس ہو گیا اور غدار قوم یہود بھی اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئے......

گزشتہ دس سالوں سے کفار کے لاؤ لشکر کی طرف سے سرزمین خراسان کے سخت ترین محاصرے اور جنگ کی غزوہ احزاب کے ساتھ واضح مشابہت ہمیں بشارت دیتی ہے کہ ان شاء اللہ عنقریب ہم بھی اس لشکر کے مقابلے میں کامیاب ہوں گے اور یہ کفار ناکام و نامراد واپس جائیں گے، اگر یہ بات فقط مشابہت کی وجہ سے میں دس سال پہلے کرتا تو ممکن ہے کوئی مجھے دیوانہ کہتا لیکن اب تو اس لشکر کا سردار خود بھی اپنی ناکامی کا اعتراف کر رہا ہے اور مسلسل بھاگنے کا راستہ تلاش کر رہا ہے تو اس مشابہت سے چھوٹی بشارت کی روشنی امتِ مسلمہ کو طاغوتی نظاموں کے سقوط اور اسلام کے عروج کی روشن راہیں خود دکھا رہی ہیں۔

مدینہ طیبہ میں قائم اسلامی ریاست......عالمِ کفر کے لیے ناقابلِ برداشت

☆ مدینے کے ارد گرد کفار اس وقت جمع ہوئے جب مسلمانوں نے کفار کے خلاف چھوٹی کارروائیوں کے علاوہ دو بڑی جنگیں لڑی تھیں بدر میں تو کفار کو بری طرح ناکامی ہوئی تھی اور احد میں بھی مسلمانوں کی عارضی شکست کے بعد کفار بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ ایسے حالات میں کہ مدینہ منورہ میں اسلامی خلافت روز بروز طاقت ور ہوتی جا رہی تھی اور کفار کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اسلامی سلطنت کا دائرہ کہیں ہمارے علاقوں تک بھی نہ پھیل جائے...... کفار اپنے آپس کے اختلافات بھلا کر مدینہ منورہ کے ارد گرد مسلمانوں کے استحصال اور مکمل بیخ کنی کے لیے جمع ہو گئے۔

بالکل اسی طرح افغانستان کے خلاف اس وقت کفار جمع ہوئے جب اسلامی امارت افغانستان کی سرزمین پر اپنے قدم جما رہی تھی اور پوری دنیا اس کو اپنے باطل نظاموں کے لیے ایک خطرہ محسوس کرنے لگی جب کہ بہادر افغان مسلمانوں نے اس سے پہلے ماضی قریب میں کفار کے خلاف اسی سرزمین پر دو عظیم جنگیں لڑی تھیں...... بدر کی طرح تو برطانوی استعمار کو ایسی شکست ہوئی تھی کہ اس غیرت مند سرزمین سے ان کا صرف ایک فوجی بھاگنے میں کامیاب ہوا تھا، جب کہ روس کے خلاف بھی مسلمانوں کا معرکہ ایک تاریخی معرکہ ہے اگرچہ اس میں مسلمانوں کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا لیکن بالآخر روس نے بھی یہاں سے فرار کا راستہ اختیار کیا اور مسلمان اللہ کے فضل سے کامیاب و کامران ہوئے، اس کے بعد جب اسی سرزمین سے خلافتِ اسلامیہ کی صدائیں آنا شروع ہوئیں تو کفار کو اپنے شکستہ نظاموں کو بچانے کا غم لاحق ہوا اور انہوں نے ان کے خلاف ایک وحشت ناک جنگ کا اعلان کر دیا۔

مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کے استیصال کے لیے مشرکین کا عالمی اتحاد:

مدینہ طیبہ کا محاصرہ کرتے وقت کفار نے آپس کے اختلافات بھلا کر مسلمانوں کے خلاف اتحاد قائم کیا، خصوصاً مشرکین مکہ اور یہود کے درمیان اتفاق ایک نادر الوقوع امر تھا کیونکہ یہ یہود نبی آخر الزمان کے مبعوث ہونے سے پہلے انہی مشرکین کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے تھے کہ اے اللہ نبی آخر الزمان کو بھیج دیتا کہ ہم ان کفار کے خلاف اس کی قیادت میں لڑ کر ان پر فتح حاصل کریں:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ج فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ (البقرة: ۸۹)

"اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے، اس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے پس جب اُن کے پاس آ پہنچی تو اُس کے منکر ہو گئے"۔

اور اس وقت ان کا اتحاد الکفر ملۃ واحدۃ کا حقیقی مظہر تھا۔

اسی طرح جب امریکہ اپنے پورے غرور و تکبر کے ساتھ فرعونی دعویٰ انا ربکم الاعلیٰ کے ساتھ افغانستان میں اسلامی حکومت کے خلاف حملہ آور ہوا تو دنیا کے تمام کفار

24 مارچ: صوبہ قندہار............ضلع میوند............ بارودی سرنگ دھماکہ............5 ٹینک تباہ............4 امریکیوں سمیت 11 فوجی اہلکار ہلاک

اس کے اتحادی بنے اور یہود وہنود اور نصاریٰ ومشرکین نے اپنے آپس کے اختلافات بھلا کر اس دجال لشکر میں شامل ہوگئے، اور دیکھتے ہی دیکھتے ۲۵ ممالک کی افواج پوری قوت سے امارت اسلامی پر چڑھ دوڑی، جس طرح وہاں یہود اور مشرکین کے درمیان اتحاد ایک تعجب کی بات تھی اسی طرح یہاں زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ نام نہاد مسلمان، مرتد حکومتوں نے بھی ان یہود ونصاریٰ کے ساتھ مکمل اتحاد کیا اور اولادِ ابراہیم کے لیے جلائی جانے والی آگ میں ہر کسی نے اپنی طاقت کے مطابق حصہّ ڈالا کسی نے مالی امداد کی تو کسی نے براہ راست اپنے فوجیوں کو افغانستان بھیجا، کسی نے اڈے اور سپلائی فراہم کی، تاکہ امارتِ اسلامیہ کو ڈھانے کی 'سعادت' سے کوئی محروم نہ رہے۔

☆انہوں نے مدینے پر ہر طرف سے حملے کا منصوبہ بنایا اور مدینہ کا ہر اس مقام سے محاصرہ کیا جہاں سے وہ اس کو فتح اور کنٹرول کرنے کا یقین رکھتے تھے، اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

اِذۡ جَـآءُوۡكُـمۡ مِّـنۡ فَـوۡقِكُـمۡ وَ مِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡكُـم (سورة االاحزاب: ۱۰)

''جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے''۔

ان میں سے ایک گروہ مدینہ کے نیچے کی طرف اتر گیا وہ مدینہ کا مشرقی طرف تھا اور دوسرا گروہ مدینہ کے اوپر کی طرف اتر گیا، مشرق کی طرف بنو قریظہ کا قلعہ تھا ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ تھا انہوں نے معاہدہ توڑا اور مسلمانوں کے خلاف کفارِ مکہ کی مدد کی۔

مدینہ طیبہ میں سخت خوف وہراس:

لشکر کفار کے حملے کے وقت مدینہ طیبہ میں سخت خوف وہراس کا سماں تھا، دہشت کے مارے دل حلق کو پہنچے ہوئے تھے، ہر شخص متفکر تھا کہ اب کیا ہوگا، قرآن مجید نے اس منظر کا کچھ یوں نقشہ کھینچا ہے:

'وَبَلَغَتِ الۡقُلُوۡبُ الۡحَنَاجِر (سورة الاحزاب: ۱۰)

''اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے''۔

جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سخت ترین حالات میں مسلمانوں کو نہ صرف اس جنگ میں فتح وغلبہ کی بشارت دے رہے تھے بلکہ قیصر وکسریٰ کے خزانوں کے زیر نگیں آنے کی خوش خبری سنا رہے تھے، ایسے سخت ترین حالات میں ان بشارتوں کو سن کر مادیت پرست منافقین اسے جھوٹی تسلیاں سمجھ کر آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔

علامہ سلیمان اندلسی الاکتفاء میں ان کا حال یوں بیان فرماتے ہیں:

حتی 'قال قائل منهم کا ن محمد یعدنا ان ناکل کنوز کسریٰ وقیصـر واحـدنا الیوم لایامن علیٰ نفسه ان یذهب الی الغائط (الـاکتـفـاء بـمـا تضمنه من مغازی رسول الله صلی الله علیه وسلم والثلاثة الخلفاء ۲/۱۰۵)

''یہاں تک کہ ان میں سے بعض کہنے والے یوں کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہم سے قیصر وکسریٰ کے خزانے کھانے کے وعدے کرتا تھا جب کے ہم میں سے کوئی آج تقاضے تک کے لیے جانے سے محفوظ نہیں ہے''۔

اسی طرح اگر کسی کو یاد ہو تو جب امریکہ اور اس کے حواریوں نے امارت اسلامی پر حملہ کیا تو مسلمان بہت خوف زدہ تھے اور جنگ اتنی سخت تھی کہ دل خوف کے مارے گلوں کو پہنچے ہوئے تھے، مایوسی اور دہشت کا یہ عالم تھا کہ یہ سوچنا تو درکنار کہ امریکہ شکست کھا جائے گا......اس بات کا تصور اور گمان بھی مشکل ہو رہا تھا کہ ان کے خلاف جنگ لڑنا بھی ممکن ہے بلکہ لوگ ان کے خلاف جنگ کو دیوانگی اور ہلاکت سمجھتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ وہ زمین پر سوئی کو بھی دیکھ کر نشانہ بنا سکتے ہیں......

مجھے یاد ہے کہ ہمارے ایک ساتھی اسماعیل شہید رحمہ اللہ جو انتہائی مضبوط ایمان اور یقین والے تھے شینکئی کے مقام پر ایک جنگ کے دوران امریکی ہیلی کا پٹروں سے نہیں چھپے اور چٹیل میدان میں بیٹھے ہوئے تھے، ساتھیوں نے کہا کہ تھوڑا ادھر درختوں کے نیچے ہو جاؤ ہیلی کا پٹر نے دیکھ لیا تو مارے گا تو انھوں نے کہا کہ آج میں دیکھتا ہوں کہ میں سوئی سے چھوٹا ہوں یا بڑا، لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ وہ اس جنگ میں بالکل محفوظ رہے، اللہ تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائے، آمین۔ اسی طرح بعض منافقین یوں کہا کرتے کہ ان کو دیکھو یہ دنیا پر حکومت وقبضے کے خواب دیکھتے تھے، کیسے غاروں میں چھپ گئے ہیں، اور آج بھی ممکن ہے اگر ہم کہیں کہ اب اقوام متحدہ کا وقت ختم ہو چکا ہے اور اس کی جگہ عالم گیر اسلامی خلافت کا قیام ہوگا تو لوگ ہم پر ہنسیں گے اور اسے دیوانے کی بڑ سمجھیں گے لیکن **والله غالب علیٰ امره ولکن اکثر الناس لا یعلمون**

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''عقیدہ الولاء والبراء اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ یعنی ہم اسی سے دوستی کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہو اور اسی سے دشمنی کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو۔ لیکن منافق اور درہم و دینار کے بندے، ہر حق وباطل میں بادشاہ کی پیروی کرتے ہیں۔ جس سے یہ (بادشاہ) دوستی کرے وہ ان کا دوست اور جو اس کا دشمن وہ ان کا دشمن ہوتا ہے۔ کیا کسی انسان میں، یوں اپنے عقل وضمیر کے خلاف چل کر بھی کوئی انسانیت باقی رہ سکتی ہے؟ کیا ''ایک اچھا شہری'' بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے دین سے ناطہ توڑ لیں اور اپنی عقلوں پر پردے ڈال لیں؟'' (محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ)

25 مارچ: صوبہ کنڑ......ضلع اسعد آباد......فدائی مجاہد کا افغان فوجیوں پر حملہ......ایک افسر سمیت 28 فوجی ہلاک......متعدد زخمی

مذاکراتی عمل......خاکی اور لبرل شر پسند بے نقاب

خباب اسماعیل

تحریک طالبان پاکستان اور حکومت کے درمیان مذاکراتی عمل جاری ہے......طالبان قیادت نے جنگ بندی کا فیصلہ کیا اور مجاہدین اس فیصلے پر پوری طرح عمل پیرا رہے......قیادت کی جانب سے واضح اور دوٹوک انداز میں کہا گیا کہ ''شریعت کی رو سے جنگ بندی کے بعد کسی قسم کی حربی کارروائی کو جائز نہیں سمجھا جائے گا''......یقینی طور پر شریعت ہی ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ ہی ہمارے لیے ہدایت کاملہ کے طور پر موجود ہے......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہادی اسفار اور جنگی معرکوں نے رزم گاہوں میں اہل ایمان کے کردار و عمل کا تعیین کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات و سمجھوتوں نے صلح جوئی و مصالحت کی بابت بھی مکمل رہ نمائی فراہم کی......

طالبان قیادت نے خلوصِ نیت سے ان مذاکرات کا آغاز کیا، اُنہوں نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کیا کہ اُن کے ہاں ہٹ دھرمی، بے جا ضد و عناد، ڈھٹائی اور کن روی بالکل نہیں پائی جاتی......ذرائع ابلاغ میں اُنہیں کیسے القابات دیے جاتے ہیں اور اُن کی کیسی تصویر عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کی جاتی ہے لیکن بیدار مغز اور زیرک طالبان قیادت نے اپنی بے لوثی، سیاسی بصیرت و تدبر، دوراندیشی، بردباری، معاملہ فہمی اور سوجھ بوجھ سے اپنی متعلّق پھیلائے گئے تمام ابہام واوہام بالکلیہ غلط اور باطل ثابت کیا ہے۔

لبرل فسادپسند:

طالبان کے صبر و تحمل اور متانت سے سیکولر اور لادین عناصر چکرا کر رہ گئے ہیں......اُن کی ''دکانوں'' پر ہمہ وقت طالبان کے ''خون کے پیاسے''، ''جاہل و گنوار''، ''کج فہم و کم عقل'' اور ''وحشی اور انسانیت کے دشمن'' جیسے ''سودے'' سجے رہتے تھے جن کو خوب ''مارکیٹنگ'' کرکے بیچا جاتا......طالبان کی جانب سے جنگ بندی اور پھر اُس کی مکمل پاسداری کے باعث ان ''دکانوں'' پر مندی کا ساسماں ہے......طالبان کے حوصلہ و برداشت سے 'لبرل' کہلانے والے مفسد سٹپٹائے، بوکھلائے اور بھُنائے پھرتے ہیں......کوئی ''چڑی باز'' اسلام دشمنی میں ہفوات بکنے میں مگن ہے اور کسی ''بوتل بردار دانش فروش'' کے پیٹ میں رہ رہ کر مروڑ اٹھ رہے ہیں......کسی ''پیرزادے'' کا بیمار ذہن اُسے مسلسل فتنہ انگیزی پر اُکسا رہا ہے اور کوئی ''عالم آف لائن'' رافضیت کے زہر کو سینے میں چھپائے مجاہدین کے خلاف منہ سے جھاگ اڑاتے ہوئے ''فتوے'' دیتا ہے......کہیں ایم آئی کے ٹکروں پر پلنے والا ہکلا ہکلا کر طالبان کی مذمت میں اناپ شناپ بکنے میں مصروف ہوتا ہے......کوئی ''ناتمام'' خواہشات کا اسیر، کیفیتِ خمار سے کبھی باہر نہ آنے والا اور ترنگ و مستی میں جرنیلوں کے قصیدے گوئی کرکے ''نام اور کام'' کمانے والا مُقفّٰی و مُسجّع اردو کا سہارا لے کر ''آپریشن کرو'' کا ڈھول پیٹ رہا ہوتا ہے......کوئی سٹھیایا ہوا بڈھا اپنے نام کے ساتھ لگے ''ناجی'' کے لاحقے ہی کو ''نجات'' کے لیے کافی سمجھ کر دور و نزدیک کی تمام کوڑیاں (بلکہ گُوڑا) جمع کرتا اور ہر روز ''سویرے سویرے'' شریعت کے خلاف ہذیان بکتے بکتے ''تیلیاں لگانا'' ضروری سمجھتا ہے......کہیں ہر کس و ناکس کو ''جواب دہ'' ہونے کا حکم دینے والا ''نمبردار'' باؤلا ہوکر ہاہاکار مچائے رہتا ہے......کبھی نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذاب کا چیلا، لال ٹوپی پہنے مسخرہ بن کر خاکی وردی والوں کی چاپلوسی کرتے کرتے پاکیزہ کردار مجاہدین پر بے سروپا الزامات دھرتا نظر آتا ہے......کہیں ریاض ٹھیکے دار کی ''فیاضیوں'' کو سرعام طلب کرنے والا ''کھرے سچ'' کا میلہ لگا کر لگائی بجھائی کرنے میں منہمک رہتا ہے......کسی جانب ''ڈولتا پاکستان'' کے ہیکل جیکل مجاہدین کے خلاف اپنا خبثِ باطن ظاہر کرنے میں مشغول ہوتے ہیں......کوئی بیچ ''چوراہا'' میں شراب کے نشے سے چُور ہوکر تنگ بندیاں کرتا، کیف و مدہوشی میں غرق رہتے ہوئے دینی شعائر و احکام اور مجاہدین اسلام کی مخاصمت میں اُبکائیاں لیتا ہے......

بزدل اور کم ہمت:

یہ تو چند ایک مثالیں ہیں......اسلام دشمنی اور شریعت مطہرہ کے نظام سے بے زاری تو ان لادینوں اور ملحدوں کی رگ رگ میں بھری ہوئی ہے......دین سے وابستگی اور اسلام سے محبت ایک مسلمان کو جری، بہادر اور شجاع بناتی ہے جب کہ دین سے عداوت و بیر اور اس کے نظام و شعائر کے خلاف زہر افشانی کا سبب چونکہ لعین دنیا کی محبت ہوتی ہے لہٰذا ان خصائل کے ہوتے ہوئے انسان لامحالہ طور پر پرلے درجے کا بزدل، ڈرپوک اور کم ہمت واقع ہوتا ہے......یہ ملحدین اسی المیہ سے دوچار ہیں، یہ ٹھنڈے کمروں اور وسیع گھروں میں بیٹھ کر بادہ خواری کرکے اور مَے کے جام پر جام لنڈھانے کے بعد کیف و خمار میں آکر مجاہدین اسلام اور نظام شریعت کے خلاف صفحوں پر صفحے کالے کرسکتے ہیں، اپنے ذہنی افلاس اور پست فکری کی بدولت دین کی اعلیٰ وارفع اقدار کے خلاف زبانیں دراز کرسکتے ہیں، آرائش و زیبائش سے رنگین سٹوڈیوز میں بیٹھ کر اُن فاقہ مستوں پر طنز، تشنیع اور افترا و کذب کے تیر برساتے ہیں جو اللہ کے دین کی خاطر دنیا کی ساری رعنائیاں، تمام تر سہولیتیں اور ہر طرح کے عیش و آرام کو ترک کرکے پہاڑوں، غاروں اور وادیوں میں میزائلوں اور بم باریوں کے نیچے بے خانماں لیکن مطمئن و پرسکون زندگی گزار رہے ہیں، سکرین پر براجمان ہوکر اور گز گز بھر لمبی زبانیں لے کر مجاہدین پر الزامات کا طومار باندھ کر لگائی بجھائی کا ''فریضہ''

26 مارچ: صوبہ ہلمند......ضلع مارجہ......مجاہدین کا ایک فوجی مرکز پر حملہ......20 فوجی ہلاک اور 12 زخمی

سرانجام دیتے ہیں، رنگروٹوں کو" کاٹ دو، ملیامیٹ کردو، جڑ سے اکھاڑ پھینکو" جیسے نسخوں کی پڑیا کھلاتے ہیں لیکن ان کا اپنا حال یہ ہے کہ اگر کہیں کوئی قریب میں پٹاخی بھی پھٹ جائے تو ان کا حالت زار قریب قریب "پیمپر زدہ" فوجیوں جیسی ہی ہوجاتی ہے......اگر کوئی دبے یا کھلے لفظوں میں دھمکی دے ڈالے تو ان کے حلق کے ساتھ ساتھ اور بھی "بہت کچھ" خشک ہوجاتا ہے، پھر صحافتی تنظیمیں کووں کے غول کا روپ دھار کر " کائیں کائیں" کرتی ہیں اور اجلاس در اجلاس کی "بہادرانہ کارروائیاں" کرکے " آزادی صحافت" کا دفاع کیا جاتا ہے! ان کی ہمت تو اتنی ہی ہے کہ ان کے نزدیک کوئی پھلجھڑی بھی چھوڑ دے تو یہ سب کچھ سمیٹ کر ایسی دوڑ لگاتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ پہنچنے سے پہلے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتے کہ مبادا بچپن میں دادی اماں کی سنائی گئی کہانیوں کے کسی " جامد اور پتھریلے کردار" میں ہی نہ ڈھل جائیں!......ایسے پرلے درجے کے بزدل اور ڈرپوک لوگ مجاہدین جیسے جری اور بے خوف ابنائے امت کے خلاف بے ہودگی اور گھٹیا پن کی انتہا کیے ہوئے ہیں۔

اختلاف کس میں؟

تحریک طالبان پاکستان کی چالیس روز تک جنگ بندی برقرار رکھی......اس دوران میں تحریک سے وابستہ تمام مجموعات نے قیادت کی جانب سے کی گئی جنگ بندی پر مکمل عمل درآمد کیا اور مجاہدین کی صفوں میں انتشار وافتراق کے تمام تر زہریلے پروپیگنڈے کو کلی طور پر زائل کر دیا......مجاہدین نے اپنے عمل وکردار سے ثابت کیا کہ وہ ایک قیادت کے تحت مکمل طور پر متحد ویکجان ہیں اور اُن کی صفوں میں کسی قسم کی دوئی اور توافق نہیں بلکہ وہ ہر طرح سے ایک ہی امیر کے امر کے تحت یکجا ہیں......یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اور اُسی کی رحمت ہے کہ اُس نے مجاہدین کے دل آپس میں جوڑ رکھے ہیں، ملک کے طول وعرض میں موجود تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین اپنے امیر ملا فضل اللہ حفظہ اللہ کی سیادت وقیادت پر متفق ہیں اور اُن کے تمام فیصلوں پر عمل درآمد کے پابند ہیں!

مجاہدین کے بارے میں میڈیا کے ذریعے زور وشور سے ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ وہ باہم دست وگریباں ہیں، اُن میں اپنی قیادت کی پالیسیوں کے بارے میں ابہام پائے جاتے ہیں اور اختلافات زور پکڑتے جارہے ہیں......اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے مجاہدین نے مکر اور جھوٹ کے اس جال کو اپنے عمل سے مکڑی کے جالے میں بدل دیا ہے......لیکن دوسری جانب کی صورت حال پر بھی نظریں ضرور رکنی چاہئیں......فوج اور خفیہ ایجنسیوں کے احکامات پر مجاہدین کے بارے میں طرح طرح کی بے سروپا کہانیاں گھڑنے والوں کی نظریں آخر حکومت اور فوج کے باہمی تنازعات اور اختلافات کی جانب کیوں نہیں جاتیں؟ جب کہ حکومت اور فوج کے درمیان تمام معاملات میں انتشار واضح طور پر نظر آتا ہے......کیا وجہ ہے کہ ہر وزیر مشیر کو یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ " حکومت اور فوج ایک صفحے پر ہیں"......معلوم نہیں یہ کیسا " صفحہ" ہے کہ جو حکومت اور فوج کو ایک ساتھ " سنبھالے" ہوئے ہے اور پھر بھی پھٹنے پر نہیں آرہا!...... اصل میں حکومت (یعنی " دکھانے کے دانت") والوں کی پالیسی کچھ اور ہے جب کہ اصل اور " وڈی" سرکار (یعنی خاکی وردی میں چھپے شیاطین اور " کھانے" بلکہ کچا چبانے کے دانت) والوں کے کچھن کچھ اور بتاتے ہیں! حقیقت یہ ہے کہاں دونوں کی پالیسیوں میں تفاوت بھی ہے، ان کے باہمی اختلافات بھی ڈھکے چھپے نہیں اور ان کے آپسی تنازعات بھی نمایاں ہیں......

جنگ بندی کا خاتمہ:

چالیس روز تک جنگ بندی کے بعد تحریک طالبان پاکستان کی عالی شوریٰ نے مزید جنگ بندی نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے......تحریک کے ترجمان نے جنگ بندی کو برقرار نہ رکھنے کے فیصلے سے مطلع کرتے ہوئے وہ تمام وجوہات بیان کیں جن کی بنا پر تحریک کی عالی شوریٰ نے جنگ بندی کے خاتمہ کا اعلان کیا۔ چالیس روز کے دوران مجاہدین نے اپنے عہد کی مکمل پاس داری کی اور جنگ بندی کی خلاف ورزی کا کوئی ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا۔ جب کہ فوج جنتا اپنی ازلی خیانت اور عہد شکنی کی روایات کو پوری طرح نبھاتی رہتی......تحریک طالبان پاکستان کی جانب سے قیدی مجاہدین کی رہائی، وزیرستان سے فوجی انخلا اور پورے ملک میں طالبان کے خلاف آپریشن روکنے کے مطالبات کیے گئے تھے......جن کے جواب میں طالبان کی جانب سے فراہم کردہ فہرست کے مطابق ایک بھی قیدی رہا نہ ہوا، فوجی انخلا کے معاملے پر بھی حکومت کی جانب سے مثبت پیش رفت نہ ہوئی، اسی طرح جنگ بندی کے دوران میں بھی پورے ملک میں طالبان کے خلاف خفیہ آپریشن اور کارروائیاں جاری رہیں......جن میں درجنوں مجاہدین کو گرفتار کرکے لاپتہ کیا گیا، خفیہ ایجنسیوں کی قید میں موجود دسیوں مجاہدین کو شہید کرکے اُن کی لاشیں سڑکوں پر پھینکی گئیں اور بے شمار قیدی بھائیوں کو دوران قید بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا......ان حالات کے پیش نظر تحریک کی شوریٰ عالی نے جنگ بندی میں توسیع نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور سیکورٹی اداروں کو نشانہ بنانے کا اعلان کیا۔

خون مسلم کی حرمت

جنگ بندی کے دوران میں اسلام آباد کچہری اور اسلام آباد سبزی منڈی میں ہونے والے دھماکوں سے مجاہدین نے لاتعلقی کا اظہار کیا اور یہ پہلا موقع تھا کہ میڈیا نے بھی مجاہدین کے اعلان برات کو مناسب حد تک نشر کیا......اسلام آباد سبزی منڈی میں ہونے والے دھماکے میں معصوم مسلمانوں کے جاں بحق ہونے پر تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان نے کہا کہ " عوامی مقامات پر حملوں میں بے گناہوں کو مارنا شرعاً حرام ہے، ایسے حملوں میں خفیہ ہاتھ کے ملوث ہونے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جو پاکستان کے مسلمانوں پر حملے کرکے ان کو اسلام سے محبت کی سزا دینا چاہتے ہیں، ماضی میں بھی تحریک طالبان کے نام پر کئی شہروں میں دھماکے کیے گئے، پاکستان کے باشعور عوام کو واضح ادراک

28 مارچ: کابل......مجاہدین کے فدائی دستے نے نیٹو افواج کے مرکز اور ایک چرچ پر حملہ کیا......دشمن کو شدید جانی ومالی خسائر کا سامنا کرنا پڑا

ہونا چاہیے کہ عوامی مقامات پر حملوں میں کون سے عناصر ملوث ہیں''۔

تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے کیے جانے والے جنگ بندی کے خاتمہ کے اعلان میں بھی خونِ مسلم کی حرمت کے حوالے سے مجاہدین کے موقف اور عمل کو دوٹوک انداز میں بیان کیا گیا ہے...... طالبان نے اپنے اس بیان میں کہا کہ چونکہ سیکورٹی ادارے مجاہدین کے خلاف مسلسل برسر جنگ ہیں لہٰذا اب اُن پر ہر طرح کا جوابی وار کیا جائے گا اور جنگ بندی میں مزید توسیع نہیں ہو گی لیکن کوئی ایسی کارروائی نہیں کی جائے گی جس کے نتیجے میں عامۃ المسلمین کی جان و مال کو کسی قسم کی گزند پہنچنے کا خطرہ ہو...... مجاہدین کو قریب سے جاننے والوں کو بخوبی اندازہ ہے کہ اُن کے ہاں خونِ مسلم کی حرمت کے حوالے سے کس قدر حساسیت پائی جاتی ہے ...... صلیبی لشکروں، استخباراتی تنظیموں اور پاکستانی خفیہ اداروں نے افغانستان میں کھل کر خونِ مسلم سے ہاتھ رنگے، لاکھوں افغان مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا جب کہ پاکستان میں اُنہوں نے خفیہ طور طریقے اپنا کر اور پردے کے پیچھے رہ کر اُسی طرح مسلمانوں کا قتل عام کیا جس طرح عراق و افغانستان میں کر چکے تھے...... فرق اتنا رہا ہے یہاں بھرے بازاروں، مساجد و تعلیم گاہوں اور عوامی مقامات پر بھیانک اور ہولناک دھماکے کر کے اہلِ اسلام کا خون بہایا گیا اور اس کا الزام مجاہدین کے سر دھر دیا گیا...... 'بلیک واٹر، ژی، ٹارچ لائٹ اور ٹوٹل انٹیلی جنس سلوشنز' جیسے ناموں سے صلیبی خفیہ اداروں کے ہزاروں تربیت یافتہ دہشت گرد پاکستانی خفیہ ایجنسی کی آشیر باد اور حفاظت تلے ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں ...... یہ اپنے اسلام اور جہاد مخالف مقاصد کے حصول کے لیے چوکوں، چوراہوں اور بازاروں میں بارودی دھماکے کرتے ہیں اور اُن کا الزام مجاہدین پر لگا دیتے ہیں...... پھر ذرائع ابلاغ کا کھیل شروع ہوتا ہے، ہر ٹی وی چینل اپنے پروگراموں اور ہر اخبار اپنے صفحات میں تواتر کے ساتھ اُن بے سروپا اور جھوٹے الزامات کی تکرار کرتا ہے اور مجاہدین کو ہی مطعون قرار دیتا ہے...... یہ صلیبی اتحادی میڈیا' صلیبی یلغار کا مقابلہ کرنے والے ابطال امت ہی کو کٹہرے میں کھڑا کرنے پر مُصر رہتا اور مسلمانوں کی عزت، ناموس اور جان و مال کو کفار کی دست برد سے محفوظ رکھنے کے لیے میدانوں میں نکلنے والے ہی میڈیا کی نظر میں ''سفاک قاتل'' قرار پائے......

ایسے میں مجاہدین نے ہر ایسی مجرمانہ اور بہیمانہ کارروائی سے کھلے بندوں برات کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں اہل ایمان کو خون میں نہلایا گیا لیکن اُن کا موقف کسی بھی طرح عوام الناس تک پہنچنے نہ دیا گیا...... آج حامد میر اپنے اوپر ہونے والے حملے کا الزام آئی ایس آئی پر دھرتا ہے تو میڈیا کے مینڈک اُچھل اُچھل کر اُس کے لتے لیتے ہیں کہ بغیر ثبوت الزام تراشی کرنے سے سیکورٹی اداروں کی تذلیل ہوئی ہے اور اُن کے وقار پر حرف آیا ہے جو کہ غداری کے زمرے میں آتا ہے...... جب کہ یہی ذرائع ابلاغ سالوں تک مجاہدین پر بے سروپا اور جھوٹے الزامات لگاتے رہے اور کسی قسم کی شرم، حیا اور عار انہیں چھو کر بھی نہیں گزرا......

مجاہدین تو اہل اسلام کی سلامتی کے حریص ہیں اسی لیے جب بھی ایسے وحشیانہ اور سفاکانہ طریقہ سے مسلمانوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے تو وہ اس سے کُلّی طور پر برات کا اظہار کرتے ہیں...... پشاور کے مینہ بازار اور قصہ خوانی بازار، اسلامک یونی ورسٹی اسلام آباد، مون مارکیٹ لاہور، بس اڈوں، مساجد، تبلیغی مراکز اور مارکیٹوں میں ہونے والے دھماکوں سے مجاہدین نے فوری طور پر برات کا اظہار کیا لیکن میڈیا ہمیشہ مجاہدین کے موقف کو پیش کرنے سے گریزاں ہی رہا...... کیونکہ اگر مجاہدین کا مبنی برحق موقف عوام کے سامنے پوری صراحت سے پیش کیا جاتا تو صلیبی چاکری کرنے والوں کی سبکی کا سامان بھی ہوتا اور اُن کے مکروہ کرداروں سے بھی پردہ ہٹ جاتا! تحریک طالبان پاکستان کے نائب امیر شیخ خالد حقانی مدظلہ تعالیٰ نے تحریک کے ابلاغی ادارے 'عمر میڈیا' کو ایک انٹرویو میں طالبان کے اسی موقف کو صریح اور صاف الفاظ میں بیان کیا:

> ''تحریکِ طالبان پاکستان اسلامی نظام کے قیام اور احیائے خلافت کی خاطر اٹھی ہے۔ ہم پاکستان کے بے گناہ عوام کو اپنے بھائی سمجھتے ہیں۔ ان کا خون بہانا حرام سمجھتے ہیں، شعائرِ اسلام اور مقدسات کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی توہین کے خلاف ہم اٹھے ہیں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہو گا کہ جس وقت لال مسجد و جامعہ حفصہ پر پاکستانی فوج نے یلغار کی تھی تو اس وقت مساجد و مدارس کی خاطر طالبان ہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ مساجد و مدارس میں بے گناہ مسلمانوں پر دھماکے کروانا طالبان کا کام نہیں ہے اور نہ ہماری تحریک کا کام ہے!''

پلید دُم ٹیڑھی ہی رہے گی:

تحریک طالبان پاکستان نے جنگ بندی کے خاتمے کا اعلان کیا لیکن ساتھ ہی مذاکراتی عمل کو سنجیدگی سے جاری رکھنے اور نتیجہ خیز بنانے کا اعادہ بھی کیا۔ طالبان کے مذاکراتی عمل میں مخلص ہونے کے بارے میں دشمن بھی گواہی دینے پر مجبُور ہے، حال ہی میں مذاکراتی عمل پر تحفظات کا اظہار کر کے اس سے علیحدگی اختیار کرنے والے میجر عامر نے اپنے فیصلے کے اعلان کے موقع پر کہا کہ ''طالبان رہنما مخلص ہیں اور مذاکرات کے لیے سنجیدہ ہیں''...... مجاہدین کی قیادت کا معاملہ شفاف اور بے داغ ہے جس کے متعلّق دشمن کی صفوں سے بھی گواہیاں آ رہی ہیں لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ حکومت مذاکرات کو سیاسی ہتھکنڈے کے طور پر استعمال کر رہی ہے...... جب جی چاہتا ہے وزیر داخلہ سٹیج سنبھال کر کھڑا ہو جاتا ہے اور مذاکرات کے ''فضائل'' دہرانے لگتا ہے اور جب ہاتھ میں کھجلی ہو تو وزارتِ دفاع نام کا عہدہ رکھنے والا (جسے چند ہی دن پہلے فوجی ''وقار'' کی حرمت پامال کرنے پر ''خاکیوں'' نے شٹ اپ کال دی) ''طالبان کے خلاف مارچ''

30 مارچ: صوبہ زابل...................... ضلع شہر صفا........................ ایک فدائی حملہ آور نے اپنی بارودی گاڑی اتحادی فوج کے کانوائے سے جا ٹکرائی.................. 9 رومن فوجی ہلاک

کی خبریں دینے لگتا ہے......اسی طرح جب اپنے آقا امریکہ سے ''سٹریٹجک مذاکرات'' (یعنی خدمات کے عوضانہ) پر بات ہوتو ''بے تاج'' مشیر خارجہ طالبان کے خلاف آپریشن کا عندیہ دینا شروع کر دیتا ہے......

دوسری جانب فوج ہے جو اس سارے عمل کے دوران میں اپنی گردن میں پڑے سریے کو ٹیڑھا کرنے پر تیار نہیں......پاکستان فوج اس وقت عجیب مخمصے کا شکار ہے، مذاکرات کی کامیابی میں رخنے ڈالنا بھی اُس کی مجبوری ہے کہ جن لشکروں کی ''صف اول'' کے طور پر خود کو منوایا گیا ہے اُن لشکروں کے سرداروں کی رضاجوئی کے بغیر اس کا ''گزربسر'' ممکن نہیں......جب کہ مجاہدین کے خلاف کھلی جنگ شروع کرنے کی ہمت بھی اپنے اندر اس لیے نہیں پاتی کہ شروع شروع میں صلیبی آقا خوب پیٹھ تھپکیں گے (فوجی امداد اور ڈالروں کی فراوانی کے ذریعے) لیکن پھر بیچ منجدھار میں چھوڑ دیں گے، ''سجیلے کم رنگیلے جوانوں'' کو مجاہدین کی مشترکہ اور متحد قوت کے جوابی وار سہنے اکیلے ہی سہنا ہوں گے......اسی لیے مجاہدین کے خلاف عسکری کارروائی اور اُن سے مذاکرات دونوں معاملات فوج کے گلے میں پھنسی ہڈی بنے ہوئے ہیں جن کے باعث جرنیلوں سے لے کر ''ڈھول سپاہیوں'' تک کی آنکھیں اُبل کر باہر آنے لگتی ہیں......اسی بے بسی کو چھپانے اور ''جی دار جوان'' کے روپ میں خود کو پیش کرنے کے لیے آئے روز جرنیلوں کے بیانات کا تانتا بھی بندھا رہتا ہے......ائیر چیف طاہر بٹ نے ۲۷ اپریل کو کہا کہ ''طالبان کے خلاف آپریشن کے لیے پوری طرح تیار ہیں''......بسیار خوری میں جن ''بٹ صاحبان'' کو بطور تمثیل پیش کیا جاتا ہے یہ ایئر چیف بھی اُنہی میں سے لگتا ہے......بلکہ ہمیں تو یقین ہے کہ پوری فضائیہ ہی بسیار خوری (جمع بادہ نوشی) کی عادی ہے تبھی تو سلالہ میں امریکی فوج اپنی ہی ''صف اول'' کو الٹ جاتی ہے اور ''شاہین'' محو راستراحت رہتے ہیں......اسی طرح سکڑوں میل کا فضائی فاصلہ طے کر کے امریکی ہیلی کا پٹر ایبٹ آباد تک آ کر بحفاظت واپس بھی چلے جاتے ہیں، ''فضائی وقار'' کی دھجیاں فضاؤں ہواؤں میں بکھری پڑتی ہیں لیکن ''مستعد فضائیہ'' بھنگ پی خراٹے مارنے میں مصروف ہوتی ہے......

۳۰ اپریل کو ''یوم شہدائے صلیب'' کے موقع پر آرمی چیف راحیل شریف نے بھی ایسی ہی ہانک لگائی......کہا ''باغی آئین اور قانون کی اطاعت قبول کریں ورنہ اُن سے نمٹنے کے معاملے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں''......فارسی کا محاورہ ہے کہ خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت......کوئی اس سرکش سے یہ پوچھے کہ اپنے ناپاک ادارے کی تاریخ اور اپنے کردار میں ایک بار جھانک کر دیکھ لینے میں آخر حرج کیا ہے؟ اول تو آئین و قانون مجاہدین کے لیے کسی قسم کی کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن جن لوگوں کے ہاں یہ ''مقدسات'' گردانے جاتے ہیں اور جو ان کی اطاعت کا سبق ہمیں پڑھا رہے ہیں وہ خود آئین شکنی اور قانون توڑنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے! مشرف جو امت مسلمہ کا مجرم ہے، وہ ان کے ''مقدس آئین'' کا بھی مجرم ہے، کون ہے جو اُسے ''چھوئی موئی کا پودا'' بنا کر حفاظت میں لیے ہوئے ہے؟ اور کچھ نہیں تو یہ ''آئین کے پاس دار'' یہی بتا دیں کہ کس ان کے خفیہ عقوبت خانے جن ہزاروں بندگان خدا سے بھرے ہوئے ہیں، وہ کس ''آئین'' کے تحت ان کے جور وستم سہنے پر مجبور ہیں؟ اُن کے لواحقین اور عفت مآب خواتین کو کس آئین کے تحت سڑکوں پر گھسیٹا جاتا اور سر عام اُن کے حجاب تک نوچے جاتے ہیں؟ ایسے بد دیانت اور خائن جرنیلوں سے عہد شکنی اور بدکرداری کی ہی امید رکھی جا سکتی ہے......ان کے ''وقار'' کی علامتیں یحییٰ خان، ٹکا خان، عبداللہ نیازی، مشرف اور کیانی ہی کی صورتوں میں سامنے آتی ہیں......یہی وجہ ہے کہ اب ''وقار'' بھی اس قدر نازک ہو چکا ہے کہ چند بیانات ہی اُس کی ''عصمت پر آنچ'' لانے کو کافی ہوتے ہیں! ایسے ''وقار'' کے ہوتے ہوئے اُنہیں ''بے وقار'' کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے!

مجاہدین مذاکرات کے لیے بھی اخلاص سے آمادہ ہیں اور ان کی گیدڑ بھبکیوں سے نمٹنے کے لیے بھی پوری طرح تیار ہیں......تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان نے اپنے یکم مئی کو جاری کیے گئے بیان حکومت وفوج کے منفی رویوں کا بھی ذکر کیا ہے اور مجاہدین کا عزم بھی دہرایا ہے، اپنے بیان میں اُنہوں نے کہا:

> ''تحریک طالبان پاکستان کے شیر صفت مجاہدین اللہ کی مدد سے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں، ہم صرف ایک اللہ کی حاکمیت کو مانتے ہیں، جنگ ہو یا مذاکرات اپنے حقیقی مقصد سے ہرگز انحراف نہیں کریں گے۔گذشتہ دو دنوں سے جنوبی وزیرستان میں بابڑ اور شکتوئی کے علاقوں میں فوج کی طرف سے بے گناہ عوام کے خلاف بلاوجہ جنگ مسلط کر دی گئی ہے، حکومت ایک طرف مذاکرات اور دوسری طرف جنگ اور دھمکی کی سیاست پر عمل پیرا ہے، ملک بھر میں تحریک طالبان کے خلاف کارروائیوں میں تیزی پیدا کی جارہی ہے، آئی ایس آئی کے خفیہ عقوبت خانوں میں لاپتہ بے گناہ افراد کے اہل خانہ کو سر بازار تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے، یہ صورت حال کسی طور پر بامقصد اور سنجیدہ مذاکرات کا ماحول فراہم نہیں کر سکتی ہے، تحریک طالبان پاکستان بارہا یہ بات واضح کر چکی ہے کہ ہم صرف اسلام اور پاکستان کے مسلمانوں کے مفاد میں مذاکرات کے لیے تیار ہیں، تاہم مذاکرات کو سیاسی اور جنگی ہتھیار کے طور پر قبول نہیں کریں گے۔
>
> حکومت کے ساتھ جاری مذاکرات میں تحریک طالبان پاکستان نے نہایت اخلاص اور سنجیدگی کا مظاہرہ کیا، ملک وقوم کو ۴۰ دن جنگ بندی کا تحفہ دیا، تاہم حکومت کی طرف سے مذاکرات کے اب تک کے دورانیے میں کوئی

(بقیہ صفحہ ۵۱ پر)

31 مارچ: صوبہ پروان............ضلع کوہ صافی............مجاہدین کے حملے............2 امریکی فوجی ہلاک اور دو زخمی............ایک ٹینک بھی تباہ

رنگین جمہوریت اور مسکین عوام

مصعب ابراہیم

جمہوریت کا ''حُسن'' پوری '' آب و تاب'' دکھا رہا ہے......عوامی نمائندگان کے کردار و عمل کی گراوٹوں اور پستیوں کی داستانیں سینہ بہ سینہ روایات سے نکل کر کُو بہ کُو پھیل چکی ہیں......رسوائیوں اور ذلالتوں کی دلدل میں گردنوں تک دھنسے ہوئے مترفین اس قوم کی قیادت کر رہے ہیں......تبھی تو پارلیمنٹ کی راہ داریوں میں عیش و طرب کے سامان ہیں، ارکان پارلیمنٹ اپنے ہی '' بھائی بندوں'' کی سیاہ کاریاں منظر عام پر لا رہے ہیں...... بڑے صوبوں میں فیسٹیولوں کی '' بہار'' ہے، اربوں روپے '' ثقافت بچاؤ مہم'' اور '' عالمی ریکارڈ بناؤ مہم'' کے لیے صرف کیے جا رہے ہیں......وڈیروں ، جاگیرداروں اور بدمست سرمایہ داروں کے ہاتھوں دامنِ عزت تار تار کروانے والی خواتین خودسوزیاں کرنے پر مجبُور ہیں......بھوک سے بلکتے بچوں کا درد سہنے سے قاصر مائیں اُنہیں اپنی آغوش میں لیے نہروں میں چھلانگیں لگا رہی ہیں......تھر کے مفلوک الحال عوام کے لیے بھوک و ننگ سے بچنے کے لیے موت کی آغوش کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں، اُن کے معصوم بچوں کی زندگی کی ڈوریں فاقے کاٹتے کاٹتے کٹ جاتی ہیں......لیکن شقی القلب حکمران طربِ عیش دینے سے شرماتے ہیں نہ ہی مفلوک الحال عوام کی دادرسی کی کوشش ہی کرتے ہیں!

اوباش وعیاش مقننه :

جمہوری نظام میں قانون سازی کا اختیار جس ادارے کے پاس ہے اُسے پارلیمنٹ کہا جاتا ہے......جن طاغوتی ہاتھوں کو مقنن بنایا گیا ہے وہ غلاظت اور گندگی سے کس قدر لتھڑے ہوئے ہیں، اس بارے میں نجی محفلوں اور '' آف دی ریکارڈ'' گفتگوؤں میں تو بہت سے پول کھولے جاتے ہیں......لیکن اسی پارلیمنٹ کے رکن جمشید دستی نے پہلی مرتبہ سرعام اُن رازوں سے پردہ اٹھایا ہے جو اگرچہ معروف معنوں میں '' راز'' نہیں کہلا سکتے کیونکہ یہاں کے اکثر لاجز کے مکینوں کی صبح دم حالت دیکھ کر یہ مصرع ہر کسی کو یاد آتا ہے کہ

؎ تیری صبح کہہ رہی ہے تیری رات کا فسانہ

ایسے میں گھر کے بھیدی نے ڈنکا بجا کر لنکا ڈھائی ہے......جمشید دستی نے اراکین اسمبلی کی عیاشیوں، بدکرداریوں اور ام الخبائث سے شغفِ مسلسل کو کھل کر بیان کیا ہے......دستی کے بیان کے بعد صرف ایک دن میں پارلیمنٹ لاجز سے شراب کی ۸۰۰ خالی بوتلوں کو جمع کر کے '' ٹھکانے'' لگایا گیا......طوائفوں کی زلفوں کے اسیر '' معزز'' ارکانِ پارلیمان کی عزت دو ٹکے کی تو پہلے بھی نہ تھی لیکن مظفر گڑھ کے جوان نے تو ان کی ایسی مٹی پلید کی ہے کہ '' معززین'' کے پست کردار پوری طرح عیاں ہو چکے ہیں......

یہ لوگ ناؤنوش ،گردشِ جام و مینا اور ''حُسنِ عریاں'' کے رسیا ہیں اور '' شربتِ انگور'' سے اپنی ہوس کو دوآتشہ کرنے کے لیے قلاش عوام کی جیبوں سے نکالے گئے کروڑوں روپے سالانہ کے حساب سے اڑا دیتے ہیں......راگ رنگ، رقص و سرور اور ''تتلیوں کی بہار'' سے نفس امارہ کی پیاس بجھانی ہو تو پارلیمنٹ لاجز میں جابجا '' اُس بازار'' کے '' موسم'' در آتے ہیں......پھر کبھی تو ایک ملین ڈالر دے کر کسی بھارتی اداکارہ کو ناچ گانے اور '' سیوا'' کے لیے '' بُک'' کی جاتی ہے، کبھی '' گوری چمڑی'' کو بغیر ویزہ کے '' درآمد'' کیا جاتا ہے اور کبھی '' مقامی نسل'' اور آنٹی شمیموں جیسی فاحشاؤں کی خدمات لے کر ہوسِ نفس کی تسکین کی جاتی ہے......

یہ اسلامی قانون سازی کریں گے؟

دین اسلام کی رُو سے قانون سازی کا اختیار صرف اور صرف احکم الحاکمین کو ہے......قانون بنانا اُسی کا حق اور اختیار ہے جس نے مخلوق کو بنایا......لیکن بُرا ہو سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کا جس نے خالق کائنات کے اس اختیار میں شریک ٹھہرا دیے اور عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے والوں کو قانون بنانے کا حق دار قرار دیا......اس صریح شرک فی الحکم اور شرک فی الامر کو نظام کی شکل دینے والوں نے اہل ایمان کو بڑے پیار سے چند '' میٹھی گولیاں'' کھلا دیں، اس ملک میں جتنا مذاق دین کے نام پر کیا گیا ہے اُس کی بنیاد آئین کے دیباچے کے طور پر موجود یہی قرارداد مقاصد ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ '' اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکتا'' ......اور اس قانون کو بنانے کی ذمہ داری ان لوگوں کو دی گئی جن کے حواس پر فاحشہ عورتیں سوار رہتی ہیں اور سانسوں میں ہمہ وقت '' مشروبِ خاص'' کی بدبو رچی بسی رہتی ہے......یہ نیچ کردار ایسے ہیں کہ ایک طرف تو '' قرآن و سنت کے خلاف قانون نہ بننے'' کی جگالی کرتے ہیں اور دوسری طرف اسی ایوان میں کھڑے ہو کر متشرع چہرے والا وزیر مملکت برائے داخلہ بلیغ الرحمٰن ام الخبائث پر پابندی کی مخالفت کرتے ہوئے ڈھٹائی اور بے شرمی سے سرکاری موقف بیان کرتا ہے کہ '' شراب حرام ہے لیکن اس کی وجہ سے کروڑوں روپیہ قومی خزانے میں ریوینیو کے طور پر آتا ہے، پابندی نہیں لگا سکتے''!

ایسے میں آئین پاکستان میں موجود '' اسلامی'' دفعات کے صفحات کو کسی پنسار

31مارچ: صوبہ ہلمند..........ضلع نادعلی..........بارودی سرنگ دھماکہ..........ایک امریکی ٹینک تباہ..........5امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

خانے میں معجون بھرنے کے کام میں تو لایا جاسکتا ہے لیکن کسی طرح ان پر عمل درآمد نہیں کروایا جاسکتا کیونکہ قوتِ نافذہ جن ہاتھوں میں ہے وہ لوگ سرتاپا حرام کاری میں غرق ہیں! آئین کی دفعہ ۲۶اور ۳۶ میں اگرچہ اُن اوصاف حمیدہ کا ذکر ہے' ارکان اسمبلی کا جن سے متصف ہونا ضروری ہے لیکن عملی طور پر دفعہ ۲۶ اور ۳۶ سیکولر اور لادین عناصر کے اسلامی تعلیمات اور شعائرِ اسلامی پر رکیک حملوں ہی کا باعث بنی ہیں کہ ان کی آڑ لے کر سیکولر طبقات نے تعلیمات دینیہ پر اوچھے وار کیے ہیں......

اس کے برعکس جن افراد کو ۶۲ اور ۶۳ پر پورا اترنا چاہیے تھا ان کے ہاتھوں سے جام وسبو چھیننے اور خواب گاہوں سے حیا باختہ عورتوں کی بے دخلی کے لیے شرعی قوانین کو خاطر میں نہیں لایا جاتا بلکہ سپیکر کی رولنگ کا مطالبہ کیا جاتا ہے......یکم مارچ کو ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی مرتضیٰ جاوید عباسی نے جمشید دستی کے ''انکشافات'' کے بعد اسلام آباد پولیس کے ڈی آئی جی سیکوٹی خالد خٹک کو طلب کیا اور اُس سے باز پرس کی کہ ''ایسے افراد کی روک تھام کے لیے قانونی کارروائی عمل میں کیوں نہیں لائی جاتی''؟ جواب میں خالد خٹک نے کہا کہ ''سپیکر اس سلسلے میں رولنگ دیں تاکہ پولیس کو ممنوع اشیا، منشیات وشراب اور لڑکیوں کی سپلائی کی روک تھام کے لیے اقدامات اٹھانے میں مشکل کا سامنا نہ ہو!''......

صرف عوامی نہیں "خاکی نمائندے" بھی!

اس ملک میں سیاست دانوں کے کرتوت بہت جلد منظرِ عام پر آجاتے ہیں لیکن ان سیاست دانوں کو ''پتلی تماشوں'' میں نچانے والے ہاتھوں کی میل اکثر وبیشتر اوجھل ہی رہتی ہے......یحییٰ خان اور مشرف کی طرح کوئی جرنیل ''آپے سے باہر ہو'' تب ہی اُس کی سیاہ کاریاں سامنے آتی ہیں وگرنہ فوجی میسوں، گیریژن کلبوں، ڈی ایچ اے سوسائٹیوں اور فوجی چھاؤنیوں کی داستانیں اور رودادیں ایسی ہیں کہ بدنام زمانہ سیاست دان اُس کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ ''چھلانگ'' بھی ماریں تو پانچ سے دس فی صد ہی مقابلہ کر پائیں گے، باقی نوے سے پچانوے فی صد پلہ ''بھاری بوٹوں'' کا ہی بھاری رہے گا......فرق صرف اتنا ہے کہ سیاست دان چھچھورے پن اور بے ڈھبے وبے ہنگم انداز واطوار کی وجہ سے ''دیدارِ عام'' حاصل کرلیتے ہیں لیکن خاکی وردی والے بڑے ہی کایاں ہوتے ہیں......وہ رازداری، اخفا کے تمام تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں اور ''Sophisticated'' انداز میں ساری کارروائی کرتے ہیں......

اس کا ثبوت دینے کی ویسے تو چنداں ضرورت نہیں کہ حقیقت خود بولتی ہے......لیکن کسی کو زیادہ شوق ہو تو سابق ضلعی ناظم لاہور، جو کہ پنجاب میں مخلوط تعلیمی اداروں کا پورا نیٹ ورک چلانے کے ساتھ ساتھ 'ٹی وی چینل' کا بھی کرتا دھرتا ہے اور جس کے تعلیمی اداروں میں ''اعلیٰ مدارج تعلیم'' طے کرتی خواتین کو 'ڈھول سپاہیوں' کے لیے تیار کیا جاتا ہے، کی قربت میں چند دن رہنے کی کوشش کر دیکھے، اگر اُس کی کوشش کامیاب ہوگئی تو اُس پر ایسے ایسے راز افشا ہوں گے کہ صرف اُسی کے نہیں بلکہ اُس کی آنے والی نسلوں لے بھی تمام طبق روشن ہوجائیں گے! اس کے علاوہ ''ٹائیگر'' نیازی کا وہ بیان بھی سامنے رہنا چاہیے کہ ''یہ تو نہیں ہوسکتا کہ میرے جوان فرائض تو مشرقی پاکستان میں ادا کریں لیکن جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے جہلم جائیں''......یعنی جہاں جہاں ''ادائیگی فرائض'' کا موقع ملے وہاں وہاں اپنا ہی ''جہلم'' بنالینا مستقل اور مستحکم روایت ہے!

لبرلز بہت تکلیف میں ہیں!

لادین دانش فروشوں کو جمشید دستی کی ''حرکتوں'' نے سیخ پا کردیا......اُنہیں یہ بات کسی طرح ہضم نہیں رہی کہ اُن کے ممدوح نظام (اصلاً طاغوتی نظام) کے کل پرزوں کے کچے چھٹے یوں بے دردی سے کھول کر رکھ دیے جائیں......ان لبرلز اور سیکولرز طبقات کے ہاں 'اخلاقیات' نام کی کوئی چیز تو ویسے ہی معدوم ونا پید ہوتی ہے......ان کے ہاں 'بوتل اور تھرکتے بدن' زندگی کی اصل ہیں......ان کا رزیل ذہن برداشت ہی نہیں کرپاتا کہ ''جمہوری بتوں'' پر کوئی ہلکی آنچ بھی آئے......کسی کے خیال میں جمشید دستی 'اراکین پارلیمان کے فرائض کی ادائیگی میں ''دخل درمعقولات'' کرنے میں مصروف ہے، کسی نے دستی کو ''بلاوجہ کا خدائی فوجدار' بنادیا اور کسی نے چیں بچیں ہوکر کہا کہ وہ اراکین پارلیمان کی ''چادر اور چاردیواری'' میں رخنہ اندازی کا مرتکب ہے......ان دین دشمنوں اور بے حمیت قلم فروشوں کی اپنی اخلاقی تربیت کس نہج پر ہوتی ہے' اُس کی صرف ایک مثال پیش خدمت ہے!

ایاز امیر' پاکستان میں اس بدبخت ٹولے کے سرغنوں میں سے ہے......اس کی بدکرداری وبداطواری اور بدفطرت ذہنیت ملاحظہ ہو......خشونت سنگھ جیسے جنسی مریض کے مرنے پر اُس نے روزنامہ 'جنگ' میں مورخہ ۲۲ مارچ کو ''تیرے جیہا ہور کوئی نہ'' کے عنوان سے لکھا......

> ''خشونت سنگھ اپنی تحریروں میں شراب اور عورت کا ذکر بے باکی سے کرتے۔ اپنی تحریروں میں وہ پینے کے حوالے سے کچھ اپنی ہی وارفتگی کا احساس دلاتے۔ ایسا لگتا جیسے کوئی تہوار منارہے ہیں۔ اس کی ''مقدس رسومات'' کی ادائیگی وہ شام سات بجے شروع کرتے اور ساڑھے آٹھ بجے ختم کردیتے۔ اس معاملے میں وہ پابندیٔ وقت کے قائل تھے۔ کیا پاکستان میں ایسا ممکن ہے؟ بعض اوقات میں بھی ایسا ہی ذکر کرتا ہوں لیکن مجھے روایات کا لحاظ رکھتے ہوئے گول مول بات کرنا پڑتی ہے کیونکہ مجھے احساس ہے کہ بے باکی میرے ایڈیٹرز کو مشکلات میں ڈال سکتی ہے۔ خشونت سنگھ جیسے باغیانہ اور غیر روایتی خیالات کی پاکستانی معاشرہ تاب نہیں لاسکتا۔ یہ اعتراف کرنے کی ہمت کس شخص میں ہے کہ اس کی بیوی کا کسی

یکم اپریل: صوبہ میدان وردک.................ضلع سید آباد.................مجاہدین کے پولیس فوج پر حملے.................2 فوجی ہلاک اور 2 زخمی

اور شخص کے ساتھ بھی تعلّق رہا ہے اور وہ دو چار دن کی بات نہیں پورے بیس سال تک اور انہوں نے اس کا ذکر ایک ٹی وی پروگرام میں کیا۔ کیا یہ برداشت کرنے اور اس کا اظہار کرنے کے لیے ایک مطمئن روح کی ضرورت نہیں؟''

یہ ہے لادین ذہنیت کی بیماری جس میں وہ پوری قوم کو مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور جس بیماری کی نشان دہی پر وہ لال بھبھوکا ہو کر آستینیں چڑھا لیتے ہیں! جہاں نیکی کو بے وقوفی اور پرلے درجے کی بدکرداری، بے غیرتی اور اخلاقی گراوٹ کے اسفل ترین معیار کو اعلیٰ ظرفی گردانا جائے، جہاں قبیح اور شیطانی اعمال ''اوصافِ حمیدہ'' قرار پائیں...... وہاں 'فطرت مسخ ہو جانے' جیسے محاورے بھی بے معنی محسوس ہوتے ہیں...... بندروں اور بن مانسوں سے اپنا حسب نسب جوڑنے والے مبتذلین کے ہاں ''مطمئن روح'' کا تصور ایسا ہی بھیانک اور متوحش ہوتا ہے...... لیکن انہیں اس بات پر تو کم از کم فوجی جرنیلوں اور سیاسی گماشتوں کا ممنون ہونا چاہیے کہ وہ ''محدود پیمانے'' پر ہی سہی لیکن ایسی ''مطمئن ارواح'' کی اپنی صفوں میں موجودگی ضروری بنانے کے لیے ہی تو ڈھیروں جتن کر رہے ہیں!

پنجاب تا مہران......فیسٹیول ہی فیسٹیول:

عیاشیوں اور ''بابر بعیش کوش'' کے مناظر پارلیمنٹ کی ڈیوڑھیوں اور رہائشی محلات سے باہر بھی انہوں نے سجا رکھے ہیں جنہوں نے ان لاجز کو تعیّشات، عیش و عشرت اور ''رات گئے کی محفلوں و تخلیوں'' سے رنگین کر رکھا ہے...... پنجاب میں یوتھ اور سپورٹس فیسٹیول کے نام پر غریب عوام کے خون سے کشید کی گئی دولت کو لٹایا گیا، ذہنوں پر ورلڈ ریکارڈ بنانے کا ایسا بھوت سوار ہوا کہ جس نے سر سے ناریل و اخروٹ تڑوانے سے لے کر طویل ترین 'انسانی جھنڈوں' اور لاکھوں لوگوں کے قومی ترانہ گانے کے عالمی ریکارڈ بنوا ڈالے......

سندھ میں ''مرسو مرسو جان نہ چھڈسو'' والے ''سائیں'' کا سندھ فیسٹیول! باب الاسلام سندھ کی زریں مسلم تاریخ کی بجائے موئنجودڑو کی تہذیب جو عذابِ الٰہی کے کوڑے کھا کر ہمیشہ کے لیے نابود ہو گئی، جن کھنڈرات کے قریب سے گزرنے پر بھی سبک رفتاری اور تیزی سے گزر جانے کا حکم ہے اور جو تباہی، ویرانی اور اجاڑ پن کے باعث دیدۂ عبرت نگاہ کو رب کی بغاوت و سرکشی سے باز رہنے کا سبق دیتے ہیں' اُسی اجاڑ و ویران ''ثقافت'' کے احیا پر کم از کم ایک سو تیس ارب روپے لُٹا دیے گئے...... ننگے بدن ماڈلز کی ریمپ پر کیٹ واک اور ناچ گانے' وحشت ناک سناٹوں اور سنسان و تباہ حال ویرانوں پر جشن مناتے' کھنڈر دلوں کا پتہ دے رہے تھے......

اس ''رنگ و بھنگ'' کی دنیا سے چند سو کلو میٹر کے فاصلے پر صحرائے تھر میں دانے دانے اور بوند بوند کو ترستی زندگی کسی کو نظر نہیں آئی......تھر میں سیکڑوں بچے سسک سسک کر فاقوں اور بیماری کے ہاتھوں زندگی کی بازی ہار گئے لیکن ''سندھ کا سپر مین'' اور ''ٹوئیٹر بے بی'' تھر کے 'زندوں' کو موئنجودڑو کے مُردوں جتنا ''پروٹوکول'' دینے کو تیار نہیں......خشک، بنجر اور بے جان زمین میں دھیرے دھیرے موت کی آغوش میں جاتی اور تھر تھر کانپتی زندگی کسی سیاسی جغادری کا دل نرم نہ کر سکی......

دل تو خیر کیا نرم ہوتے، یہاں تو قساوت قلبی اور بے حسی نے ایسے ڈیرے ڈالے ہیں کہ لگتا ہے جیسے صحرائے تھر کی خشک سالی نے اصل وار ان پتھر دلوں پر کیا ہے' جو اس قدر سخت ہو گئے ہیں کہ پسیج کر ہی نہیں دیتے...... ۹ مارچ کو وزیر اعلیٰ سندھ' تھر کے مفلوک الحال عوام پرُسا دینے پہنچا تو اُس کے ساتھ سرکاری عہدے داروں کی فوج ظفر موج بھی تھی......اس لاؤ لشکر نے بھوک و پیاس سے بلکتے عوام کی تو خبر گیری کیا کرنا تھی' یہ مٹھی کے سرکٹ ہاؤس پہنچے جہاں بھوک و ننگ سے بے حال اور پیاس و تشنگی سے نڈھال عوام کا ''نظارہ'' کر کے ''تھک ہار'' کر واپس آنے والوں کے لیے رنگ برنگ مرغن، لذیذ اور انواع اقسام کے کھانے دسترخوان پر چُن دیے گئے......وزیر اعلیٰ سندھ، اس کے وزیروں، مشیروں اور درباریوں کی فرائی فش، تکے، فنگر فش، ملائی بوٹی، کوفتے، گھی میں چپڑی روٹیاں، قورمہ، روسٹ مٹن، کشمیری چاول، سنگاپوری رائس، ریشمی کباب اور بریانی سے ضیافت کی گئی......جب کہ جن مفلس اور خستہ حال لوگوں کے دکھ درد بانٹنے یہ نکلے تھے' اُن میں سے اکثر ایسے ہیں کہ جنہوں نے پیدائش سے لے کر بڑھاپے اور موت کا ذائقہ چکھنے تک کبھی پیٹ بھر کر کھانا ہی نہیں کھایا!

دن رات ''ہمیں طالبان کا اسلام نہیں چاہیے'' اور ''ڈریکولائی نظام نافذ نہیں ہونے دیں گے'' جیسی بڑھکیں لگانے والا مخنث، زنخا اور ہیجڑہ کیا جانے کہ شریعت اور دین کا نظام ہی ہے جس کو نافذ کرنے والے مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بے چینی اور اضطرار سے فرماتے تھے کہ ''فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھی بھوک سے مرگیا تو عمر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا جائے گا''......اور جب مدینہ میں قحط پڑا تو اُن کی نیندیں اُچاٹ ہو

یہ بیچ کردار ایسے ہیں کہ ایک طرف تو ''قرآن و سنت کے خلاف قانون نہ بننے'' کی جگالی کرتے ہیں اور دوسری طرف اسی ایوان میں کھڑے ہو کر متشرع چہرے والا وزیر مملکت برائے داخلہ بلیغ الرحمٰن 'ام الخبائث' پر پابندی کی مخالفت کرتے ہوئے ڈھٹائی اور بے شرمی سے سرکاری موقف بیان کرتا ہے کہ ''شراب حرام ہے لیکن اس کی وجہ سے کروڑوں روپیہ قومی خزانے میں ریونیو کے طور پر آتا ہے، پابندی نہیں لگا سکتے''!

کیم اپریل: صوبہ فریاب...... ضلع قیصار...... مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ...... ایک فوجی گاڑی تباہ...... 4 فوجی ہلاک

گئیں......اپنے اوپر گھی اور دودھ تک 'حرام' کرلیا کہ جب عامۃ المسلمین کو یہ '' آسائشیں'' میسر ہوں گی تب ہی عمر (رضی اللہ عنہ) بھی اِنہیں استعمال کرے گا! اعلیٰ کردار، رب کے حضور جواب دہی کا احساس اور انسانیت کا درد اسی اسلام کے نظام میں رکھا ہے جس کے خلاف دن رات ان مفسدین اور اشرار کی زبانیں شعلے اگلتی ہیں! اللہ تعالیٰ انسانیت کے ان دشمنوں اور دین کے ان اعدا کی زبانوں کو جہنّم کے شعلوں کی باگیں پہنائے، آمین۔

اسلام پسند ہی درد آشنا ٹھہرے:

سرکاری سطح پر زبانی جمع خرچ کے علاوہ تھر کے قحط زدگان کے لیے کچھ بھی نہیں کیا گیا......مٹھی کے سرکٹ ہاؤس کی روداد گزر چکی ہے، ایسی ہی دعوتیں اڑانے اور متاثرین سے ہمدردی جتا کر میڈیا کی کوریج حاصل کرنے کے لیے بہت سے بزرجمہر ہیلی کاپٹروں پر بیٹھ کر آتے، دورہ کرتے، ضیافتیں کھاتے اور یہ جا' وہ جا ہوجاتے ہیں...... ایسے میں اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے دلوں میں خوفِ آخرت کو بسائے اسلام پسند اور دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والے ہی ہیں جو متاثرین کی مدد کو پہنچے ہیں...... وہ بغیر کسی ستائش و توصیف کے اپنا فرض نبھا رہے ہیں......لیکن گز گز بھر لمبی زبانوں والے کروڑ وارب پتی سیکولر اور لبرل میں کوئی بھی ایسا نہیں جسے توفیق ملی ہو کہ متاثرین کے لیے ایک دھیلا ہی ڈھیلا کیا ہو......شعائرِ اسلامی کے خلاف ہمہ وقت سرگرم '' حقوقِ انسانی'' کی این جی اوز اپنے آقاؤں کی جانب سے ملنے والے اربوں روپے ڈکار جاتی ہیں مگر مجال ہے کہ کسی ایک نے بھی آگے بڑھ کر ان متاثرین کے لیے چند سو روپے بھی صرف کیے ہوں...... یہ دنیا کے اس قدر حریص اور لالچی ہیں کہ چند ٹکے بھی مخلوقِ خدا پر خرچ کرنے پڑیں تو ان کے اعصاب ماؤف ہوجاتے ہیں اور '' انسانیت'' کا درس دینے والے '' مال بچاؤ، دوڑ لگاؤ'' کی تصویر بن جاتے ہیں!

> یحییٰ خان اور مشرف کی طرح کوئی جرنیل '' آپے سے باہر ہو' تب ہی اُس کی سیاہ کاریاں سامنے آتی ہیں وگرنہ فوجی میسوں، گیریژن کلبوں، ڈی ایچ اے سوسائٹیوں اور فوجی چھاؤنیوں کی داستانیں اور روداد یں ایسی ہیں کہ بدنام زمانہ سیاست دان اُس کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ '' چھلانگ'' بھی ماریں تو پانچ سے دس فی صد ہی مقابلہ کر پائیں گے ، باقی نوے سے پچانوے فی صد پلہ '' بھاری بوٹوں'' کا ہی بھاری رہے گا......

''بہترین انتقام'' کی بجائے بہترین نظام اپنائیے!

مال کو سینت سینت کر رکھنے والے اور دین دشمنی میں تمام حدود عبور کر جانے والوں کا پسندیدہ نظام یہی جمہوریت ہے......آج عوام' اس جمہوریت کے '' بہترین انتقام'' کا نشانہ بن رہے ہیں......اس نظام کے تحت اُن کے سروں پر عیاش، شرابی کبابی، فاسق و فاجر اور زناکار مسلط ہیں......جب کہ تنفیذِ دین، شریعت کو حَکَم بنانے اور نظامِ شرعی کو عملاً نافذ کرنے سے ان شیطانی گروہوں سے بھی نجات ملے گی......حقیقی فلاح و بہبود اور عوامی مسائل کے حل کی سبیلیں بھی نکلیں گی......مہنگائی، بے روزگاری، عدمِ تحفظ، قتل و غارت گری، فاقہ و تنگ دستی سے سسکتے عامۃ المسلمین کو حقیقی سکون، امن اور ضروریاتِ زندگی کی فراہمی اور عوام کے وسائل کو ہڑپ کرنے والے ظالم و بددیانت ٹولے سے چھٹکارے کے لیے نفاذِ شریعت اور تنفیذِ دین کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے!

خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا اسوہ اور اہل ایمان کے دکھ درد میں دادرسی کی مثالیں چودہ سو سال پرانی '' کہانیاں'' نہیں بلکہ آج سے صرف پندرہ سولہ سال پہلے تک دنیا نے عمر ثالث نصرہ اللہ کی قیادت میں طالبانِ عالیشان کے افغانستان میں یہ سب نظائر کھلی آنکھوں سے دیکھے تھے......جب افغان مسلمانوں نے شریعت کی حاکمیت قائم کرنے کے لیے مجاہدینِ طالبان کا بھرپور ساتھ دیا تو افغانستان کے کُوچوں، بیابانوں میں ایسے حکام اور عُمّال نصیب ہوئے جنہیں سادگی، بے لوثی، ایثار و قربانی، صداقت و سچّائی، امانت و دیانت، غیرت و حمیت اور اُجلے کردار و عمل میں قرنِ اول کی یادگاریں قرار دیا جاسکتا ہے......آج اپنے اسلاف اور قرونِ اولیٰ کی روایات کے یہی امین' اہل ایمان کی دنیاوی و اخری فلاح و بہبود، سکون و چین اور بھلائی کے لیے شریعت کی بالادستی اور نظامِ طاغوت کی بیخ کنی میں مصروف ہیں! ان کی معاونت و نصرت اور تائید و حمایت ہی تمام مسائل کا واحد حل ہے......وگرنہ اسی طرح عوام کے سروں سے اخروٹ تڑوا کر '' عالمی ریکارڈ'' بھی بنائے جائیں گے اور پھر اِنہی سروں کو بھاری ٹیکسوں سے کُچلا بھی جاتا رہے گا......
'' قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی کے حق سے محروم' اراکین پارلیمان کے قلعہ نما لاجز میں مجروں اور شراب و کباب کا چلن عام رہے گا اور اربوں روپے ان عیاشیوں کی نذر ہوتے رہیں گے لیکن عام آدمی بنیادی ضروریاتِ زندگی تک سے محروم رہے گا......ہیجڑوں کی طرح ناز و انداز سے لہک لہک کر دین اور شریعت کا تمسخر اڑانے کے لیے تقریریں کی جائیں گی، مگر سوئس بنکوں میں کھُلے اربوں کے کھاتوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا اور عوام نانِ جویں اور دو بوند صاف پانی کو ترستے رہیں گے!

☆☆☆☆☆

یکم اپریل: صوبہ غزنی......صدر مقام غزنی شہر......مجاہدین نے ایک سپلائی قافلے کو نشانہ بنایا......3 گاڑیاں تباہ اور 3 سکیورٹی اہل کار ہلاک

نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن......

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

خلیفہ دوئم سیدنا عمرؓ نے وسیع وعریض اسلامی ریاست پر حکمرانی کی جس میں عدل وانصاف، معاشی استحکام امن وامان ضرب المثل تھا۔ وہ جس کے خوف سے دنیا کانپتی تھی خود اللہ کے آگے جوابدہی کے خوف سے لرزاں وترساں رہتا۔ ایک مرتبہ صحن کعبہ میں (بہ سبب عجلت) ایک حوض پر مرد وزن کو وضو کرتے پایا تو غضب ناک ہو کر چھڑی استعمال کر بیٹھے۔ تاہم اس تادیب کے بعد فوراً ہی غمگین ہو کر لپکے اور سیدنا علیؓ سے کہنے لگے۔ ھَلَکتُ...... میں تو ہلاک ہو گیا! ہلکی پھلکی چند ضربیں لگا دینے پر خوف ہلاکت کہ میں نے رعایا پر ظلم کیا! تادیر سیدنا علیؓ کو تسلی دینا پڑی کہ بہ حیثیت حکمران ان کی تربیت اور درستگی کے لیے آپ نے ایسا کیا۔ اسی طرح مدینہ کی خبر گیری کو گلیوں میں پھرتے یہ آیت یاد آ گئی:

جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بے قصور اذیت دیتے ہیں انہوں نے ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا۔ (الاحزاب: ۵۸)

بس لپکے مفسر قرآن، کاتب وحی اور عالم صحابی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس۔ مجھے یہ غم ہے کہ کہیں میں تو اس آیت کے مصداق نہیں۔ (خلافت کی ذمہ داریوں میں بسا اوقات جو سختی برتنی پڑتی ہے وہ انہیں گھلائے دی رہی تھی)۔ ابی بن کعبؓ نے بھی انہیں اطمینان دلایا کہ رعایا کی فلاح اور خیر کے لیے آپ اپنا فرض ادا کرتے ہیں! سیدنا عمرؓ وہ تھے جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت مل چکی تھی پھر خوف کا یہ عالم تھا۔ یہ ہے خلافت! شریعت کی حکمرانی جہاں اللہ کے حضور جوابدہی کا خوف حکمران کو چین لینے نہیں دیتا! رعایا بے خوف سونا اچھالتی پھرتی تھی۔ فرق یہ ہے کہ یہ جانتے تھے کہ انہوں نے مرنا اور اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے اس دن جب سب راز فاش ہو جائیں گے (الطارق) اور جو کچھ سینوں میں مخفی ہے اسے نکال کر جانچ پڑتال کی جائے گی (العادیت)۔

آج کے حکمران طبقے نے مرنا نہیں ہے! جوابدہی ان کا غم نہیں ہے! رعایا کی زندگی، ضروریات زندگی امن اور فلاح ان کی سردردی نہیں ہے۔ مکھی کو توپ سے مارنے کی حالیہ پالیسی اسی شان بے نیازی کا نتیجہ ہے۔ کراچی میں میاں بیوی کے مابین جھگڑے میں رینجرز نے گولی چلا کر بیوی کو زخمی کر دیا شوہر مار دیا! بندوق سے ہم یوں جھگڑے مٹا رہے ہیں۔ قیام امن ہو رہا ہے! ہم نے پہلے لکھا تھا۔ بہتر موسم کے انتظار تک نیم دلانہ مذاکرات کا دل بہلاوا اور درپردہ آپریشن کی مکمل تیاری۔ سوعین وہی ہوا۔ چند روزہ ٹاک شاک چلائی۔ پس پردہ جنرل آسٹن، جان برینن کا دورہ۔ میڈیا پر یکایک غیظ وغضب کی للکاریں۔ اُدھر سے الطاف حسین کی پھنکاریں۔ ریڈیو سوات کی قائم مقام پرانی سنبھال کر رکھی گئی خبر چلا کر جذبات بھڑکائے گئے۔ ایک طرف ادائیگی کے وعدے امریکہ نے پکے کیے دوسری جانب عقل وخرد کو خیرباد کہہ کر آپریشن کی راہ ہموار کر دی گئی۔ نازک موڑ پر عمران خان صاحب ملک سے باہر چلے گئے۔ مذاکراتی کمیٹی منہ دیکھتی رہ گئی۔ طالبان کہتے رہے کہ ہم مذاکرات پر تیار ہیں۔ پروفیسر ابراہیم نے کہا کہ فوج اور طالبان براہ راست مذاکرات کریں کیونکہ سارا اختیار فوج کے پاس ہے۔ یقیناً فوج کے پاس ہے لیکن وہ امریکی فوج ہے جو صاحب اختیار ہے۔ ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت خودمختاری کی! وزیرستان ناقابل تسخیر رہا ہے۔ یہ آپریشن جو بم باری کے ذریعے جاری ہے۔ ۱۹۳۵ء میں تاج برطانیہ کی جانب سے پہلے بم باری کے ذریعے فقیر ایپیؒ کو کچلنے، بعد ازاں زمینی فوجی کارروائی ہی کا تسلسل ہے۔ انگریز نے ۶۲ فوجی مہمات قبائل کو کچلنے کے لیے بھیجیں۔ انگریز کو بالآخر اپنی جارحانہ پالیسی بدلنی پڑی۔ زر کثیر خرچ کر کے بھی مہمات ناکام رہیں۔ ۶۰ لاکھ آبادی کی قبائلی پٹی پر ہم نے زور آزمائی کا یہ حربہ ان کے خون سے کھیل کر جابجا آزما لیا۔ دبئی ایر شو ۲۰۱۱ء کے موقع پر اس وقت کے ایئر چیف راؤ قمر سلیمان نے اپنے تجربات بارے بتایا تھا کہ ہم نے ۲۰۰۸ء تا ۲۰۱۱ء فاٹا میں ۵۵۰۰ مرتبہ بم باری کی ہے۔ ۱۰۶۰۰ بم گرائے ہیں (سوات تا وزیرستان)۔ سوات میں زمینی حملے سے ۲ دن پہلے اور جنوبی وزیرستان میں ۷ دن پہلے ہم نے فضائی حملے کیے۔ بعد ازاں بھی زمینی کارروائی کے ساتھ ہوائی حملے جاری رہے۔ تاہم فوجی کارروائی سے صرف ۱۰۔۱۵ فیصد کامیابی ہوتی ہے۔ باقی قیام امن تو ڈائیلاگ دل دماغ جیتنے اور پسماندہ علاقوں میں معاشی ترقی ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (ایوی ایشن انٹرنیشنل نیوز آن لائن۔ ۱۳ نومبر ۲۰۱۱ء کیرس پوکاک) مذاکرات کی بساط الٹ کر اب اسی دس پندرہ فیصد کامیابی کے لیے ہم بموں سے امن بونے چلے ہیں......؟ پوری قوم میں کسی ایک پر بھی صورت عمرؓ لرزہ طاری نہ ہوا بموں کی بوچھاڑ پر کہ ھَلَکتُ۔ میں تو تباہ ہو گیا! جنرل شاہد عزیز ریٹائر ہو کر لکھ چکے کہ میرے کالر پر لگا خون تمہارا ہے۔ یا یوں کہیے کہ میرے ڈالر پر لگا خون تمہارا ہے! ساڑھے پانچ ہزار حملوں میں اس آہنی پردے کے پیچھے خبروں کے مکمل بلیک آؤٹ کے پس پردہ کیا گزری؟ غزہ پر F-16 کی بم باری کا ایک حال پڑھ لیجیے۔ میں ۱۴ سال کی تھی جب ابوسلیمیہ کا گھر F-16 کے حملے میں تباہ ہوا۔ آج بھی اسے بیان کرتے ہوئے مجھ پر لرزہ طاری ہے۔ اس حملے میں ماں باپ اور سات بچے، ۴ سالہ نصر اللہ، ۷ سالہ آیۃ، ۹ سالہ یحیٰی، ۱۲ سالہ ایمان اور ۱۴ سالہ ھدیٰ جو میری کلاس فیلو فرشتوں جیسی آواز والی تھی۔ ۱۶ سالہ سمیہ اور ۱۷ سالہ بسمہ انتقال کر گئیں۔

2اپریل: صوبہ ہلمند...............ضلع واشیر...............بارودی سرنگ دھماکہ...............ایک نیٹو ٹینک تباہ...............2امریکی ہلاک اور 2زخمی

صرف ۱۹ سالہ زخمی عوادبچ گیا۔مزید ۱۴ افراد زخمی ہوئے۔ (The Metal Falcon, 6, Feb 2013)راوان بیان کرتے ہوئے کہتی ہے کہ صرف F-16 کی بم باری کی خوفناک چنگھاڑ ہی جسم وجان اور نفسیات پر وہ زخم چھوڑتی ہے جو کبھی مندمل نہیں ہوسکتے!

کتنی سفا کی درکار ہے اپنے ہی مسلمانوں پر ۵۵۰۰ مرتبہ بم باری کروانے کے بعد ھل من مزید کے نعرے لگانے کے لیے! ایک طرف زندگی اور موت کی کشمکش میں گھری قوم، دوسری جانب دھیان بٹانے کو پنجاب فیسٹیول میں لایعنی ورلڈ ریکارڈ جاری ہیں۔ ایک ورلڈ ریکارڈ آپریشنوں کا ملک کے جسد لخت لخت پر ۱۹۷۱ تا ۲۰۱۴ء بھی ہے۔ بھارت نے کشمیر پر کبھی جہاز یا گن شپ ہیلی کاپٹر استعمال نہیں کیے۔ مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں! میڈیا پر مکمل بلیک آوٹ کے پس پردہ وہاں کی شہری آبادی پر کیا بیت رہی ہے کوئی نہیں جانتا۔ ادھر جمشید دستی کا بروقت شریعت بھرے آئین والی اسمبلی کے پارلیمنٹ لاجز کی حیا سوز کہانیوں کا افشا، میڈیا والوں کا مسئلہ حل کر گیا۔ صرف کرکٹ میچوں اور ورلڈ ریکارڈوں سے کما حقہ عوام کا دھیان بٹانا ممکن نہ تھا۔ شکر ہے کچھ بارہ مصالحے کی چارٹ والی کہانی ملی تا کہ مداری تماشا جاری رہے۔ یہ سموک سکرین ہے۔ عالمی گیمز بھی بین الاقوامی سیاست کا اٹوٹ انگ ہے جسے ایسے مواقع پر عوام کو مصروف رکھنے کو استعمال کیا جاتا ہے۔ وہی وزرا جو پہلے لاپتہ افراد کے آنسو پونچھتے اور امریکی جنگ سے نکالنے کے دعوے دار تھے اب بہ زبانِ حال کہتے ہیں...... مجھ کو تو مل گئی ہے وزارت کی زندگی، مرتے ہو تم اگر تو مرو میں وزیر ہوں! سیکرٹری دفاع دورۂ امریکہ میں آپریشن اور حصول زر بارے ملاقاتیں کر رہے ہیں۔ سادہ بات یہ ہے کہ اگر یہ جنگ ہماری ہے تو اس پر مسلسل امریکہ ڈالر کیوں دے رہا ہے۔ حالانکہ 'خلاف ضرورت تو وہ تھوکتا بھی نہیں!' ذرا یہ خبر دیکھئے۔ لاپتہ کارکنوں کے حق میں احتجاج کرنے والی حقوق انسانی تنظیموں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ کیا یہ خبر پاکستان کے حوالے سے ہے؟ PPO کے تناظر میں......؟ آمنہ جنجوعہ نے جاری کی ہے؟ جی نہیں...... یہ الجزائر ہے۔ یہی تو عالم گیر دجالی جنگ ہے۔ ہر ملک میں اسلام پسندوں کے خلاف کریک ڈاؤن۔ یمن کے قبائل پر ڈرون اور بم باری۔ مصر تا تیونس ایک کہانی۔ شام میں ۳۹ لاکھ مہاجر شامی مسلمان دربدر۔ پوری مسلم دنیا میں بہتی خون مسلم کی ندیاں اور ان پر مامور امریکہ، نیٹو، مقامی حکومتیں اور افواج اپنے مسلم شہریوں کی بیوپاری۔ سیکولر ٹولے، خود ساختہ معذرت خواہ (بظاہر اسلامسٹ) دانش ور دھول اڑانے الجھانے میں دن رات مصروف۔ میڈیائی جھوٹ گھڑنے کی مشینیں، غربت میں کچلے بھیڑ بکریوں جیسے عوام کالانعام۔ ایک خبر کے سانچے میں ہر مسلم ملک فٹ ہو جاتا ہے۔ بدنصیبی یہ ہے کہ من حیث القوم ہم دجال کے لشکری ہو گئے! منکرز خود مومن بہ غیر...... اپنی شناخت سے عاری، انکاری مغربی پر ایمان لانے والے! مگر یہ پیکر خاکی خودی سے ہے خالی۔ قرآن، ایمان، اسلام سے بے بہرہ۔ دورِ غلامی میں جسم غلام تھے روحیں آزاد۔ آج جسم بظاہر آزاد ہیں روح بدترین غلامی کا شکار......

بقیہ: مذاکراتی عمل......خاکی اور لبرل شرپسند بے نقاب

سنجیدگی یا خودمختاری نظر نہیں آئی اور طالبان کے مطالبات پر پیش رفت تو ایک طرف، سیکورٹی اداروں کی طرف سے بڑے پیمانے پر ہونے والی کارروائیوں کی روک تھام تک نہ کرسکی، ایسے حالات میں اس بات کا تعیّن مشکل ہو چکا ہے کہ مذاکرات کن سے کیسے جانے ہیں؟ حکومت کے ساتھ یا فوجی اداروں کے ساتھ؟؟ تحریک طالبان پاکستان ملک کے باشعور طبقے پر یہ بات واضح کرنا چاہتی ہے کہ وہ اس حقیقت کا ادراک کرلیں کہ کیا جنگ اور مذاکرات ایک ساتھ چل سکتے ہیں؟ اور کیا مذاکراتی عمل کو کامیابی کی منزل تک پہنچانا صرف طالبان کی ذمہ داری ہے؟ ہم ایک بار پھر واضح کرتے ہیں کہ تحریک طالبان پاکستان سنجیدہ اور بامقصد مذاکرات سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے گی لیکن مذاکرات کے ساتھ دھمکی اور جنگ کی سیاست کو بھی تسلیم نہیں کرے گی، ہم شریعت کی بالادستی کی جنگ لڑ رہے ہیں، اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے شاہین صفت جاں باز مجاہدین ہر قسم کے سخت حالات کا مقابلہ کرنے کی سکت رکھتے ہیں اور دشمن کے کسی بھی حملے کو اُنہی پر الٹنے کا فن جانتے ہیں، ان شاءاللہ''۔

مجاہدین کو ''اطاعتِ آئین'' کی تنبیہ کرنے والے جان لیں کہ اللہ کے ان بندوں کے ہاں پسپائی اور ہتھیار پھینک دینے جیسی روایات پائی جاتی ہیں نا ہی دھمکیوں سے مرعوبیت اور خوف ان کے دلوں میں آتا ہے! اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کا کامل بھروسہ اپنے خالق و مالک پر ہے جس کے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے یہ میدان معرکہ سجائے ہوئے ہیں...... ۱۹۴۸ء کی جنگ میں کشمیر کے محاذ پر مات کھانے والے، ۱۹۶۵ء میں پاکستان کے سیکڑوں مربع میل علاقے کو بھارت کے ہاتھوں میں دینے والے، ۱۹۷۱ء میں پلٹن میدان میں نوے ہزار کی تعداد میں بزدل ہندو بنیوں کے سامنے ہتھیار پھینکنے والے، ۱۹۸۴ء میں سیاچن میں ہندو فوجیوں سے مار کھا کر بیٹھ رہنے والے، ۱۹۹۸ء میں کارگل کی شرم ناک شکست کا داغ سینے پر سجانے والے اور ۲۰۰۱ء میں صلیبی لشکروں کا ''ہراول دستہ'' بننے والے یاد رکھیں کہ کرپٹ اور بے حوصلہ سیاست دانوں سے بندوق کی نال پر اپنا ''وقار'' منوانا آسان ہے لیکن مجاہدین سے آئین تسلیم کروانا 'نور جہاں کے نغموں سے ''جوش ایمان جگانے'' والوں کے لیے ناممکن ہی رہے گا! پینسٹھ کی جنگ میں ''پتر ہٹاں تے نئیں وکدے'' کسی نہ کسی طرح ''ہٹ'' ہو گیا تھا......لیکن مجاہدین کے مقابلے میں کھلی جنگ شروع ہوئی تو نہ صرف پتر بلکہ پتروں کی گردنوں میں موجود سریا بھی کباڑ خانوں میں ارزاں نرخوں پر دستیاب ہوگا! یقین نہ ہو تو کابل و قندھار کے ''لنڈے بازاروں'' میں بکتا ''صلیبی ٹیکنالوجی کا سکریپ'' ملاحظہ کے لیے موجود ہے!

2 اپریل: صوبہ قندھار..........ضلع میوند ....بارودی سرنگ دھماکہ............ایک ٹینک تباہ..........4 فوجی اہل کار ہلاک

اے پتر ہٹاں تے وِکدے نئیں (یہ بیٹے دکانوں پر بکتے ہیں)

محمد لوط خراسانی

(افواجِ پاکستان کی حیثیت وحقیقت کو بیان کرتی ایک مختصر تحریر)

کیا زمانہ تھا جناب......کہ ایک سکہ بند طوائف' اسلام کے نام پر بنے اِس ''اِسلامی ملک'' کے نام وَر ''مجاہدین'' کے کردار وعمل کی گواہی دے رہی تھی!!!اور کئی محاذوں پر نوجوان' دشمن فوج پر کڑی نگاہ رکھنے کی بجائے' ریڈیو کے گرد بیٹھ کر اِس رقاصہ کے نغموں سے اپنے خون کو گرما رہے ہوتے تھے !!! مقابل بھارتی خاتون حکمران کو شعبہ تعلقاتِ عامہ(ISPR) شرمندگی کا احساس دلانے میں جتا ہوا تھا' کہ جنگ زنانیوں (عورتوں) کا کھیل نہیں ہے!!!اور اُسے سمجھایا جا رہا تھا کہ جن سے پنگا لے بیٹھی ہو' یہ بیٹے دکانوں پر فروخت نہیں ہوتے (اے پتر ہٹاں تے نئیں وِکدے!!!) لیکن یہ سب گئے وقتوں کی باتیں ہیں......اب زمانہ بہت آگے جاچکا ہے......اور ہمیں زمانے کے ساتھ تو بہرحال چلنا ہے!!!

لیکن ٹھہریے جناب! یاد آیا کہ یہ سب نیا کہاں ہو رہا ہے؟! یہ تو گٹی میں پڑا ہے!!! رائل انڈین آرمی کے زمانے سے ہی تو ہمارے یہاں بھاڑے کے ٹٹو اور کرائے کے قاتل کا کردار ادا کیا جاتا رہا ہے!!! اچھا ٹھیک ہے!!! دلیل مان لی کہ وہ ایک کافر انگریز کی حکومت تھی اور ہم مجبُور تھے محکوم تھے......سو جہاں کہا گیا ہم گئے اور جو کہا گیا ہم نے کیا!!! چاہے وہ مسجدِ اقصیٰ کی پامالی ہو یا مسلمان بھائیوں کا خون!!! لیکن اب تو ہم ایک اسلامی ملک میں رہتے ہیں!!! اب ایسا کچھ نہیں ہے!!! اب ہم ''ایمان' تقویٰ' جہاد فی سبیل اللہ'' کا موٹو رکھتے ہیں!!!

ایک نام نہاد اسلامی سلطنت (یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کرنے کی کوشش بہرحال کی گئی تھی اور آج بھی یہ مسلمانوں کا ملک بہرحال ہے) کے نام نہاد مجاہدین (یعنی ناپاک فوج) کے بارے میں تاریخ کوئی ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ یہ مجاہدین' دنیا میں کہیں کمزوروں اور ضعیفوں کی حیثیت رکھنے والے' مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کی مدد کو پہنچے ہوں جن کی مدد کا حکم اللہ کریم نے اپنی آخری کتاب قرآن حکیم میں دیا تھا۔ ہاں مگر! ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جب اِنہوں نے بھاڑے کے ٹٹوؤں اور کرائے کے قاتلوں کا کردار ادا کرتے ہوئے دنیا کے شرق وغرب میں اپنی خدمات فراہم نہ کی ہوں۔

اِک ذرا سی جھلک تو اِس زرّیں تاریخ کی دیکھتے جایئے!

۱۔ جب بانیٔ پاکستان نے انگریز جرنیل ہی کو نئی ''اسلامی سلطنت'' کے مجاہدین کا سپہ سالارِ اعظم مقرر کر دیا تو اُدھر لائق علی خان کو بھی امریکی آقا کے دربار میں بھیجا کہ حضور' آپ ۲ ارب عطا کر دیں تو ہم خطے میں آپ کے مفادات کی حفاظت کریں گے (تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں حکومت پاکستان کے شائع کردہ ''فارن پالیسی پیپرز'')۔

۲۔ لبنان میں بریگیڈیئر ضیاء الحق کی سربراہی میں وہاں کے مقامی مفادات کے تحفظ کی خاطر کرائے پر فوج فراہم کی گئی۔

۳۔ حفاظتِ زیاراتِ مقدسہ کا بہانہ بنا کر سعودی شاہی خاندان کی آمرانہ حکومت کے خلاف اُٹھنے والے خطرات اور سازشوں سے تحفظ کی خاطر کرائے پر اِس رینٹل آرمی کو سعودیہ بھیجا گیا۔

۴۔ بوسنیا اور اُس کے جوار میں اقوام متحدہ کی موجودگی میں مسلمان بھائیوں اور بہنوں کا قتل عام' سربوں کے ہاتھوں جاری تھا اور ''امن مشن'' کا نام لے کر ''ایمان' تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ'' کا موٹو لیے یہ فوج وہاں ڈالروں میں تنخواہ لے کر موجود تھی مگر کبھی بھی اپنے سامنے قتل ہوتے مسلم عوام کی مدد کے لیے حرکت میں نہ آئی۔

۵۔ صومالیہ میں جب غاصب امریکہ' مجاہدین کے ہاتھوں پٹنا شروع ہوا اور وہ مجاہدین کے ایک ایسے خطرناک گھیرے میں آ گیا کہ اپنے بلیک ہاک ہیلی کاپٹر بھی گنوانا شروع کر دیے تو اُس کی حفاظت کی خاطر ایک بار پھر کفار کے امن مشن پر گامزن مجاہدین یعنی رینٹل پاکستان آرمی کام آئی اور اپنے ۲۴ جوان ہلاک کروا کر امریکی آقا کے سپاہیوں کو بحفاظت گھیرے سے نکال لے گئی۔

۶۔ ۱۹۹۶ء اور ۱۹۹۸ء میں شیخ اسامہ بن لادنؒ کو شہید کرنے کے لیے جب امریکہ نے پاکستانی بحریہ کے زیرِ تسلط سمندری علاقے کو ایک مہم میں کمانڈ وز بھیجنے اور دوسری میں وہاں پر بحری بیڑا لا کر میزائیل فائر کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہا تو اِس رینٹل پاکستانی آرمی نے اسلامی اخوت کی بجائے امریکی غلامی اور پیسے ہی کو ترجیح دی۔

۷۔ فوج کے جرنیلوں کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تعاون اور خدمت کے حصول کے لیے امریکہ کے جو خفیہ مالی معاملات ہیں' بیرون ملک جائیداد اور بینک بیلنس' اُن کا تو ابھی صرف چند ''کھوجی'' قسم کے صحافیوں ہی کو پتہ ہے لیکن بہت سارے معاملات تو ایسے ہیں جن کو چھپانے کے لیے کوئی چلمن نہیں ہے۔

۸۔ پاکستان کے طول وعرض میں مجاہدین کو گرفتار کرنے اور قبائل میں جنگ مسلط کرنے کے لیے کیری لوگر بل کے ذریعے فراہم کیا جانے والا کرایہ تو سبھی کے علم میں ہے اور اِس کرائے کی وصولی پر اِن پیشہ ور قاتلوں کو کوئی شرمندگی اور پشیمانی بھی نہیں ہے۔ (بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

3 اپریل: صوبہ بادغیس......ضلع غورچ......مجاہدین کے ایک حملے میں 8 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی

ہندوستان میں مسلمانوں کا مستقبل

مولانا عاصم عمر دامت برکاتہم العالیہ

ہندوستان میں مظفر نگر میں پھر ایک بار مسلمانوں کے ساتھ وہی ہوا جو ہر کمزور قوم کے ساتھ ان کے آقا جب چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں۔اس دنیا میں کمزوروں کے لیے انصاف،امن، بھائی چارگی اور انسانی حقوق جیسے الفاظ کوئی معنی نہیں رکھتے۔

ان الفاظ کے معنی اور تشریح حاکم اور غالب قوم کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔وہ جب چاہے ان الفاظ کو اپنی مرضی کے معنی پہنادے۔اگر حاکم قوم کا دل کرے تو وحشی جانوروں کو بھی امن وانصاف کے گھاٹ پر انسانوں کے ساتھ اکٹھا کھڑا کردے،اور جب دل چاہے تو انسانوں کو بھی یہ حق نہ دے کہ وہ ان الفاظ میں سے کسی لفظ کو اپنے حق میں استعمال کرسکیں۔

سو مظفر نگر میں جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے ساتھ ہوا،وہ نہ تو اچانک ہوا اور نہ ہی کسی سے چھپ چھپا کر کیا گیا۔بلکہ ہمیشہ کی طرح ایک منظّم خوں ریزی،نسل کشی،املاک کی تباہی،اور گھروں اور زمینوں پر قبضہ کرلینا،دنیا کی سب سے بڑی نام نہاد جمہوریت کی علم بردار ریاست کی آشیرباد سے کیا گیا۔

دنیا میں اس شخص سے بڑا بے وقوف بھی بھلا کوئی ہوگا جو ۵۶ سال گذر جانے کے بعد،بے شمار فسادات میں بے شمار مسلمانوں کا قتلِ عام دیکھ لینے کے بعد بھی،ابھی تک یہی کہتا رہے کہ بھارت میں مسلمان آزاد ہیں،یہاں مسلمانوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں،بھارت میں مسلمانوں کا جان و مال خطرہ میں ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بھارتی ریاست نے ایسے سرکاری لیڈروں کو ہر دور میں پالا ہے،جو دنیا کے سامنے میڈیا پر آکر ایسے بیانات دیتے ہیں،لیکن یقین جانئے ایک عام بھارتی مسلمان کے نزدیک ان کی حیثیت اس ڈرامے باز سے بالکل مختلف نہیں ہوتی جو ٹی وی پر آکر کسی تجارتی چیز کی تشہیری مہم چلا رہا ہو۔

بہار کے بہاولپور فساد ہوں یا یوپی کے میرٹھ و مرادآباد کے فساد،بابری مسجد کی شہادت کے بعد ملک بھر میں مسلمانوں کو چرند و پرند کی طرح گولیوں سے بھون دیا جانا ہو یا گجرات میں پانی میں کرنٹ چھوڑ کر راکھ بنادیا جانا......یا اب مظفر نگر میں ایک اور قتلِ عام......اس امت کی بیٹیوں کی عزتیں بھرے محلوں میں یوں لوٹی گئیں جیسے اسلامی بھارت سے پہلے کے دور میں اونچی ذات کے ہندو دلتوں کی عزتوں کو جب چاہتے سرے بازار،کھیت کھلیانوں میں،جہاں چاہتے پامال کرلیا کرتے......بلکہ اونچی ذات کے ہندو اس برے عمل کو اپنا ایسا مذہبی مقدس حق سمجھتے کہ ان کے مورخین اور جدید بھارت کے انسانی حقوق کے علم بردار بھی اس درندگی کے لیے کہیں بھی حقوق کی پامالی تصور نہیں کرتے۔

کیونکہ وہ اس سب کو اپنا مذہبی حق سمجھتے تھے کہ کمزور اور غلام قوموں کے لیے حقوق،آزادی اور انصاف وہی ہوتا ہے جو ان کے آقا ان کے لیے دان(صدقہ) کردیتے ہیں۔

یہی عمل آج کے پڑھے لکھے بھارت میں آج بھی مسلمانوں کے ساتھ کیا جارہا ہے۔مظفر نگر میں جو کچھ ہوا،اس کا ذمہ دار آپ کس کو ٹھہرائیں گے؟کیا فرقہ پرست طاقتوں کو؟بے جے پی،یا آر ایس ایس کو؟یوپی میں صوبائی حکومت کو یا پھر مرکزی حکومت کو؟

اگر آپ بھارتی میڈیا کی نظر سے دیکھیں تو کبھی بھی حقیقت کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے۔کیونکہ وہ حقیقت کے اردگرد اتنے جال بچھادیتی ہے کہ وہاں تک پہنچنا ممکن ہی نہیں ہوتا؟

ہندوستان سے باہر رہنے والے مسلمان،ہندوستانی مسلمانوں کی حالتِ زار کو سمجھنے سے قاصر ہیں،کیونکہ کسی ملک کے اندرونی حالات کو سمجھنے کے لیے ایک بڑا ذریعہ اس دور میں میڈیا ہی ہے۔لیکن ایک مسلمان جب ہندوستانی میڈیا کی نظر سے ہندی مسلمانوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ تذبذب کا شکار ہوجاتا ہے۔وہ یہ نہیں سمجھ پاتا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟کیا وہ آزاد ہیں؟کیا ان کو ہندوؤں جیسے حقوق ہندوستان میں حاصل ہیں؟کیا بطور مسلمان وہ ہندوستان میں ایک معزز شہری ہیں؟یا پھر ان کی حالت دلتوں،اچھوتوں اور نچلی ذات کے طبقات جیسی یا ان سے بھی بدتر ہے؟

یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی باہر کا باشندہ بھارتی میڈیا کے ذریعہ بھارت کے مسلمان کی حالت کو نہیں سمجھ سکتا۔کیونکہ اسے پہلے اس بھارتی میڈیا کی ذہنیت یا یوں کہہ لیجیے کہ ہندو کی نفسیات اور ذہنیت کو پہلے سمجھنا ہوگا تب جاکر وہ اس بھارتی میدیا کے دجل و فریب کو سمجھنے کے قابل ہوگا۔تو پھر آپ کیا کریں گے؟کسی مسلم لیڈر کے ذریعہ حقیقت جاننے کی کوشش کریں گے۔

جی ہاں،یہاں بھی آپ کو مایوسی ہوگی۔کیونکہ ہندوستانی اسٹیبلشمنٹ جس پر برہمن کا قبضہ ہے،یہاں بھی اپنے مہرے بٹھائے ہوئے ہیں۔وہ وہی بات کہتے ہیں جو ٹی وی پر بیٹھا کوئی برہمن کہتا ہے۔

10اپریل:صوبہ ہلمند......ضلع موسیٰ قلعہ......بارودی سرنگ دھماکہ......ایک ٹینک تباہ......4افغان فوجی ہلاک

یہ سب مل کر ہندوستانی مسلمان اور باہر کی دنیا کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ بھارت ایک جمہوری ریاست ہے جہاں اس کے تمام شہریوں کو (خصوصاً مسلمانوں کو) مکمل آزادی اور انسانی حقوق حاصل ہیں۔ البتہ یہ فسادات کچھ فرقہ پرست تنظیموں کی شرانگیزی ہے۔ ورنہ ہندوستان میں مسلمان مکمل محفوظ ہیں۔

اس دھوکے کو صحیح ثابت کرنے کے لیے کہیں کوئی سیاسی پارٹی مسلمانوں کی مسیحا بن کر سامنے آجاتی ہے، تو کبھی بھارتی سپریم کورٹ کسی ایک مقدمے کو خوب اچھالتی ہے اور پھر کسی مجرم کو نام چار کی سزا سنا کر بھارت کے سیکولر اسٹیٹ ہونے پر تصدیق کی مہر لگادیتی ہے۔

پھر بھی کام نہ بنے تو بالی وڈ کی دنیا میں اس موضوع پر کوئی فلم بنادی جاتی ہے جس میں ثابت کردیا جاتا ہے کہ اگرچہ بنیادی غلطی مسلمانوں کی ہی تھی پھر بھی بھارتی ریاست نے ان پر احسانِ عظیم کیا کہ ان کو انصاف دیا اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

آپ حیران ہونگے کہ ہندوستان میں مسلم سرکاری لیڈروں کی ایک ایسی قوم بھی رہتی ہے جو ان فلموں میں دکھائے گئے افسانوں کو بھی حق سچ مان کر بھارت کی امن و آشتی اور انصاف پروری کے دنیا بھر میں گن گاتی پھرتی ہے۔ خصوصا سعودی عرب اور پاکستان جا کر، کہ ہندوستان میں مسلمان بالکل آزاد ہیں، ریاست نے ان کو مکمل حقوق دے رکھے ہیں، ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرسکتا۔ وہاں دین مکمل آزاد ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہی وہ دھوکہ ہے جو سال سے مسلمانوں کو دیا جارہا ہے۔ اور اس میں سب بڑا کردار ان نام نہاد مسلمان لیڈروں کا ہے جو مسلمانوں کے خون کو لوک سبھا (پارلیمنٹ یا ایوانِ زیریں) ا راجیہ سبھا (ایوانِ بالا) کی ایک سیٹ کے بدلے بیچ ڈالتے ہیں۔ ہندوستانی اسٹیبلشمنٹ ایسے لیڈروں کو ہر دور میں فرنٹ پر رکھتی ہے جو ہندو ریاست کے اس مکروہ چہرے کو لیپا پوتی کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج تک ہندوستان میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے نہ تو یہ صرف کسی فرقہ پرست طاقت کا تن تنہا منصوبہ ہے، اور نہ ہی یہ کوئی ہنگامی یا داخلی سیاست کو چمکانے کی ووٹ پالیٹکس ہے۔ بلکہ اس سب کے پیچھے بھارتی اسٹیبلشمنٹ ہے، جو منظم انداز میں ہندوستانی مسلمانوں کی حالت شودروں، دلتوں اور نچلی ذاتوں کی طرح کردینا چاہتی ہے تاکہ ان میں ہندوؤں کے سامنے کھڑا ہونے کی طاقت ہی نہ رہے۔

چنانچہ مظفر نگر میں دنیا نے دیکھا کہ ایک لاکھ سے زائد ہندوؤں کا کئی دن تک جلسے جلوس کرنا، مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ مسلح لشکر تیار کرنا۔ حملے کی تیاری، مشق، اور کس کو کون سا علاقہ فتح کرنا ہے۔ یہ ساری تیاری کئی ہفتوں تک بھارتی ریاستی مشینری کی آنکھوں کے سامنے کی جاتی رہی۔ اس کے بعد باقاعدہ مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ کیا گیا...... آپ تصور کیجئے! آپ کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو کہ ہزاروں مسلح لوگ آپ کی بستی پر حملہ کردیں، مکانوں کو آگ لگادیں، مردوں کو فائرنگ کر کے قتل کریں، ماؤں سے ان کے بچے چھین کر جلتے گھروں میں اچھال پھینکیں۔ اور ......اور ......جوان بہنوں بیٹیوں کو...... درندگی کا نشانہ بنائیں...... کون سی ہندوستانی جمہوریت؟...... کون سی سیکولر اسٹیٹ؟ کس گاندھی کے دیش کا درس؟...... اور کون سی امن و آشتی؟...... ہندو کی تاریخی نفرت نے جن کے گھروں کو چتا بناڈالا...... ہنستے کھیلتے معصوم بچے یوں جلتی آگ میں پھینک دیئے گئے جیسے انسانوں کے بچے نہیں سانپ بچھو ہوں...... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بیٹیوں کی دل پھاڑ دینے والی چیخیں جو کسی بھی مسلمان نوجوان کو مرتے دم تک نہیں بھول سکتیں...... محمد بن قاسمؒ، محمود غزنوی، اورنگزیبؒ، اور ٹیپو سلطان شہیدؒ کے روحانی فرزند اس ذلت و رسوائی کو کیسے بھول سکتے ہیں جو ہندو ریاست نے ان کے چہرے پر مل دی ہے! اس داغ کو مسلمان نوجوان کس طرح بھلاسکتا ہے جو داغ مظفر نگر میں ان کے سینوں پر لگا ہے...... نہیں نہیں ......اب ہندوستانی مسلمان کو کھوکھلے نعروں سے بہلایا نہیں جاسکے گا، کوئی پارٹی نہیں، کوئی سرکاری مسلم لیڈر نہیں، کوئی پارلیمنٹ اور کوئی سپریم کورٹ نہیں...... ۵۶ سال سے یہ سب ہیں لیکن مسلمان کی حالت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ یہ سب ایک ہیں۔ مسلمان کے دشمن، ہمارے دین اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن، ہماری جان، مال اور عزت کے دشمن، ہماری زمینوں، کاروبار اور ترقی کے دشمن۔

یاد رکھئے کمزور کو مارنا...... پسے ہوئے کو مزید پیسنا ہندو کی نفسیات ہے۔ یہ طاقت کا پجاری ہے، اپنے سے طاقتور کو بھگوان مان لیتا ہے لیکن اس کے ہاں کمزور کے لیے کوئی اصول کوئی اخلاق اور کوئی رعایت و مروت نہیں۔

لہٰذا دھوکے میں نہ رہیے...... ہندوستان پر ہزار سال آپ نے حکومت کی ہے۔ سونے کی چڑیا ہندوستان آپ کے دور میں رہا ہے...... اس کو بنانے والے مسلمان ہیں!......

لہٰذا اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں۔ اب ہمیں اس ذلت سے نکلنے کے لیے ناکام آزمائے ہوئے راستوں کے بجائے، عزت والا راستہ اختیار کرنا ہوگا...... جہاں عزت کی زندگی اور عزت کی موت ہوتی ہے...... جہاں مظلوم بن کر سسک سسک کر...... زندگی کی بھیک نہیں مانگی جاتی بلکہ موت خود ہی زندگی کی حفاظت کیا کرتی ہے...... جہاں اپنے حقوق کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے سامنے بلکنا نہیں پڑتا بلکہ ظالموں کا ہاتھ پکڑ کر اپنا حق ان کے جبڑوں سے نکال لیا جاتا ہے......

چنانچہ اگر آج بھی عزت چاہتے ہیں...... ہندوستان میں اپنا وہی پرانا تاریخی رعب و دبدبہ چاہتے ہیں ......تو آیئے آزاد منش انسانوں کی سرزمین ......سرزمینِ

10 اپریل: صوبہ ہلمند......ضلع گریشک......مجاہدین کا ایک چوکی پر حملہ......چوکی میں موجود 2 فوجی ہلاک اور 2 زخمی

افغانستان پر آیئے ...... جہاد سیکھیے ......اور ہندوستان کے مسلمانوں کو اس راستے کا راہی بنائیے۔

جہاد کا راستہ......عزت و سربلندی کا راستہ...... وہ راستہ جس پر چل کر پہلے ایک سپر پاور کا غرور مٹی میں ملایا گیا اور اب شکست کی کالک دوسری سپر پاور کے چہرے پر مل دی گئی......شہدائے افغانستان کا راستہ......اسلامی خلافت کا راستہ......اللہ کے دین کو غالب کرنے اور اللہ والوں کو اللہ کی زمین کا خلیفہ بنانے کا راستہ......کمزوروں کے لیے طاقت ور قوتوں سے ٹکرانے کا راستہ......دنیا کی تنگیوں سے نکل کر جنت کی وسعتوں کی طرف کوچ کر جانے کا راستہ!......

دنیا بھر کا مسلمان اپنے اپنے ملک میں تمام تجربات کرنے کے بعد بالآخر اسی نتیجے پر پہنچا ہے کہ یہ امت اسی طریقے سے عزت پا سکتی ہے اسی طریقے سے اپنے حقوق اور عزت کی حفاظت کر سکتی ہے جس طریقے پر چل کر اس امت کے پہلے لوگ عزت پا گئے تھے۔ جو طریقہ ہمیں ہمارے قرآن اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دے کر گئے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی راستے پر چلتے رہے۔

جلد یا بدیر ہر ہندوستانی مسلمان کو یہ حقیقت سمجھ میں آ جائے گی کہ ہندوستان کے مسلمان کا مستقبل افغانستان میں جہاد کی کامیابی کے ساتھ وابستہ ہے۔ بھارتی اسٹیبلشمنٹ، برہمن مفکرین اور سیاسی پنڈت اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ افغانستان میں طالبان کی فتح بھارت کے لیے مستقبل میں کئی خطرات کو جنم دینے کا سبب بنے گی۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت ہندوستانی مسلمانوں کو اس تحریک سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ اور اسے ڈر ہے کہ کہیں اس کا غبار بھی ہندی مسلمانوں پر پڑا تو تاریخ پھر سے اپنے آپ کو نہ دہرا دے۔

احادیث و آثار بھی کچھ ایسے ہی اشارے کر رہے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان کا مستقبل......روشن اور تابناک مستقبل......افغانستان میں اسلامی امارت کے قیام کے ساتھ وابستہ ہے۔

چنانچہ ہندوستان کے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ افغانستان کا رخ کرنا چاہیے، اور میدانِ جہاد کے چالیس سالہ تجربات سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان میں اپنی آنے والی نسلوں کے مستقبل کی فکر کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اے پتر ہٹاں تے وِکدے نیں (یہ ہٹے دکانوں پر بکتے ہیں)

۹۔ اِسی طرح کولیشن سپورٹ فنڈ کے ذریعے بھی اسی رینٹل پاکستانی فوج کو بار برداری (نیٹو سپلائی کے لیے NLC کا استعمال بار برداری ہی ہے نا!!!) کا خرچہ دیا جا رہا ہے۔

۱۰۔ اب بالکل تازہ کرایہ ایک بار پھر سعودی شاہی خاندان کی خدمت اور حفاظت کے ضمن میں وصول کیا گیا ہے، جسے ''پاکستان ڈویلپمنٹ فنڈ'' کا نام دیا گیا ہے۔ اِس کے تحت سعودی افواج کو تربیت دینے کے بہانے سمیت کئی اور جواز بنا کر فوج وہاں بھیجی جائے گی تاکہ ''حوثی قبائل'' کی شورش اور مجاہدین کے ہاتھوں اپنے ساتھیوں کی شہادتوں پر ممکنہ ردِعمل سے بچا جا سکے۔

اِس تحریر میں ''چودہ'' کی جگہ یہ دس نکات ہی باقی ان شاء اللہ پھر کبھی! فوج کی پیسے کی غلامی کے لیے ملاحظہ کی جائے، کسی شدت پسند اور مذہبی انتہاء پسند کی بجائے مقصدِ زندگی کے اعتبار سے فوج ہی کی قبیل سے تعلّق رکھنے والی مصنفہ، عائشہ صدیقہ کی کتاب ''Military Incorporated''۔ اِس پر بھی پابندی ہے جیسے اب اپنے جرنیل شاہد عزیز کی کتاب ''یہ خاموشی کہاں تک'' پر غیر علانیہ پابندی لاگو ہے۔

باتیں تو کہنے کو بہت ہیں لیکن وہ کہتے ہیں نا کہ جان بچانے والی ادویات (Antibiotics) کی زائد مقدار (Over Dozage) بھی نقصان دہ ہوتی ہے لہٰذا فوج کے شعبہ تعلقاتِ عامہ (ISPR) اور پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی محنت سے سادہ لوح پاکستانی عوام میں اِس فوج کی جو جھوٹی عظمت قائم ہے اُس کو حقیقت کی آنکھ سے دیکھنے میں وقت تو لگے گا۔ کیا زرّیں جملہ کہا ہے کسی نے کہ ''یہ پاکستان کی فوج نہیں ہے بلکہ فوج کا پاکستان ہے۔'' تو فوج کے اِس پاکستان میں سولو فلائٹ کے ڈسپلن کو توڑنے والے راشد منہاس، شراب کے نشے میں ُدھت' کا چھا پہن کر بادِ نسیم کے جھونکوں کا لطف اٹھاتے واک کرتے ہوئے عزیز بھٹی اور پسپائی میں ہلاک ہونے والے سرور (باقیوں کی صورتِ حال پتہ نہیں کیا ہو) کو تو نشان حیدر مل جاتا ہے مگر وطن کے دفاع میں حب الوطنی کے تڑکے کے زیر اثر جان دینے والے عام سپاہی کی کوئی اوقات نہیں۔

پیشہ ور قاتلو!

تم سپاہی نہیں!

تم مجاہد نہیں!

☆☆☆☆☆

10 اپریل: صوبہ پکتیکا.................ضلع شکین.................مجاہدین کا ایک چوکی پر حملہ.................5 فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی

کرزئی کا ''ٹوٹا کفر'' اور امریکی خسائر

سید عمیر سلیمان

افغان فوج کی تعلیم پر لگائے جانے والے ۲ ارب ڈالر ضائع:

عالمی جریدے ''ڈیفنس نیوز'' نے افغان فوج کی تعلیمی قابلیت کے حوالے سے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں انکشاف کیا گیا ہے کی افغان فوج کی تعلیم پر خرچ کیے جانے والے ۲ ارب ڈالر بے کار ثابت ہوئے ہیں۔ ۲۰۰۹ء میں شروع کیا جانے والا ''افغان آرمی ایجوکیشنل پروگرام'' ناکام ہو چکا ہے۔ ۲۰۰ کروڑ ڈالر خرچ کرنے اور پانچ سالہ تربیت کے باوجود تین لاکھ چالیس ہزار افغان فوجیوں میں سے نصف سے زائد اپنا نام تک نہیں لکھ سکتے۔

امریکی ادارے ''یو ایس سپیشل انسپکٹر فار ریسٹوریشن افغانستان'' نے افغان فوج کی تعلیمی قابلیت کے حوالے سے امریکہ کی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ افغان فوج کی تعلیم کا منصوبہ ناکام ہو چکا ہے اور مستقبل میں بھی اس میں بہتری کی کوئی امید نہیں۔ ادارے کے اعداد و شمار کے مطابق افغان آرمی کے نصف سے زائد اہلکار اپنا نام لکھنے سے بھی قاصر ہیں چہ جائیکہ وہ کوئی دفتری دستاویز پڑھ سکیں یا جنگی نقشہ سمجھ سکیں۔ رپورٹ میں اس بات کا بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ اس تعلیمی پروگرام کے نتیجے میں جو افغان فوجی تعلیم حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے وہ افغان فوج چھوڑ کر نجی ملازمت کی طرف چلے گئے ہیں۔

امریکی عدالت میں کرزئی پر ۶۰۰ ملین ڈالر ہرجانے کا مقدمہ:

واشنگٹن کی ایک فیڈرل کورٹ میں کرزئی پر ۶۰۰ ملین ڈالر ہرجانے کا مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ امریکی جریدے ورلڈ نیوز ڈیلی کے مطابق مقدمہ اُن نیوی سیلز کمانڈوز کے لواحقین نے دائر کیا ہے جو وردک میں طالبان کے ہاتھوں ایک چینوک ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنانے کے دوران مارے گئے تھے۔ اس حملے میں کل ۴۰ امریکی فوجی ہلاک ہوئے تھے جن میں سے ۷ انیوی سیل کمانڈوز تھے۔ یہ وہی کمانڈوز تھے جنہوں نے ایبٹ آباد آپریشن میں حصہ لیا تھا اور ان کی ہلاکت کو امریکہ نے تاریخی نقصان قرار دیا تھا۔ لواحقین کا دعویٰ ہے کہ کرزئی نے طالبان کے ساتھ ساز باز کر کے طالبان کو وہ معلومات فراہم کیں جن کی مدد سے وہ اس ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنانے میں کامیاب ہوئے۔

امریکی میڈیا کی طرف سے طالبان کی اس کامیابی کو بھی امریکہ کی ''ان سائیڈ جاب'' قرار دینے کے بعد اب ایک نیا دعویٰ دائر کیا گیا ہے جس میں اس کو امریکہ کی بجائے کرزئی کی سازش قرار دیا جا رہا ہے۔ امریکی میڈیا نے اس واقعے کے چند روز بعد ہی دعویٰ کیا تھا کہ امریکی حکومت نے جان بوجھ کر ان کمانڈوز کو ختم کرایا ہے تاکہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت کے باب کو بند کر دیا جائے۔

امریکی میڈیا اس کو ان سائیڈ جاب قرار دے، چاہے لواحقین اس کو کرزئی کی سازش کہیں، طالبان مجاہدین نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت کا جلد بدلہ لے کر مسلمانوں کے دلوں کو جو سکون پہنچایا تھا، اس کے بدلے مسلم امہ کی دعائیں انہیں مسلسل ملتی رہیں گی۔

افغان جنگ امریکی مفادات کے لیے تھی: کرزئی

حامد کرزئی نے امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے بیان دیا ہے کہ افغان جنگ افغان عوام کے لیے نہیں بلکہ امریکی مفاد کے لیے لڑی گئی۔ کرزئی نے اعتراف کیا کہ امریکی قید میں جانے والے اکثر لوگ بے گناہ اور نہتے شہری تھے۔ کرزئی نے یہ بھی کہا کہ امریکہ کے بقول یہ جنگ افغان عوام کے مفاد کے لیے لڑی گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ میں افغان عوام کو صرف نقصان ہوا ہے۔ امریکی کارروائیوں اور بمباریوں میں بے گناہ افغان عوام مارے گئے۔ کرزئی کے بقول افغان عوام کا سب سے زیادہ نقصان اتحادی افواج کے فوجی آپریشنز میں ہوا۔

الیکشن سے چند روز قبل کرزئی کا یہ بیان افغان عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کی ایک اور ناکام کوشش ہے۔ دنیا کے لیے یہ بات نئی نہیں کہ یہ جنگ امریکی مفاد کے لیے لڑی گئی، اور ساری دنیا یہ بھی جانتی ہے کہ افغان عوام کے خون میں کرزئی بھی برابر کا شریک ہے۔ امریکی سائے تلے ۱۰ سالہ صدارت کے دوران کرزئی نے امریکہ کی ہر طرح سے خدمت کی۔ افغان عوام پر ظلم ڈھانے میں کرزئی نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ دس سال امریکی کٹھ پتلی کا کردار ادا کرنے کے بعد کرزئی سارا ملبہ امریکہ پر ڈال کر اپنے آپ کو ہی بے وقوف بنا رہا ہے۔ بہادر اور غیور افغان قوم ایسے بیانات سن کر اپنے لاکھوں شہدا کا خون بھلانے والوں میں سے نہیں۔

کابل کے وسط میں ایک بار پھر غیر ملکی ریستوران مجاھدین کے نشانے پر:

کابل میں انتہائی سخت سیکورٹی کے علاقے میں صدارتی محل کے قریب واقع ''سرینا ہوٹل'' پر چار فدائی مجاہدین نے ۲۰ مارچ کو حملہ کیا۔ مجاہدین ہینڈ گرنیڈ اور ہلکے

10 اپریل: صوبہ نیمروز..................ضلع دلارام..........مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی..................5 افغان فوجی ہلاک..........کئی زخمی

ہتھیاروں سے لیس تھے۔فدائی مجاہدین کامیابی سے ہوٹل میں داخل ہوئے اور کمروں کی تلاشی لے کر غیر ملکی افسران کو چن چن کر نشانہ بناتے رہے۔ حملے کے بعد ہوٹل کو افغان اور اتحادی افواج نے گھیرے میں لے لیا۔تین گھنٹے کی لڑائی کے بعد چاروں فدائی مجاہدین شہادت کے مرتبے سے سرفراز ہوئے۔اس کارروائی میں ۲۲ ملکی و غیر ملکی دشمنانِ اسلام ہلاک ہوئے اور ۱۳ زخمی ہوئے۔

واضح رہے کہ یہ ہوٹل صدارتی محل کے بہت قریب ہونے کی وجہ سے سخت سیکورٹی کا حامل تھا اور اس میں عموماً غیر ملکی فوجی افسران اور سفیر ہی قیام کرتے تھے۔سیکورٹی کے اتنے سخت انتظامات کے باوجود مجاہدین کی کامیاب کارروائی امریکہ اور اتحادی افواج کے منہ پر طمانچہ ہے۔جنوری میں کابل میں ہی غیر ملکی سفارت خانوں کے درمیان واقع لبنانی ریستوران پر مجاہدین کے حملے میں بھی متعدد غیر ملکی سفارت کار اور افسران ہلاک ہوئے تھے۔دو ماہ کے اندر اندر افغانستان کے سب سے محفوظ تصور کیے جانے والے علاقے میں مجاہدین نے دو کامیاب کارروائیاں کر کے ساری دنیا پر امریکی شکست واضح کر دی ہے۔

سرینا ہوٹل پر حملے کے بعد مغربی میڈیا نے اپنی ''پیشہ ورانہ'' صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ اس حملے میں طالبان نے ایک افغان صحافی کی بیوی اور دو بچوں کو ہلاک کیا۔اس پراپیگنڈے کو جواب میں امارت اسلامیہ افغانستان نے اعلامیہ جاری کیا کہ افغان صحافی کی بیوی اور بچوں کے قتل سے طالبان کا کوئی تعلق نہیں۔خواتین اور بچوں کو مارنا طالبان کا کام نہیں۔ان کو افغان فوج نے جان بوجھ کر طالبان کو بدنام کرنے کے لیے قتل کیا۔طالبان نے مزید کہا کہ اگر خواتین اور بچوں کو مارنا ہی مقصود ہوتا تو انہیں اتنے سخت سیکورٹی والے علاقے میں اتنے مصائب جھیل کر ۴ فدائی مجاہد بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔

گرین آن بلیو کے بعد اب ''بلیو آن گرین'' حملہ:

افغان فوج اور پولیس اہل کاروں کی طرف سے اتحادی افواج پر حملوں، جن کو ''گرین آن بلیو'' اٹیک کہا جاتا ہے، کے بعد اب بلیو آن گرین حملہ بھی سامنے آ گیا۔۶ مارچ کو صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں امریکی طیاروں نے افغان فوج کی ایک چیک پوسٹ پر بمباری کی جس کے نتیجے میں پوسٹ مکمل طور پر تباہ ہوگئی اور وہاں تعینات افغان فوجیوں میں سے ۱۰ موقع پر ہلاک اور ۷ شدید زخمی ہوئے۔امریکی فوجی حکام نے اس واقع کو غلطی قرار دیا اور افغان فوج سے معافی مانگ لی۔امریکی حکام کے مطابق یہ حملہ قصداً نہیں تھا بلکہ غلطی سے ہوا اور وہ اس پر نادم ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ چیک پوسٹ چند ماہ قبل تک اتحادی فوج کے پاس تھی اور انخلا کے وقت افغان فوج کے حوالے کی گئی تھی۔جس چیک پوسٹ میں اتحادی فوجی کئی برس تک قیام پذیر رہے اس کو غلطی سے بمباری کا نشانہ بنا دینا لطیفے سے کم نہیں۔

صدارتی الیکشن سے متعلق امارت اسلامیہ کا انتباہ:

امارت اسلامیہ نے افغان عوام کے لیے الیکشن سے متعلّق ایک اعلامیہ جاری کیا ہے جس میں عوام کو الیکشن سے دور رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔امارت اسلامیہ نے عوام سے اپیل کی ہے کہ خود بھی الیکشن سے دور رہیں اور اگر کوئی ووٹ ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے بھی سمجھائیں۔افغان عوام سے کہا گیا ہے اس الیکشن کا نتیجہ مغربی ایوانوں میں پہلے ہی ہو چکا ہے اس لیے آپ ووٹ ڈال کر اپنے شہدا اور اسلام سے غداری نہ کریں۔ عوام کا ووٹ ڈالنے کے عمل سے دور رہنا صلیبی طاقتوں کی اس سازش کو ناکام بنا سکتا ہے۔ امارت اسلامیہ نے کہا کہ اسلامی حکومت قائم کرنا امارت اسلامیہ کے ہر فرد نے اپنے اوپر واجب کر رکھا ہے اور وہ الیکشن کے اس گھناؤنے عمل کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

امارت اسلامیہ نے افغان عوام کو یہ بھی تاکید کی ہے کہ پولنگ سٹیشن، جلسوں اور کارنر میٹنگز سے دور رہیں کیونکہ طالبان الیکشن کمشن کے اہل کاروں، دعوتی اہل کاروں، سیکورٹی فورسز اور الیکشن کے دفاتر کو ہر جگہ نشانہ بنائیں گے۔الیکشن میں حصّہ لینے والے افراد کو امارت کی طرف سے خبر دار بھی کیا گیا کہ الیکشن میں حصّہ لینے کے بعد اس عمل کے نقصانات کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔

اس اعلامیے کے چند روز بعد ۲۹ مارچ کو کابل میں الیکشن کمیشن کے مرکزی دفتر پر طالبان نے حملہ کر کے الیکشن کمیسن کے درجنوں اہل کاروں اور افغان و صلیبی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔اس حملے میں طالبان الیکشن کمیشن کے دفتر کی عمارت، اہم اسناد، الیکشن کا ساز وسامان،، گاڑیاں اور اشیاء خورد ونوش کا ایک ذخیرہ جلانے میں بھی کامیاب ہوئے۔

صلیبی و افغان حکام نے اس حملے کے نقصانات کی پردہ پوشی کرتے ہوئے صرف ۲ پولیس اہل کاروں کے معمولی زخمی ہونے کی تصدیق کی اور کہا کہ الیکشن کا سامان ہم پہلے ہی محفوظ مقام پر منتقل کر چکے تھے۔تاہم الیکشن سے صرف ایک ہفتہ قبل الیکشن کمیشن کے مرکزی دفتر میں مجاہدین کا داخل ہو جانا اور عمارتوں کو آگ لگا دینا الیکشن انتظامیہ کے لیے ذلت سے کم نہیں۔

☆☆☆☆☆

11 اپریل: صوبہ کنڑ..................ضلع اسمار..................مجاہدین کا افغان فوجیوں کی چوکی پر حملہ..................2 فوجی ہلاک

افغانستان میں جمہوریت اور الیکشن کا امریکی ڈھونگ

مولانا ولی اللہ کا بلگرامی

افغانستان میں صدارتی انتخابات کا پہلا مرحلہ مکمل ہوا۔ پولنگ کا پہلا مرحلہ ۵ اپریل کو منعقد ہوا جس کے ابتدائی نتیجے میں سابق افغان وزیر خارجہ عبداللہ عبداللہ اور اشرف غنی بالترتیب پہلے اور دوسرے نمبر پر آئے۔ پہلے مرحلے میں ہی کامیابی کے لیے عبداللہ عبداللہ کو ۵۰ فیصد سے زائد ووٹ درکار تھے۔ ۵۰ فیصد سے کم ووٹ حاصل کرنے کی صورت میں مئی کے آخر میں انتخابات کا دوسرا مرحلہ منعقد ہوگا جس میں صرف پہلے اور دوسرے نمبر پر آنے والے امیدواروں کے مابین مقابلہ ہوگا۔

انتخابات کے لیے رجسٹریشن کا مرحلہ ستمبر ۲۰۱۳ء میں شروع ہوا تھا۔ ابتدا میں ۲۷ امیدواروں نے کاغذات جمع کرائے۔ ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۳ء کو الیکشن کمیشن نے ۱۶ امیدواروں کو نااہل قرار دے دیا جس کے بعد گیارہ امیدوار میدان میں رہ گئے۔ بعد ازاں تین مزید امیدوار جن میں حامد کرزئی کا بھائی قیوم کرزئی بھی شامل ہے، زلمے رسول کے حق میں دست بردار ہوگئے تھے جس کے نتیجے میں امیدواروں کی تعداد آٹھ رہ گئی اور یہی آٹھ امیدوار الیکشن میں مدمقابل رہے۔ الیکشن میں شرکت کرنے والے امیدواروں کے نام ووٹوں کی تعداد کی ترتیب سے درج ذیل ہیں۔

۱۔ عبداللہ عبداللہ

۲۔ اشرف غنی احمدزئی

۳۔ زلمے رسول

۴۔ عبدالرسول سیاف

۵۔ قطب الدین حلال

۶۔ گل آغا شیرزئی

۷۔ محمد داؤد سلطان زئی

۸۔ ہدایت امین ارسلہ

پہلے مرحلے کے ابتدائی نتائج کے مطابق عبداللہ عبداللہ ۴۴ فیصد ووٹ حاصل کرکے پہلے نمبر پر جب کہ اشرف غنی ۳۱ فیصد ووٹوں کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے۔ افغانستان کے آئین کے مطابق کسی بھی امیدوار کو پہلے مرحلے میں مکمل کامیابی کے لیے کم از کم ۵۰ فیصد ووٹ درکار ہوتے ہیں۔ کسی بھی امیدوار کی واضح اکثریت حاصل کرنے میں ناکامی کی صورت میں انتخابات کا دوسرا مرحلہ منعقد ہوتا ہے جس میں پہلے مرحلے میں پہلے اور دوسرے نمبر پر آنے والے فریق کے مابین مقابلہ ہوتا ہے۔ چونکہ عبداللہ عبداللہ ۵۰ فیصد ووٹ لینے میں ناکام رہا ہے اس لیے اب مئی کے آخر میں دوبارہ پولنگ ہوگی جس میں عبداللہ عبداللہ اور اشرف غنی مدمقابل ہوں گے۔

امریکی سائے تلے جمہوری ڈرامہ:

۲۰۰۱ء میں افغانستان پر حملہ کر کے امارت اسلامیہ کو ختم کرنے کے بعد امریکہ نے جو پہلا کام کیا وہ اسلامی نظام کے مقابلے میں جمہوریت کو کھڑا کرنا تھا۔ اس مقصد کے لیے امریکہ نے کرزئی کو منتخب کیا اور اسے پاکستان سے درآمد کرکے افغانستان کا صدر بنا دیا۔ کرزئی کو عبوری صدر بنانے کے لیے کابل میں باقاعدہ جرگے کا ڈرامہ رچایا گیا۔ ۲۰۰۲ میں کرزئی نے باقاعدہ صدارتی حلف اٹھایا اور دو سال کے لیے عبوری صدر منتخب ہوگیا۔

۲۰۰۴ء میں پہلے افغان صدارتی انتخابات منعقد ہوئے اور ان میں بھی امریکی کٹھ پتلی حامد کرزئی نے ہی واضح برتری حاصل کی۔ انتخابات اس قدر ''شفاف'' تھے کہ انتخابات کا دھاندلی سے پاک ہونے کا دعویٰ کرنے والا بھی کوئی موجود نہ تھا۔

۲۰۰۹ء میں ایک بار پھر صدارتی انتخابات ہوئے۔ اس بار کرزئی پہلے مرحلے میں ۵۰ فیصد ووٹ حاصل نہ کرسکا اور پولنگ کا دوسرا مرحلہ کرزئی اور عبداللہ عبداللہ کے مابین ہونا طے پایا۔ لیکن امریکہ نے کرزئی پر ایک بار پھر مہربانی کی اور عبداللہ عبداللہ الیکشن سے چند روز قبل ہی دھاندلی کا بہانہ لگا کر الیکشن سے دست بردار ہوگیا۔ کرزئی ایک بار پھر صدر بن گیا۔ اس بار الیکشن کے ''شفاف'' ہونے کا یہ پیمانہ تھا کہ تمام ووٹوں میں سے ایک چوتھائی جعلی ہونے کے سبب پھینک دیے گئے۔

حالیہ الیکشن میں چونکہ کرزئی الیکشن لڑنے کا اہل نہیں تھا اس لیے امریکہ نے اپنی حمایت کا رخ عبداللہ عبداللہ کی طرف کر دیا۔ اگر امریکہ چاہتا تو کرزئی کو ایک بار پھر صدر بنانا اس کے لیے مسئلہ نہیں تھا، اس مقصد کے لیے آئین میں تبدیلی بھی کی جاسکتی تھی لیکن امریکہ کافی عرصہ سے کرزئی سے نظریں پھیر چکا ہے۔ اب امریکہ کو ایک نیا چہرہ درکار ہے جو دوسرے ممالک اور بالخصوص افغان عوام کے لیے نیا ہوتا کہ کرزئی کے لیے افغان عوام کا غصہ زائل کرکے جمہوری نظام کی مخالفت میں کمی لائی جاسکے۔ اس بار الیکشن کے غیر جانب دار اور شفاف ہونے کے دعوے بلند کیے جارہے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اسے اتفاق ہی کہا جاسکتا ہے کہ جو عبداللہ عبداللہ پچھلی بار کرزئی جیسے نامقبول امیدوار سے بری طرح ہار گیا اس بار امریکی حمایت حاصل ہوتے ہی ۴۴ فیصد ووٹ لے کر پہلے نمبر پر آ

11 اپریل: صوبہ پروان.................. ضلع سیاہ گرد.................. مجاہدین کی کارروائی.................. 1 امریکی فوجی اور 2 افغان اہلکار ہلاک

گیا۔

"شفاف" انتخابات:

افغان الیکشن کمیشن اور مغربی میڈیا کے مطابق حالیہ انتخابات نہ صرف شفاف تھے بلکہ عوام کی طرف سے بہترین ٹرن آؤٹ بھی دیکھنے کو ملا۔ اس دعوے کی حقیقت خود الیکشن کمیشن کے ایک اعلیٰ عہدے دار نادر محسنی کے بیان سے واضح ہے۔ محسنی کے مطابق انتخابات میں دھاندلی کی ۲ ہزار سے زائد شکایات الیکشن کمیشن کو موصول ہوئیں جن میں پولنگ سٹیشن پر مامور اہل کاروں کی طرف سے زبردستی کسی مخصوص امیدوار کو ووٹ دینے پر عوام کو مجبور کرنا، سیکورٹی اہل کاروں کی جانب سے ٹھپے لگانا، پولنگ عملے کی طرف سے بدسلوکی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ امیدواروں کی جانب سے اپنے حامیوں کے کئی کئی کارڈ بنوانا اور بیلٹ پیپر غائب کرانا الگ ہے۔

اس بار انتخابی مہم جلسوں کی بجائے میڈیا پر چلی۔ میڈیا جس قدر غیر جانب دار ہے وہ بھی سب پر واضح ہے۔ اس کے علاوہ تمام ووٹ پولنگ سٹیشن پر گنتی کے بعد صوبائی صدر مقام روانہ کر کر دیے جاتے ہیں جہاں دوبارہ گنتی کی جاتی ہے۔ دراصل صوبائی صدر مقام میں کی جانے والی گنتی ہی حتمی ہوتی ہے جہاں جس امیدوار کو جتنے ووٹ دینے ہوں وہ باآسانی دیے جاسکتے ہیں۔

افغان الیکشن کمیشن کے مطابق ۷۰ لاکھ افراد نے ووٹ ڈالے جس سے ٹرن آؤٹ ۵۰ فیصد سے بھی تجاوز کر گیا تاہم طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے بقول صرف ۱۶ فیصد عوام نے انتخابات میں حصّہ لیا۔ جن میں اکثریت سرکاری ملازمین اور ایسے افراد کی ہے جن کی صلیبی آقاؤں سے معاشی وابستگیاں ہیں۔

پر امن انتخابات:

الیکشن کمیشن کی طرف سے جو دوسرا بڑا دعویٰ ہے وہ پرامن انتخابات کا ہے۔ صلیبی اور افغان میڈیا نے پراپیگنڈے کی انتہا کر دی اور انتخابات کو پرامن ثابت کرنے کے لیے طالبان کے حملوں اور الیکشن مہم میں رکاوٹوں کو منظر عام پر بالکل نہیں آنے دیا گیا۔ طالبان نے الیکشن والے دن پورے ملک میں ایک ہزار سے زائد حملے کیے لیکن میڈیا پر چند چھوٹی نوعیت کے حملوں کے علاوہ کوئی خبر نہیں آنے دی گئی۔ طالبان مجاہدین نے صلیبی میڈیا کے مقابلے میں نہ صرف ان حملوں کی تعداد ریکارڈ کی بلکہ صوبے کے اعتبار سے ان کا باقاعدہ ریکارڈ بھی بنایا۔

صوبہ ننگرہار 231	خوست 58	پکتیکا 28
میدان وردک 31	کنڑ 66	بدخشان 25
پروان 49	بلخ 4	سمنگان 2
قندوز 56	کاپیسا 22	کابل 21
پنجشیر 2	نورستان 38	بغلان 87
پکتیا 49	جوزجان 11	غزنی 76
بامیان 2	تخار 5	لوگر 62
زابل 42	قندہار 18	ہلمند 53
روزگان 34		

اسی طرح ہرات، بادغیس، فاریاب، دائیکنڈی، فراہ اور سرپل صوبوں میں مجموعی طور پر ۱۰۳ حملے ہوئے۔

ان حملوں میں سے چند کی تفصیل مختصراً درج ذیل ہے۔

فاریاب: پولنگ سٹیشنز اور افغان فوج پر حملے، 11 مراکز بند

تفصیل کے مطابق سنیچر کے روز صبح کے وقت مجاہدین نے ضلع المار کو ملانے والے تمام راستے بند کر دیے اور ساتھ ہی چغاتک کے علاقے میں پولنگ سٹیشن پر مارٹر توپ کے 5 گولے داغے۔

ضلع چہلگزی میں سنیچر کے روز صبح کے وقت مجاہدین نے کاریز اور ضیاء الحق کے مقام پر تین پولنگ سٹیشنز کو نشانہ بنایا۔

ضلع لولاش کیسر سنگ اور گرزنگ کے علاقوں میں مجاہدین نے دو پولنگ اسٹیشنوں کو بند کر کے ضلعی مرکز پر حملہ بھی کیا۔

ضلع دولت آباد میں سنیچر کے روز مجاہدین نے شیخ، چار شنغو، فیروزئی، قوزی بائی قلعہ، بازار قلعہ اور خیر آباد کے مقامات پر قائم 6 پولنگ اسٹیشنز کو بند کر دیا۔

زابل:

ضلع ارغنداب کے عدل خیل کے علاقے میں واقع پولیس اہلکاروں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں 2 اہلکار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

ننگرھار:

پولنگ سٹیشنز کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر اور شیوہ، غنی خیل، چپرہار اضلاع میں نشانہ بنایا۔

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ضلع شیوہ کے یاسین بابا کے علاقے میں دو پولنگ سٹیشنز کو دھماکہ خیز مواد کا نشانہ بنا کر بند کر دیا۔

غنی خیل بازار میں لوگوں کی آمد سے قبل خواتین پولنگ سٹیشن میں دھماکہ ہوا، جس سے تمام لوازمات تباہ ہو گئے۔

مقامی لوگوں نے نہر نمبر 27 میں واقع پولنگ اسٹیشن کو بند کر دیا اور بعد میں کٹھ پتلی انتظامیہ 3 شہریوں کو گرفتار کر کے لے گئی۔

ضلع چپرہار سے موصولہ رپورٹ میں کہا گیا ہے مجاہدین نے ضلعی مرکز،

11 اپریل: صوبہ نیمروز..................ضلع دلارام..................افغان فوجی چوکیوں پر مجاہدین کا حملہ..................فوجی چوکیاں تباہ..................4 فوجی اہل کار ہلاک

حافظان اور تریلی کے مقام پر پولنگ سٹیشنز کونشانہ بنایا، جو دوپہر بارہ بجے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں 2 اہلکار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔ دشمن کی جوابی فائرنگ کے نتیجے میں 2 مجاہد بھی زخمی ہوئے۔

غزنی :

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر، شلگر ،گیلان اور واغظ اضلاع میں حملے کیے۔

تفصیل کے مطابق ضلع دہ یک کیدہ یک گاؤں میں کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے حملے میں 2 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے

دوسری جانب ایک گھنٹے کے بعد مجاہدین نے کندر کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، لیکن تفصیل موصول نہ ہوسکی۔

غزنی شہر میں اروزگان کے قریب مجاہدین نے پولنگ اسٹیشن اور کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا۔

دوسری جانب غزنی شہر کے قریب قلعہ شادہ کے علاقے میں واقع پولنگ اسٹیشن پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر لگے۔

ضلع گیلان کے علاقے اغوجان میں مجاہدین نے پولنگ سٹیشن پر حملہ کیا۔

ضلع شلگر سے موصولہ رپورٹ کے مطابق ریکٹو کے علاقے میں واقع کٹھ پتلی فوجوں کی دو چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔

ضلع واغظ کے سیدوال کے علاقے میں دوپہر بارہ بجے کٹھ پتلی فوجوں کی چوکی پر ہونے والے حملے میں ایک فوجی ہلاک جب کہ 2 شدید زخمی ہوئے۔

کابل :

رپورٹ کے مطابق ضلع دہ سبز کے باباقشقار کے علاقے میں واقع پولنگ سٹیشن میں دھماکہ ہوا، جس کے بعد مرکز کو بند کر دیا گیا۔

ضلع قرہ باغ میں نو پلے کے علاقے میں پولنگ سٹیشن میں اسی نوعیت کا دھماکہ ہوا۔

کنڑ:

صوبہ کنڑ کے صدر مقام اسعد آباد، مانوگئی اور ناڑا اضلاع میں فوجی مرکز، گشتی پارٹی اور پولنگ اسٹیشن پر حملے ہوئے۔

اطلاعات کے مطابق اسعد آباد شہر کے قریب توپچی نامی مرکز پر مجاہدین نے مارٹر گولوں اور ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں عینی شاہدین کے مطابق 7 فوجی ہلاک جب کہ 4 شدید زخمی ہوئے۔

ضلع مانوگئی میں کنڈہ گل کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں کی بیس پر مارٹر گولوں سے حملہ کیا اور بیس کے قریب ترڑہ کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر مارٹر توپ کا گولہ پھٹنے سے 6 فوجی ہلاک ہوئے۔

اس کے علاوہ مٹین کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں کی گشتی پارٹی پر ہونیوالے حملے میں ایک گاڑی تباہ ہونے علاوہ ایک فوجی بھی زخمی ہوا۔

بغلان :

سیکورٹی فورسز اور پولنگ سٹیشنز پر صوبہ بغلان کے مرکزی بغلان اور دوشی اضلاع میں حملے ہوئے۔

ضلع مرکزی بغلان کے دشت گبر کے علاقے میں سیکورٹی فورسز پر حملہ ہوا۔

قیصر خیل گاؤں میں پولنگ اسٹیشن میں ہونے والے دھماکہ سے بوتھ تباہ ہوا، جس کے بدلے میں سیکورٹی فورسز نے بے دریغ فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں چنار کے رہائشی مطیع اللہ ولد منگل کوڑ شہید ہوئے۔

ضلع دوشی میں زرسنگ کے علاقے میں پولنگ اسٹیشن پر مجاہدین نے حملہ کیا۔

لوگر:

سیکورٹی فورسز اور کٹھ پتلی فوجوں کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر اور ضلع محمد آغہ میں نشانہ بنایا۔

ضلع محمد آغہ کے مغل خیل کے علاقے میں واقع پولنگ اسٹیشن میں دھماکہ ہوا، جس سے 6 سیکورٹی اہلکار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

صوبائی صدر مقام پل عالم شہر کے بابوس کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا۔

بدخشان: 11 پولنگ اسٹیشن بند

صوبہ بدخشان ضلع یمگان میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے پولنگ اسٹیشنوں پر حملہ کیا۔

مجاہدین نے پولنگ اسٹیشنز پر حملہ کیا، جو دیر تک جاری رہا، جس میں متعدد اہلکار ہلاک ہوئے اور 11 پولنگ سٹیشنز بند کر دیے گئے۔

ھرات : پولنگ اسٹیشن تباہ، 9 ہلاکتیں

ضلع پشتون زرغون کے مرکز میں قائم پولنگ اسٹیشن کو مجاہدین نے دھماکہ خیز مواد سے تباہ کر دیا۔

ضلع شینڈنڈ میں زیرکوہ کے علاقے میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں 4 اہلکار ہلاک ہوئے۔

شملزئی:

گودخیل اور شمی کے درمیانی علاقے میں پولیس اہلکاروں کی رینجر گاڑی

11 اپریل: صوبہ ہرات.........ضلع رباط سنگی.........مجاہدین نے الیکشن آفس کو نشانہ بنایا.........12 سیکورٹی اہل کار اور آفس میں موجود 3 اہل کار ہلاک

بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوئی اور اس میں سوار تمام اہلکار ہلاک ہوئے۔

مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، نقصانات کی تفصیل معلوم نہیں ہوسکی۔

بادغیس:

ضلع غورماچ کے مربوطہ علاقوں میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان ہونے والی لڑائی میں 10 اہلکار ہلاک جب کہ 16 زخمی اور ایک ٹینک تباہ ہوا۔

مجاہدین کے حملوں میں 6 فوجی ہلاک جب کہ 7 زخمی اور 2 مجاہد بھی زخمی ہوئے۔

سنگین کی لڑائی، 22 فوجی اور پولیس ہلاک

ہلمند:

ضلع سنگین میں مجاہدین نے ضلعی مرکز کے آس پاس چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جو مغرب تک جاری رہا۔ لڑائی کے دوران 22 فوجی اور پولیس اہلکار ہلاک جب کہ 11 زخمی ہوئے۔

غور:

جعلی انتخابات کے دوران کٹھ پتلی فوج پر ہونے والے حملے اور دھماکوں میں 17 فوجی ہلاک جب کہ 15 شدید زخمی ہوئے۔

دوسری جانب دو فوجی ٹینک، ایک رینجر گاڑی غلمین کے علاقے اور ایک رینجر گاڑی اور ایک ٹینک تول کے مقام پر بموں سے تباہ ہوئے۔

بلخ:

ضلع چاربولک کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں کا ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بم کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 5 اہلکار ہلاک ہوئے۔

ضلع البرز میں اتوار کے روز مقامی وقت کے مطابق دوپہر گیارہ بجے الیکشن بیلٹ بکسوں کو لے جانیوالی دو گاڑیاں مجاہدین کے نصب شدہ بموں کے زد میں آکر تباہ ہوئیں۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ تباہ ہونے والی گاڑیوں میں سوار 9 فوجی ہلاک ہوئے۔

صوبہ ہلمند ضلع گریشک کے آدم اور ترنگی کے درمیانی علاقے میں مقامی جنگجوؤں پر ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ۲ جنگجو ہلاک اور ۳ زخمی ہوئے۔

کاپیسا:

اتوار کے روز ضلع نجراب کے افغانیہ کے علاقے میں مجاہدین نے مقامی جنگجوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 جنگجو ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

خوست:

ہفتے کے دن مجاہدین نے صوبہ خوست کے صوبائی صدر مقام خوست شہر کے وسط میں واقع گورنر ہاؤس پر ہینڈ گرنیڈوں سے حملہ کیا۔

ضلع سپیرہ میں مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا۔

ان دونوں حملوں میں دشمن کے نقصانات کی تفصیل معلوم نہیں ہوسکی۔

مستقبل کا صدر:

عبداللہ عبداللہ اور اشرف غنی کے مابین مئی کے آخر میں ہونے والا مقابلہ ہی نئے صدر کا تعین کرے گا۔ عبداللہ عبداللہ کی پہلے مرحلے میں کامیابی اس بات کی ضمانت نہیں کہ وہ دوسرے مرحلے میں بھی کامیاب ہوگا۔ دوسرے مرحلے کے لیے کیے جانے والے سیاسی اتحاد الیکشن کا پاسہ پلٹ سکتے ہیں۔ لیکن سب سے اہم چیز جس کا دونوں فریقوں کو خیال رکھنا پڑے گا وہ امریکی حمایت ہے۔ امریکہ کی حمایت جس کو حاصل ہوگی وہی صدر بن پائے گا۔

نئے صدر کو صدارت سنبھالتے ہی چند بڑے فیصلے کرنے پڑیں گے۔ ایک اہم فیصلہ امریکہ کے ساتھ سیکورٹی معاہدہ کرنا ہے۔ کرزئی نے معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کے بعد اب نیا آنے والا صدر ہی معاہدے کی شرائط پر دستخط کر سکتا ہے۔

نئے صدر کے لیے دوسرا اہم مسئلہ امریکی انخلا ہے۔ کرزئی کے ۱۳ سالہ دور حکومت میں اسے ہر وقت امریکی سرپرستی کے ساتھ ساتھ صلیبی فوج کا سہارا بھی حاصل تھا۔ ۲۰۱۴ء کے آخر میں امریکی فوجی انخلا کے ساتھ ہی صلیبی فوجی طاقت کا سہارا اٹھ جائے گا اور نئی حکومت اور طالبان کو درمیان صرف افغان فوج رہ جائے گی جس کی صلاحیت پر خود امریکہ بھی اعتماد کرنے کو تیار نہیں ہے۔

تیسرا اہم مسئلہ طالبان کی بڑھتی ہوئی طاقت ہے۔ طالبان مجاہدین اللہ کے فضل سے دن بدن پہلے سے زیادہ مضبوط ہو رہے ہیں۔ کابل کے اندر انتہائی سیکورٹی کے علاقے میں پے در پے کامیاب حملوں نے طالبان کی طاقت ساری دنیا پر واضح کر دی ہے۔ ۴۲ ممالک کی فوج کی موجودگی میں بھی کرزئی حکومت صرف کابل تک محدود تھی اور باقی تمام صوبوں میں طالبان کے ''شیڈو'' گورنر کام کر رہے تھے۔ صلیبی انخلا کے بعد نئے صدر کے لیے صرف کابل کو سنبھالنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

امریکی مقاصد:

امریکہ کی ہمیشہ سے ہی کوشش رہی ہے کہ اسلامی نظام کے قیام میں ہر جگہ رکاوٹ ڈالی جائے۔ افغانستان پر حملہ بھی صرف مفادات کے لیے یا گیارہ ستمبر کا بدلہ نہ تھا۔ افغانستان پر امریکی حملہ باقاعدہ صلیبی جنگ تھی جس میں ساری دنیا کے صلیبی متحد ہو کر امارت اسلامیہ کو ختم کرنے کے لیے آئے۔ کھربوں ڈالر اور ہزاروں فوجی قربان کرنے کا بعد امریکہ ہرگز نہیں چاہتا کہ افغانستان میں کوئی بھی ایسا نظام آئے جس کا شریعت سے

12 اپریل: صوبہ نیمروز............. بارودی سرنگ دھماکہ............. ایک رینجر گاڑی تباہ............. 5 اہلکار ہلاک

دور دور تک بھی کوئی واسطہ ہو۔ امریکہ کا تمام اسلامی ممالک کے لیے تجویز کردہ ایک ہی نظام ہے اور وہ ہے جمہوریت، چاہے وہ افغان حکومت جیسی لولی لنگڑی ہی کیوں نہ ہو۔ امریکہ آمریت اور بادشاہت تو برداشت کرسکتا ہے لیکن کوئی ایسا نظام اسے قبول نہیں جس سے شریعت کی ہلکی سی جھلک بھی آتی ہو۔ امریکہ جہاں جہاں بھی گیا وہاں جمہوریت کے کینسر کی بنیاد رکھ گیا۔ عراق کے بعد افغانستان میں بھی امریکہ کی خواہش ہے کہ امریکی انخلا کے بعد یہاں جمہوری نظام ہی قائم رہے۔ الیکشن پر اربوں ڈالر خرچ کرنا، سیکورٹی سہولیات فراہم کرنا اور ملک میں عوام کو جمہوریت کی طرف مائل کرنے کی کمپین چلانا اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ امریکہ افغانستان کے غیور اور بہادر عوام کو شریعت کی برکات سے کتنا عرصہ دور رکھ سکتا ہے؟ اس بارے میں امریکی کانگرس کو انٹیلی جنس ادارہ کی طرف سے دی جانے والی رپورٹ کا خلاصہ ہی کافی ہے۔

''افغانستان سے امریکی انخلا کے ۳ سال کے اندر اندر طالبان ملک پر دوبارہ قابض ہو سکتے ہیں''۔

مجاهدین کا موقف:

مجاہدین کا موقف ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ شریعت کی مسلم امہ کے تمام مسائل کا حل ہے اور وہ شریعت کے علاوہ کسی اور نظام کو قبول نہیں کریں گے۔ اسی لیے طالبان نے اس جمہوری ڈرامے کی ہر طرح سے مخالفت کی۔ الیکشن کے انعقاد میں رکاوٹیں ڈالنے کے ساتھ ساتھ عوام میں جمہوریت کے اسلام دشمن نظام ہونے کی آگاہی مہم بھی چلائی۔ اس مقصد کے لیے امارت اسلامیہ الیکشن سے قبل وقتاً فوقتاً عوام کے لیے ہدایات جاری کرتی رہی۔

امارت اسلامیہ نے عوام سے اپیل کی ہے کہ خود بھی الیکشن سے دور رہیں اور اگر کوئی ووٹ ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے بھی سمجھائیں۔ افغان عوام سے کہا گیا ہے اس الیکشن کا نتیجہ مغربی ایوانوں میں پہلے ہی ہو چکا ہے اس لیے آپ ووٹ ڈال کر اپنے شہداء اور اسلام سے غداری نہ کریں۔ عوام کا ووٹ ڈالنے کے عمل سے دور رہنا صلیبی طاقتوں کی اس سازش کو ناکام بنا سکتا ہے۔ امارت اسلامیہ نے کہا کہ اسلامی حکومت قائم کرنا امارت اسلامیہ کے ہر فرد نے اپنے اوپر واجب کر رکھا ہے اور وہ الیکشن کے اس گھناؤنے عمل کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

امارت اسلامیہ نے افغان عوام کو یہ بھی تاکید کی ہے کہ پولنگ سٹیشن، جلسوں اور کارنر میٹنگز سے دور رہیں کیونکہ طالبان الیکشن کمشن کے اہل کاروں، دعوتی اہل کاروں، سیکورٹی فورسز اور الیکشن کے دفاتر کو ہر جگہ نشانہ بنائیں گے۔ چونکہ مسلمانوں کی حفاظت امارت کی پہلی ترجیح ہے، اس لیے عوام ایسی مقامات سے دور رہیں تاکہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے لیے کارروائی کرنا آسان ہو۔

مجاهدین کی عملی کاوشیں:

امارت اسلامیہ افغانستان نے صلیبی افواج کو صرف جنگی میدان میں ہی شکست نہیں دی، سیاسی میدان میں بھی امارت کی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔ امارت اسلامیہ نے جنگ کے آغاز سے ہی عسکری کارروائیوں کے ساتھ ساتھ شرعی عدالتوں کے قیام اور عوام کو شریعت کی دعوت دینے پر بھی توجہ دی۔ یہی وجہ ہے کہ آج مغربی میڈیا بھی یہ ماننے پر مجبور ہے کہ افغانستان کے ۳۳ صوبوں میں طالبان کے ''شیڈو گورنرز'' کام کر رہے ہیں اور شرعی عدالتیں قائم ہیں۔ عوام کی اکثریت افغان حکومت کی ''جمہوری عدالتوں'' کی بجائے شرعی عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں جہاں انہیں سستا اور فوری انصاف ملتا ہے۔ جب کہ جمہوری عدالتوں میں فیصلہ امیر اور طاقتور کے حق میں ہی ہوتا ہے۔

امریکہ افغانستان میں جمہوری نظام کے نفاذ کے لیے ہر ممکن کوشش میں مصروف ہے اور دوسری طرف مجاہدین اسلام اور شریعت کے نفاذ کے لیے اپنا مال اور اپنی جانیں لٹا رہے ہیں۔ شہداء کی قربانیاں ان شاء اللہ بہت جلد رنگ لائیں گی اور افغانستان ایک بار پھر شریعت کی بہاریں دیکھے گا۔

☆☆☆☆☆

''امریکہ کی ایسی ہی جابرانہ اور ظالمانہ حرکتوں کی وجہ سے ہم نے اس کے خلاف اعلان جہاد کیا ہے کیونکہ ہمارا دین ایسے حالات میں ہمیں حکم دیتا ہے کہ جب ظلم اور جبر حد سے بڑھ جائے تو اللہ کے حکم کے نفاذ کے لیے اٹھ کھڑے ہو۔ اس لیے ہم امریکہ کو تمام اسلامی سرزمینوں سے نکال دینا چاہتے ہیں۔ جہاں تک یہ سوال ہے کہ یہ جہاد امریکی فوجیوں کے خلاف ہے یا ان کے شہریوں کے خلاف ہے جو ہمارے مقامات مقدسہ میں موجود ہیں یا عام شہریوں کے خلاف ہے......تو حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے تو ان امریکی فوجیوں کے خلاف ہے، جو ہمارے مقدس مقامات پر موجود ہیں۔ ہمارے دین میں ہمارے مقدس مقامات تمام اسلامی خطوں سے زیادہ قابل احترام ہیں اور وہاں کسی کافر کا وجود ناقابل برداشت ہے۔ اس لیے تمام امریکی شہری وہاں سے فوراً نکل جائیں ہم ان کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ ہم سواارب مسلمان ہیں، ہمارے جذبات کسی بھی وقت ردعمل دکھا سکتے ہیں کیونکہ ہمارے چھ لاکھ معصوم بچے امریکہ کی وجہ سے عرق میں کھانے اور دواؤں سے محروم ہیں۔ ہمارے ردعمل کی ذمہ داری امریکہ پر ہوگی کیونکہ یہ امریکی ظلم جنگ کو امریکی فوجیوں سے امریکی شہریوں تک لے جا رہا ہے، یہ بات بہت واضح ہے''۔

(محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ)

12 اپریل: صوبہ ننگرہار..................ضلع خوگیانی..................ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ..................6 افغان فوجی اہل کار ہلاک

افغانستان: ایک اور جعلی حکومت کا قیام!

ایرک ایس مارگولس

افغانستان میں رچائے جانے والے انتخابی ڈرامے کی حقیقت حال صلیبی میڈیا میں بھی کہیں نہ کہیں منظر عام پر لائی جا رہی ہے۔ زیرِ نظر مضمون ایک صلیبی مصنف نے antiwar.com نامی تجزیاتی ویب سائٹ کے لیے قلم بند کیا۔ قارئین کے لیے اس مضمون کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

افغانستان کے حالیہ انتخابات محض دھوکا اور فریب ہیں۔ بہت سے امیدواروں نے ان انتخابات میں حصّہ لینے کا ڈھونگ رچایا جس کے نتائج پہلے ہی متعین ہو چکے ہیں۔۔ اور یہ سب کچھ کیا دھرا واشنگٹن کا ہے! ان امیدواروں میں وہ سیاست دان شامل ہیں جنہوں نے امریکہ کے ہاتھوں میں سیاسی پرورش پائی، ان امیدواروں میں منشیات کے وہ سوداگر بھی شامل ہیں جن کا تعلّق شمالی تاجک اور ازبک علاقوں سے ہے۔ ان میں سے سرفہرست رشید دوستم ہے جو ایک بہت ہی بڑا جنگی مجرم اور سی آئی اے کا ایک مرکزی حلیف ہیں جس نے ۲۰۰۰ سے زائد طالبان کے قتل کا حکم جاری کیا تھا۔

یہ اس قسم کی بھونڈی بنیاد ہے جس پر واشنگٹن، جمہوریت کی عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کر رہا ہے جو امریکہ کو فوجی اڈے اور جنگی طیارے مسلسل فراہم کرتی رہے گی۔ ان انتخابات میں افغانستان کی اکثریتی پشتون آبادی کی آواز کو بہت کم اہمیّت حاصل ہے۔

طالبان کی سب سے اہم اور مرکزی جماعت، طالبان اور اس کی حلیف، حزب اسلامی کو دہشت گرد قرار دے کر انتخابات سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔ ان جماعتوں نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا اور نہایت درست دعویٰ کیا کہ یہ انتخابات دھاندلی سے بھرپور ہوں گے جو اپنے مغربی سرپرستوں اور مقامی کٹھ پتلیوں کے ہاتھوں منعقد ہوں گے۔ یہ منظر نامہ مشرق وسطیٰ کے اکثر خطوں میں دہرایا جا چکا ہے۔

اگر افغانستان میں کھلے، شفاف اور غیر جانبدار انتخابات منعقد ہوتے تو بلاشبہ طالبان جیت جاتے۔ بلاشبہ، امریکہ کو افغان کمیونسٹ، جنگی مجرموں اور منشیات کے سوداگروں کے ساتھ کام کرنے میں کوئی مشکل درپیش نہیں۔ درحقیقت، افغانستان میں امریکہ کی سرپرستی میں افیون، مارفین اور ہیروئن کی پیداوار، ہمیشہ سے کہیں زیادہ ہو چکی ہے، اسے ''قومی تعمیر'' کا نام دیا جاتا ہے! افغانستان میں ہر قسم کا اسلحہ بارہ برس تک استعمال کرنے کے باوجود، طاقتور امریکہ، طالبان کو زیر کرنے میں ناکام رہا ہے۔ بلاشبہ پشتون قبائل بھی لامحدود عرصے تک جنگ کرتے رہیں گے۔ طالبان کی ایک مشہور کہاوت ہے کہ ''امریکیوں کے پاس گھڑیاں ہیں لیکن ہمارے پاس وقت ہے۔'' یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکیوں کی طرف سے افغانستان کو اپنی نوآبادی بنانے، ۱۹۸۰ء کی دہائی میں سویت روس کی طرف سے افغانستان پر اپنے زیر تسلط لانے اور اب امریکیوں کی طرف سے افغانستان پر قبضے کی کوشش کو پشتونوں نے ہی ناکام بنایا۔

افغانستان کی جنگ، امریکہ کی تاریخ کی طویل ترین جنگ ثابت ہوئی۔ امریکی بھاری ہتھیاروں کے ساتھ طالبان پر حملے کرتے رہے لیکن یہ سب کچھ امریکہ کی بہت بڑی غلطی تھی کیونکہ یہ جنگ کبھی جیتی ہی نہیں جا سکتی تھی جو اب حقیقت اختیار کر چکی ہے۔ اس وقت امریکہ کا منصوبہ یہ ہے کہ افغانستان پر ایک اور ''کرزئی'' مسلط کیا جائے، افغانستان کی ۴ لاکھ فوج کو اپنے زیر اثر رکھا جائے اور اپنے کچھ فوجی بھی افغانستان میں ٹھہرائے جائیں جس کے لیے باہمی سلامتی کا معاہدہ موجود ہے جس پر افغانستان کا آئندہ صدر امریکی ایما پر دستخط کر دے گا۔

افغانستان میں امریکی افواج کے بنیادی مراکز بگرام، قندھار، ہیرات اور شندھانند کے ہوائی اڈے ہیں، نیز پاکستان، وسطی ایشیا اور خلیجی علاقوں میں قائم اڈے بھی امریکی بالادستی قائم کرنے میں مددگار ہیں۔ اگر افغانستان کے علاوہ دیگر علاقوں میں یہ اڈے قائم نہ رہ سکے تو امریکی زمینی فوج طالبان کے حملوں کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

یہ ایک ایسی وجہ ہے کہ جس کے باعث افغانستان میں اس امریکی جنگ کو اب تک ایک ٹریلین ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا ہے، نیز بلین ڈالر وسیع پیمانے پر موجود بدعنوانی کے باعث ضائع ہو چکے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ افغانستان میں وافر امریکی ڈالروں کی رسد بند ہونے سے افغانستان کی معیشت تباہ ہو جائے گی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان کو طالبان سے جنگ کرنے کا معاوضہ بھی ڈالروں کی شکل میں ادا کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ صدر اوباما کی طرف سے افغانستان میں امریکی فوج کے مزید قیام کے معاملے پر امریکی افواج کے کمانڈر اعتراض کر رہے ہیں جو طالبان جیسی چھوٹی سے طاقت کے ہاتھوں اعلیٰ فنی مہارت کی حامل امریکی فوج کی تذلیل برداشت کرنے میں خفت محسوس کر رہے ہیں۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اس علاقے میں روس اور چین، امریکہ کو للکار رہے ہیں اور ان دونوں ممالک کی صورت میں پینٹا گان کو نئے دشمن میسر ہو چکے ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ امریکہ، افغانستان میں اپنی ناکام فوجی مہم جوئی کو ترک کر دینے کے متعلّق غور شروع کر دے کیونکہ امریکہ کو ویتنام سے شرمناک واپسی کے مناظر آج تک یاد ہیں۔

☆☆☆☆☆

12 اپریل: قندہار شہر.................3 فدائی مجاہدین کا انٹیلی جنس آفس پر حملہ.................افغان خفیہ ادارے کے 23 اہل کار ہلاک

عشق پابندِ وفا

وفا مجاہد

کہتے تھے کہ وہ باغی تھے......ہاں وہ ساری دنیا کے باغی بننا خوشی خوشی قبول کرتے تھے لیکن رب سے بغاوت ان کی سرشت میں نہ تھی......وہ مفسد بھی تھے کہ انہوں نے 'جدید فرعونوں اور ہامانوں' کا جینا جو حرام کر رکھا تھا......

ان کی نظروں سے نکلتا نورِ بصیرت کفر کے نظاموں کو خاکستر کیے دے رہا تھا......وہ تو واقعی ''امنِ عالم'' کے لیے خطرہ تھے!اور حقیقتاً سزا کے مستحق تھے!افسوس اور دکھ تو یہ تھا کہ جدیدیت کے سیلاب میں بہتے ان کے ''اپنے'' بھی ان کو نہ جان پائے......

امت کے غموں میں جان گھلاتے ان نوجوانوں کا درد اور خلوص و وفا ان ''اپنوں'' کے نزدیک بے وقوفی، حماقت اور جذباتی پن ہی قرار پایا تھا! کیا کل روزِ محشر وہ ان اہل ایمان کے گریبان نہ پکڑیں گے جو اُنہیں اپنے نشترِ زبان سے لہولہو کر کے کفر اور اس کے نظام کو تقویت دے رہے تھے؟؟؟اس کا دل کانپ کانپ جاتا......دنیا کے بدلے آخرے کو بیچ دینا اور کس کو کہتے ہیں؟ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا اور کیا ہوتا ہے؟ وہ سوچوں کی یلغار سے بے حال ہوتی تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیتی......**اللھم اھدنی وقومی**

وہ کئی کئی روز تک کارزارِ عشق میں صف اول پر ہونے کے باعث گھر نہ آپاتا، جب آتا تو وہ اس کے سر ہو جاتی......''آپ مجھے بھی ساتھ لے کر جائیں نا''......وہ ہنس دیتا اور شرارت سے کہتا ''تمہارے آنے سے تو زندگی مکمل ہوئی ہے، تمہیں کیسے لے جاؤں''......وہ منہ پھلا لیتی، خفا خفا پھرتی......وہ ہنس کر محبت سے اسے منا لیتا......شانوں کو چھوتے بال دیکھ کر وہ معصومیت سے کہتی ''لائیں میں آپ کے بال بناؤں''......''ہاں بناؤ لیکن چٹیا نہیں'' وہ برجستہ جواب پر ہنس پڑتی......

سنہری کانچ سی فسوں بھری آنکھوں میں اس کے لیے محبت و انسیت کا ایک سمندر موجزن رہتا تھا......ایک بار دورانِ تربیت اس کے استاد نے کہا تھا کہ ''اپنی بیویوں کی قدر کیا کرو، باوجود کمزور ہونے کے وہ راہِ عشق و وفا میں سب کچھ لٹا کر، سارے رشتے ناتے قربان کر کے تمہاری ہمراہی میں سب سہہ لیتی ہیں، شاید ان کی قربانی تمہاری قربانیوں سے بڑی ہو''......

اسی لیے وہ اپنی اس معصوم سی پری سے بہت محبت و عزت سے پیش آتا......اسے اپنی جنت کہتا، زندگی کی بہار قرار دیتا......لیکن بہار کے دن تو تھوڑے ہی ہوتے ہیں......اور یہ تو وہ راستہ تھا کہ دل پہاڑوں سا بڑا اور مضبوط رکھنا پڑتا ہے......

آج قریبی گھر میں اجلاس تھا، وہ وضو بنا کر عصر کی تیاری میں مشغول تھی......

فضا میں گڑگڑاہٹ شروع ہوئی تو وہ صحن میں آ کر آسمان پر نگاہ جمائے کھڑی ہو گئی......دل کٹ سا گیا کہ نجانے آج کون سے ہیرے موتی مٹی میں رُلنے والے تھے!!! آسمان سے آتا روشنی کا گولہ اسے اپنے سینے کی طرف آتا لگنے لگا......بس ایک پل سرکا اور اس کے اردگرد آگ کی روشنی اور بادلوں سی کڑک تھی......تکلیف کی شدت سے اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا......لوہے کے ٹکڑے لگنے سے وہ مضروب تھی......ان کے نائب قائد، اس کا ہمسفر اور دو اور ساتھی زندانِ زیست سے پروانۂ آزادی پا چکے تھے......ساتھ والا مہمان خانہ ملبے کا ڈھیر بنا ہوا تھا......

وہ جان چکی تھی کہ اس پر کیا قیامت ٹوٹ پڑی تھی......رب کے حضور اس کا وجود ہچکیوں سے لرزتا رہتا......اور ذہن کے پردے پر کلام پاک کے عکس جھلملاتے رہتے......

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمَوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ

ایمان اور آزمائش لازم و ملزوم ہیں......ایمان کا مطلب ہے کہ تم ضرور آزمائے جاؤ گے......قربانی کے بغیر تو جنت نہیں ہے......رب وحدہ کا کلام اس کے زخموں پر مرہم رکھتا رہا......وہ رب سے اس گھڑی میں صبر و ثبات مانگتی رہی......وہ جتنا جھکتی جاتی، دل اتنا ہی سکینت سے بھرتا جاتا......اپنوں سے بڑھ کر محبت و خلوص لٹانے والے اور قربانی کی داستان رقم کرنے والے اس پر اپنی محبت کی چھاؤں کیے ہوئے تھے......

اس کے دل میں جدائی خیمے گاڑ چکی تھی......آنکھوں کے در و دیوار پر اداسیوں کا پہرہ تھا......وہ اشکوں سے اسے خراجِ محبت پیش کرتی تھی، اس مختصر کی رفاقت میں کون سے خوشی تھی جو اس نے نہیں دی تھی......محبت کی کون سے بارش نہ برسی تھی......وہ شخص اس کے لیے رب العالمین کا سب سے بڑا انعام تھا......ہاتھوں میں ہاتھ لیے وہ اسے کہتا تھا کہ

''میں تمہیں کچھ نہ دے سکا......ہاں!اک آس، اک امید کا جگنو ضرور دوں گا......وہ امید جو مجھے بھی نہال رکھتی ہے کہ روزِ محشر، اللہ کریم کی بارگاہ کا منظر کچھ یوں ہو کہ

جب محبت کی تاریخ لکھی جائے گی

13 اپریل: صوبہ ننگرہار......ضلع بٹی کوٹ......افغان اور نیٹو فوج کے مشترکہ کاروان پر مجاہدین کا ریموٹ کنٹرول بم حملہ......ایک بکتر بند، ایک سرف گاڑی تباہ......4 فوجی ہلاک

قافلہ حجازِ مقدس کا جب تذکرہ آئے گا

عاشقانِ حبیب جہاں ﷺ میں،

وہاں میرا نام آئے گا

پھر صحیفے جو محبت کے ہوں گے نشر

ان جہادی فضاؤں میں گزرا ہوا

میری غربت، عسرت کا ایک ایک پل

میرے کام آئے گا!!!''

وہ شخص اس کی زندگی کا محور و مدار تھا......وہ اس سے شکوہ کرتی تو کیسے کرتی کہ جس کا وقت نہیں آیا، وہ کیسے جا سکتا تھا......ورنہ اس کے نازک وجود پر بھی راہِ خدا کی مہر ہائے محبت ثبت ہوئیں تھیں......وہ اس کے ۴۔۵ کمروں کے فاصلے پہ ہی تھی...... ہاں! جس کی اجل آجائے وہ ہنستا کھیلتا چلا جاتا ہے......اور جس کی اجل نہ آئے وہ قہر کی آندھیوں سے بھی نکل آتا ہے......

اس کا غم پہاڑوں جیسا تھا......اس کے سجدے طویل ہوتے گئے......رب کی محبت کی مٹھاس دل میں اترنے لگتی تھی......لا الہ الا اللہ کے حرف زبان سے کہہ دینے کے بعد پہلی بار اس کے لیے قربانی دی تھی......ہجرت، زخم اور ہم سفر کی شہادت......وہ آج ایمان کی اس لذت سے آشنا ہوئی تھی جو پہلے کبھی نہ ملی تھی......

جذبوں کا جہاں اب بھی آباد تھا......عزم قطرہ سے بحر ہو گیا تھا......عشق جنوں کی بلندیوں کو چھونے لگا تھا......اسی اثنا میں فتنوں سے گھرے اس کے شہر سے اس کے خون کے رشتے اس کی واپسی کے خواہاں تھے......وہ بے دست و پا، ششدر تھی...... یہ تو اس کے وہم و گماں میں بھی نہ تھا......

واپسی!............اس لفظ سے اس کا دل کٹ کٹ کر گرتا تھا...... یہ غم تو ہم سفر کی جدائی سے بھی بڑا تھا......اسے سینے میں اپنا دم گھٹتا محسوس ہوتا......اس کا دل لہولہو، ہاتھ کاسہ کاسہ، آنکھیں اشک اشک اور رواں رواں دعا بن گیا تھا......

''یا اللہ! کیا دو گز زمین بھی نہ ملے گی اس مقدس زمین میں''

وہ ان فضاؤں میں سانس لے کر اُس کی جدائی تو سہہ سکتی تھی لیکن یہ سب................؟

اس کا دل باغی ہوا جا رہا تھا......اس نے بے حال ہو کر اپنے قائدین کو خونِ دل سے بھرا خط لکھا، اسے اطمینان دیا گیا، واپسی کا سفر تشکیل کی صورت میں ہی ہے...... سو اطاعت امیر پر سرِ تسلیم خم کیے بغیر چارہ نہ تھا......

؎ عشق پابندِ وفا ساری جفائیں سہہ کر

اپنے معیارِ وفا سے ہے پشیماں پھر بھی!

ہاں! وہ اپنا دل، اپنی روح وہیں چھوڑ کر زندہ لاش کو گھسیٹتی واپس آ گئی......

فتنوں کے گھر میں، رب کی بغاوت کے سائے میں دوڑتی زندگی میں...... بظاہر رعنائیوں، آسائشوں بھری خوش نما زندگی میں لیکن اسے معلوم تھا کہ راہِ وفا کے راہرو جہاں بھی ہوں اپنا سبق نہیں بھولتے......مکتبِ عشق کے دستور یاد رکھتے ہیں......اپنے حصّے کے چراغ جلاتے رہتے ہیں......تاریک شبوں میں جگنو بن کر چمکتے رہے ہیں......ایمان کی روشنی پھیلاتے رہتے ہیں......ابرہہ کے لشکر پر صورتِ ابابیل جھپٹتے رہتے ہیں......اور محشر اپنی کامیابی کے لیے زمین پر اتارنے کا مقصد یاد رکھتے ہیں کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور

هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ

☆☆☆☆☆

''میری زندگی کا مقصد یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکالنا ہے، میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا شکرگزار ہوں کہ جنہوں نے میرے مقصد کی حمایت کی ہے، یہ مقصد صرف میرا نہیں بلکہ ہر مسلمان کا ہونا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ یہ ایک شرعی مقصد ہے، میں جذباتی نہیں ہوں بلکہ میرے پاس شرعی اور ٹھوس دلائل موجود ہیں کیونکہ اسرائیل کے پہلے وزیراعظم بن گوریون نے کہا تھا کہ ہمیں اشتراکیت یا جمہوریت یا فوجی انقلابوں سے کوئی خطرہ نہیں بلکہ ہمیں صرف اسلام سے خطرہ ہے، ایک یہودی جرنیل نے ۱۹۴۸ء کی جنگ میں مسلمان مجاہدین کے جذبۂ جہاد کو بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''ان لوگوں کے نزدیک جنگ اپنی حکومتوں کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے محض لڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ لوگ ہر معرکہ میں شدت اور جنونی کیفیت کے ساتھ شریک ہوتے ہیں ہمارے اسرائیلی سپاہیوں کی طرح نہیں جو صرف اپنے وطن کے لیے لڑتے ہیں بلکہ یہ انتہا پسند مسلمان اس جذبے سے لڑتے ہیں کہ شہادت کی موت سے ہم کنار ہوں۔ یہ فرق ہے ہمارے اور ان کے درمیان''۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہمارے دشمن یہود و نصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کو اپنے وجود کے لیے حقیقی خطرہ سمجھ چکے ہیں، جب کہ مسلمانوں کی اکثریت ابھی اس حقیقت سے غافل ہے اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے سے گریزاں ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی ان تمام کوششوں کے باوجود ان شاء اللہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو کر رہے گا اور جس خطرے سے وہ آگاہ ہو چکے ہیں، وہ خطرہ ان کے سروں پر پہنچ چکا ہے۔ حقیقت وہ ہے کہ جس کی بشارتیں ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے ملتی ہیں اور نصوصِ صریحہ میں موجود ہیں، جو کہ فیصلہ کن معرکہ کی خبر دیتی ہیں''۔ (محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ)

14 اپریل: صوبہ غزنی............ضلع شلگر............مجاہدین کا ایک پیدل فوجی دستے پر حملہ............6 فوجی اہل کار ہلاک

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے اور رنگین صفحات میں صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی ومالی نقصانات کے میزان کا خاکہ دیا گیا ہے، یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ www.shahamat-urdu.com اور theunjustmedia.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

16 فروری

☆صوبہ ننگر ہار ضلع غنی خیل میں مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس سے 6 نیٹو فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

18 فروری

☆صوبہ پکتیا ضلع زرمت میں مجاہدین نے ایک نیٹو ٹینک کو بم دھماکے سے تباہ کر دیا۔ جس سے اس میں سوار 4 فوجی ہلاک ہوگئے۔

19 فروری

☆صوبہ ہلمند ضلع نادعلی میں دو فوجی ٹینک مجاہدین نے اپنے بموں سے تباہ کر دیے جس سے ان میں سوار 6 نیٹو فوجی ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے۔

21 فروری

☆صوبہ کابل ضلع سروبی میں پولیس اور فوج کے مشترکہ مرکز پر مجاہدین کی شہیدی کارروائی میں کم از کم 37 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ نیمروز ضلع دلا ارام میں مجاہدین نے افغان فوجیوں پر حملہ کر کے 6 فوجی ہلاک کر دیے اور متعدد زخمی کر دیے۔

22 فروری

☆صوبہ قندہار ضلع میوند میں مجاہدین نے ایک نیٹو فوجی ٹینک کو بم دھماکے سے تباہ کر دیا جس سے 5 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

23 فروری

☆صوبہ ہرات ضلع شینڈنڈ میں امریکی فوجی ٹینک ایک بارودی سرنگ سے جاٹکرایا جس سے 6 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ ننگر ہار ضلع بٹی کوٹ میں مجاہدین اور امریکی فوجیوں کے پیدل دستوں میں شدید جھڑپ ہوئی جس سے 7 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع واشیر میں مجاہدین نے ایک امریکی ٹینک کو راکٹ حملے میں تباہ کر دیا جس سے اس میں سوار 5 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ زابل ضلع خاک افغان میں مقامی لوگوں پر تشدد میں مصروف نیٹو افواج پر مجاہدین نے اچانک حملہ کر کے 6 نیٹو اہل کاروں کو قتل کر دیا۔

24 فروری

☆صوبہ ننگر ہار ضلع حصارک میں مجاہدین نے ایک اہم مرکز پر حملہ کیا جس کے بعد شدید لڑائی چھڑ گئی جن میں 37 فوجی ہلاک 7 زخمی اور 9 کو مجاہدین نے گرفتار کر لیا۔ مجاہدین نے بڑی تعداد میں اسلحہ اور دوسری چیزیں غنیمت کی ہیں۔

25 فروری

☆صوبہ غزنی ضلع شلگر میں مجاہدین نے امریکی فوج پر حملے میں 3 امریکیوں کو قتل اور متعدد کو زخمی کر دیا۔

27 فروری

☆صوبہ قندوز ضلع چاردرہ میں مجاہدین نے چوکیوں کے قیام کے لیے آنے والے پولیس اہل کاروں اور فوجیوں پر حملہ کر کے 17 فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔

28 فروری

☆ صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں مجاہدین نے افغان فوج اور پولیس کے مشترکہ کاررواں پر شدید حملہ کر کے 6 اہل کاروں کو ہلاک کر دیا۔ جب کہ ایک ٹینک بھی تباہ ہوگیا۔

یکم مارچ

☆صوبہ ہلمند ضلع نادعلی میں مجاہدین نے ایک امریکی فوجی ٹینک کو بارودی سرنگ کا نشانہ بنا جس سے اس میں سوار 3 نیٹو اہل کار ہلاک اور 2 زخمی ہوگئے۔

2 مارچ

☆ قندہار شہر سے ملنے والی اطلاع کے مطابق ایک شہیدی جوان نے پولیس اسٹیشن نمبر 7 میں پولیس اہل کاروں کو نشانہ بنایا جس سے 13 اہل کار ہلاک اور 5 زخمی ہوگئے۔

4 مارچ

☆صوبہ اروزگان ضلع چار چینہ میں ایک رینجرز گاڑی مجاہدین کی بچھائی ہوئی بارودی سرنگ سے جاٹکرائی جس سے اس میں سوار 4 فوجی موقع پر ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں مجاہدین نے ایک شدید جھڑپ میں 7 پولیس اہل کاروں کو قتل کر دیا۔

5 مارچ

☆صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے امریکی اور افغان فوجیوں کو نشانہ بنایا جس سے ایک ٹینک تباہ اور 4 فوجی ہلاک ہوگئے۔

6 مارچ

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام میں صدارتی الیکشن کے عہدے دار کے قافلے پر حملے میں 6 افراد ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ کابل ضلع سروبی میں مجاہدین نے ایک فوجی نیٹو ٹینک کو بارودی سرنگ سے نشانہ بنایا جس سے 5 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

11 مارچ

☆صوبہ پروان ضلع سیاہ گرد میں مجاہدین کی کارروائی میں 1 امریکی فوجی اور 2 افغان اہل کار ہلاک ہوگئے۔

12 مارچ

☆قندہار شہر سے ملنے والی اطلاع کے مطابق 3 فدائی مجاہدین نے انٹیلی جنس آفس پر حملہ کر کے 23 اہل کاروں کو قتل کر دیا۔

13 مارچ

☆افغان اور نیٹو فوج کے مشترکہ کاررواں کو صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ میں بم حملے کا نشانہ بنایا گیا جس سے ایک بکتر بند اور ایک سرف گاڑی تباہ اور 4 فوجی ہلاک ہوگئے۔

15 مارچ

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد میں ایک بم دھماکے میں 3 افغان فوجی لقمہ اجل بن گئے۔

18 مارچ

☆صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو میں مجاہدین نے دھماکے سے ایک فوجی ٹینک تباہ اور 4 فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ بادغیس ضلع بالامرغاب میں ایک فوجی چوکی پر حملے میں 5 فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہوگئے۔

19 مارچ

☆مجاہدین نے صوبہ لوگر میں پل عالم شہر میں ایک امریکی اور افغان فوجی مجموعہ کو نشانہ بنایا جس سے 2 امریکی اور 2 افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانی میں مجاہدین کے حملوں میں 14 افغان فوجی ہلاک اور 12 زخمی ہوگئے۔ جب کہ بم دھماکوں میں 4 فوجی ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔

20 مارچ

☆صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں مجاہدین نے حملے میں 3 فوجی ٹینک تباہ کر دیے، حملے میں 7 فوجی ہلاک اور 4 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ننگرہار میں فدائی مجاہدین نے جلال آباد شہر میں پولیس اسٹیشن، گورنر ہاؤس اور دیگر سرکاری عمارتوں کا نشانہ بنایا جس سے 29 فوجی ہلاک اور 43 زخمی ہوئے۔

21 مارچ

☆صدارتی محل کابل اور سرینا ہوٹل پر مجاہدین کے فدائی حملے میں 23 ملکی، غیر ملکی فوجی ہو گئے۔ جب کہ 13 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع واشیر میں ایک ٹینک بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوگیا اور اس میں سوار ایک امریکی فوجی ہلاک ہوگیا۔

23 مارچ

☆صوبہ قندہار ضلع میوند سے مجاہدین اور امریکی و افغان اتحادی فوجیوں میں شدید جھڑپیں ہوئیں۔ 3 امریکی اور 5 افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

24 مارچ

☆امریکی اور افغان فوج نے صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ میں مجاہدین کے خلاف ایک آپریشن کیا۔ تاہم جوابی کارروائی میں 12 اتحادیوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔

☆صوبہ قندہار ضلع میوند میں مجاہدین نے مختلف واقعات میں 5 ٹینک تباہ کر دیے، جب کہ 4 امریکیوں سمیت 11 فوجی اہل کاروں کو قتل کر دیا۔

25 مارچ

☆صوبہ کنڑ کے علاقے اسعد آباد میں فدائی مجاہدین نے بینک سے تنخواہ وصول کرتے فوجیوں پر حملہ کر کے ایک افسر سمیت 28 کو ہلاک اور کئی کو زخمی کر دیا۔

26 مارچ

☆صوبہ ہلمند ضلع مارجہ میں مجاہدین نے ایک فوجی مرکز پر حملہ کر کے 20 فوجی ہلاک اور 12 زخمی ہوگئے۔ جب کہ مرکز پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا

28 مارچ

☆ کابل میں مجاہدین کے فدائی دستے نے نیٹو افواج کے مرکز اور ایک چرچ پر حملہ کیا جس سے دشمن کو شدید جانی و مالی ہلاکتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

30 مارچ

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں ایک فدائی حملہ آور نے اپنی بارودی گاڑی اتحادی فوج کے کانوائے سے جا ٹکرائی اور 9 رومن فوجیوں کو قتل کر دیا۔

31 مارچ

☆صوبہ پروان ضلع کوہ صافی میں مجاہدین کے حملے میں 2 امریکی فوجی ہلاک اور دو زخمی ہو گئے۔ حملے میں ٹینک بھی تباہ ہوگیا۔

☆صوبہ ہلمند ضلع نادعلی میں مجاہدین نے ایک امریکی ٹینک کو بارودی سرنگ سے تباہ کر دیا جس سے اس میں سوار 5 امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

یکم اپریل

☆صوبہ میدان وردک ضلع سید آباد میں مجاہدین کے پولش فوج پر حملے میں 2 فوجی ہلاک اور 2 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ فریاب میں قیصار کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں ایک فوجی گاڑی تباہ ہوگئی جس سے اس میں سوار 4 فوجی لقمہ اجل بن گئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ غزنی کے دارالحکومت میں ایک سپلائی قافلے کو نشانہ بنایا جس سے 3 گاڑیاں تباہ اور 3 سکیورٹی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

2 اپریل

☆صوبہ ہلمند ضلع واشیر میں مجاہدین نے ایک نیٹو ٹینک کو بارودی دھماکے کا نشانہ بنایا جس سے 2 امریکی ہلاک اور 2 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ قندہار ضلع میوند میں آپریشن کے لیے آنے والے مجاہدین نے ایک ٹینک کو بارودی دھماکے سے تباہ کر دیا جس سے اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوگئے

3 اپریل

☆صوبہ بادغیس کے ضلع غور مچ میں مجاہدین نے ایک حملے میں 8 فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

10 اپریل

☆صوبہ ہلمند ضلع موسیٰ قلعہ میں مجاہدین نے ایک ٹینک کو بارودی سرنگ کا نشانہ بنایا جس سے 4 افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں مجاہدین نے ایک چوکی کو حملے میں مکمل تباہ کر دیا جس سے اس میں موجود 2 فوجی ہلاک اور 2 زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ پکتیکا ضلع شکین میں مجاہدین نے ایک چوکی پر حملے میں 5 فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔

☆صوبہ نیمروز کے ضلع دلارام میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی میں 5 افغان فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے جب کہ مجاہدین نے سامان بھی غنیمت کیا۔

11 اپریل

☆صوبہ کنڑ ضلع اسمار میں مجاہدین نے افغان فوجیوں کی چوکیوں کو نشانہ بنایا جس سے کم از کم 2 دو فوجی ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ پروان ضلع سیاہ گرد میں مجاہدین کی کارروائی میں 1 امریکی فوجی اور 2 افغان اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ نمروز ضلع دلارام میں مجاہدین نے حملہ کر کے 2 چوکیوں کو تباہ کر دیا جب کہ 4 فوجی اہل کاروں کو بھی قتل کر دیا۔

☆صوبہ ہرات ضلع رباط سنگی میں مجاہدین نے الیکشن آفس کو نشانہ بنایا مقابلے میں 12 سکیورٹی اہل کار اور آفس میں موجود 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

12 اپریل

☆صوبہ نیمروز ضلع خشرود میں مجاہدین کی کارروائی میں ایک رینجرز گاڑی کو بارودی مواد سے اڑا دیا گیا۔ جس سے اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک ہوگئے

☆صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانی میں ایک مقام پر جمع ہونے والے فوجیوں کو مجاہدین نے پہلے سے نصب شدہ بم سے نشانہ بنایا جس سے 6 اہل کار جان سے ہاتھ دھو بیٹھے

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک میں مجاہدین نے کئی چوکیوں کو ایک ہی وقت میں نشانہ بنایا جس سے 6 فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

☆قندہار شہر سے ملنے والی اطلاع کے مطابق 3 فدائی مجاہدین نے انٹیلی جنس آفس پر حملہ کر کے 23 اہل کاروں کو قتل کر دیا۔

☆صوبہ ننگرہار ضلع غنی خیل میں دو مجاہدین نے افغان اور امریکی فوجیوں پر دستی بموں سے حملہ کیا۔ جس سے 1 امریکی فوجی اور 2 افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

13 اپریل

☆صوبہ روزگان اور لغمان میں مجاہدین کی دعوت پر 6 افغان فوجی میدان جہاد میں مجاہدین کے ساتھ شامل ہوگئے۔

☆افغان اور نیٹو فوج کے مشترکہ کاروان کو صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ میں بم حملے کا نشانہ بنایا گیا جس سے ایک بکتر بند اور ایک سرف گاڑی تباہ اور 4 فوجی ہلاک ہوگئے۔

14 اپریل

☆صوبہ غزنی ضلع شلگر میں مجاہدین نے ایک پیدل دستے پر حملہ کر کے 6 فوجی اہل کاروں کو قتل کر دیا۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام ترنکیوٹ میں مجاہدین نے الیکشن مہم کے خلاف کامیاب کارروائیوں میں 4 الیکشن آفس کو جلا دیا جب کہ 6 اہل کاروں کو قتل کر دیا۔

☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں مجاہدین نے ایک بکتر بند گاڑی کو سڑک کنارے نصب بم سے تباہ کر دیا جس سے اس میں سوار 5 فوجی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے

☆صوبہ کنڑ کے 4 اضلاع میں مجاہدین کی کارروائیوں میں 5 فوجی قتل کر دیے گئے۔

15 اپریل

☆صوبہ ننگرہار ضلع مہمند درہ میں چوکیوں پر حملے میں 3 فوجی قتل کر دیے گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد میں ایک بم دھماکے میں 3 افغان فوجی لقمہ اجل بن گئے

اسامة خير من ركب المطايا

اسلام آباد کی مشہورِ عالم مسجد ''لال مسجد'' کے بانی مولانا عبداللہ شہید رحمہ اللہ کو تحفظ حرمین کے سلسلے میں بے باک آواز اٹھانے پر شہید کر دیا گیا تھا۔ تحفظ حرمین کے حوالے سے درد کی یہ سوغات آپ کو محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ سے ہی ملی تھی، آپ نے اپنی شہادت (اکتوبر ۸۹۹۱ء) سے چند ہفتے قبل شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی مدح میں ایک عربی قصیدہ لکھا تھا۔ اس قصیدے سے علما و مشائخ کی شیخ اسامہؒ سے محبت و وارفتگی کا اندازہ ہوتا ہے، شیخ اسامہؒ عام لوگوں کے لیے ہی پسندیدہ شخص نہ تھے بلکہ علما کے محبوب بھی تھے۔

اسامة خير من ركب المطايا
اسامہ بہترین شہسوار ہیں
واشجع كل من شهد الحروبا
اور ان تمام میں بہادر ہیں جو لڑائیوں میں حاضر ہوتے ہیں

هو الرجل الجاهد من سعودی
وہ ایک سعودی مرد مجاہد ہیں
و معتوب من امريكا عتوبا
جو امریکا کی طرف سے سخت معتوب ہیں

ولكن الاسامة لايبالی
مگر اسامہ صاحب کو پرواہ ہی نہیں ہے
وليس يحس خوفاً واللغوبا
وہ کوئی خوف و خطر بھی محسوس نہیں کرتے اور نہ ہی تھکتے ہیں

فامريكا يريد له تباراً
امریکا کا تو ارادہ ہے ان کو تباہ کرنے کا
ولايرضىٰ اسامة ان ياوبا
لیکن وہ واپس لوٹنے پر راضی نہیں ہیں

وان اسامة شهم نبيل
دراصل اسامہ ایک عظیم سردار ہیں
عظيم الهم مضّار لبيبا
بڑی ہمت والے اور کچھ کر گزرنے والے انسان ہیں

وهاجر من سعودی مذمديد
کافی عرصہ ہوا سعودیہ سے ہجرت کر کے آئے ہیں
اقام بملكنا امنا غريبا
اور ہمارے ملک میں مسافر ہو کر امن و امان سے ہیں

وجدناه جرّياً ثم حراً
ہم نے ان کو جری، آزاد
شريفا ماجداً ندبا نجيبا
شریف بزرگ فیاض اور صاحب نجابت پایا ہے

فذلک ضيف افغان كرام
پس یہ اسامہ افغان قوم کے مہمان ہیں
مقيماً فی صحاراها اديبا
اور افغانستان کے جنگلوں صحراؤں میں رہائش پذیر اوصاف محمودہ والے ہیں

شديد الخنز وانة لايبالی
بڑے خوددار ہیں جب وہ شیر بن جاتے ہیں تو پھر پروا
اصاب اذا تنمر او اصيبا
نہیں کرتے کہ کسی کو ہلاک کیا یا خود جان سے چلے گئے

تهنئه شجاعاً عبقريا
ہم ان کو مبارک باد دیتے ہیں وہ بے پناہ بہادر
حمالا متابعه ركوبا
اور مصائب و مشکلات کو برداشت کرنے والے ہیں

لعل الله يعطيه نجاة
امید ہے اللہ تعالیٰ ان کو نجات دلائے گا
لما هو فيه نخشىٰ ان يذوبا
ان مشکلات سے جن کے بارے میں ہم کو اندیشہ ہے کہ وہ پگھل نہ جائیں

ازور اسامة رجلا جليلاً
میں اسامہ سے ملاقات کرتا ہوں وہ ایک طاقت ور بہادر شخص ہیں
وضيفا ماجداً رزق النصيبا
اور بزرگ مہمان ہیں اللہ نے اس کو عظمت عطا فرمائی ہے

نصيب الخير من هم و عزم
خیر و بھلائی اور ہمت و عظمت کا حصّہ وافر دیا ہے
وجرأة ضيغم بلغ المشيبا
وہ جرأت و بہادری کے معمر شیر ہیں

فيارب العباد ارحم عليه
پس اے بندوں کے خدا ان پر رحم کر
واخلصه الشدائد والكروبا
اور شدائد اور مصیبتوں سے نجات نصیب فرما

وعبد الله مداح لعزمه
اور عبداللہ اس کی عزم و ہمت کے مداح ہیں
وصديق له صدقا قريباً
ان کے دوست اور قریبی مخلص لوگ ہیں

اطاعتِ کاملہ سے اپنی صفوں کو متحد رکھیں

”آج پورے افغانستان میں دشمن کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین باہم محبوب بھائیوں کی طرح ایک قیادت اور ایک جھنڈے تلے جمع ہیں۔ آئے دن ان کی جہادی قوت مضبوط ہو رہی ہے اور مجاہدین نت نئے تجربات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ عسکری محاذوں پر فتح مندی اور پیش قدمی کے ساتھ ساتھ مجاہدین سیاسی، ثقافتی، ابلاغی، دعوتی، انتظامی اور اقتصادی محاذوں پر بھی نت نئی کامیابیوں سے ہم کنار ہو رہے ہیں۔ اسی طرح جہادی صفوں میں روحِ اصلاح و اخلاص کی پیوستگی، باہمی تعاون اور اطاعت شعاری کا جذبہ بھی مزید پروان چڑھ رہا ہے۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے لیے میری نصیحت ہے کہ وہ ان کو دی گئی تعلیمات اور جاری کردہ لائحہ عمل کی سختی سے پاس داری کریں۔ امارت اسلامیہ کی اعلیٰ قیادت اور رہ نماؤں کی جانب سے جاری کردہ ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی خوب کوشش کریں اور اپنے مسئولین کی مکمل اطاعت کریں۔ اس لیے کہ قوت اور کامیابی کا راز اتحاد میں مضمر ہے اور اتحاد کا مدار اطاعت پر ہے، لہٰذا اطاعتِ کاملہ سے اپنی صفوں کو متحد رکھیں۔

اسی طرح میری تمام مجاہدین کو وصیّت ہے کہ وہ علاقے جو دشمن خالی کر چکا ہے یا کر رہا ہے، وہاں پر علمائے کرام اور علاقے کے معززین کے تعاون اور مشاورت سے نظم قائم کریں، جو لوگ مجاہدین کے نام پر عوام کو تکلیف دیتے ہیں، یا مال کے بدلے اغوا میں ملوث ہیں یا جہاد کے نام پر ذاتی یا شخصی مفادات کے حصول میں منہمک ہیں، ایسے افراد ہرگز نہ تو مجاہدین ہیں اور نہ ہی ان کا امارت اسلامیہ سے کسی قسم کا کوئی تعلّق ہے۔ میں مجاہدین کو حکم دیتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے افراد کو لوگوں پر ظلم و تعدی سے روکیں۔

میری مجاہدین کو وصیّت ہے کہ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کام کو مزید آگے بڑھائیں کہ عام شہریوں کا نقصان نہ ہو، اور اس کمیٹی سے تعاون کو یقینی بنائیں جو عام شہریوں کے نقصانات کے روک تھام کے لیے تشکیل دی گئی ہے۔ تاکہ اہل وطن اور دنیا کو اس حوالے سے درست حقائق اور سچّی خبروں کی فراہمی یقینی بنایا جا سکے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے جانی نقصان کے حوالے سے دشمن ہمیشہ جھوٹا پروپیگنڈہ کرتا رہتا ہے۔ اور بدقسمتی سے کچھ ادارے اس جھوٹے پروپیگنڈے کی بنیاد پر رپورٹس بناتے اور شائع کرتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ عام شہریوں کو نقصانات پہنچانے یا ہلاکتوں میں خود دشمن ہی ملوث ہے۔ اگر کوئی مجاہد اس باب میں احتیاط سے کام نہیں لے گا تو مذکورہ ادارہ تحقیقات کے بعد اس کو قیادت کے سامنے پیش کرے گا، تاکہ حصول انصاف کی کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔

مجاہدین یہ بھی کوشش کریں کہ دعوت و ارشاد کے حوالے سے قائم کمیٹی کے ساتھ مخالف صفوں میں شامل افراد کو راہِ حق کی دعوت دینے میں ہر طرح کی معاونت کریں، تاکہ انھیں دشمن کی صف سے باہر نکال لیا جائے۔ اسی طرح مجاہدین پر لازم ہے کہ وہ قیدیوں اور زخمیوں کی خدمت کو صحت اور قیدیوں سے متعلّق کمیشن کی سفارشات کی معاونت سے یقینی بنائیں اور اسے اپنی شرعی ذمہ داری سمجھیں۔“

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ